UNIVERSAL LIBRARY
OU_226045
UNIVERSAL LIBRARY

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بحمد رب الفلق کتاب ہدایت انتساب ناسخ طوامیر ماسبق بقدردانی شہنشاہ دکن محی الملۃ والدین

اعلیحضرت نواب مستطاب میر عثمان علی خان بہادر آصفجاہ ہفتم ادام اللہ اقبالہ و خلد اللہ سلطنتہ

سلک ثالث سلسلہ دعوۃ الحق و شریعۃ الحق

المسمیٰ بہ

مِنْہَاجُ الْحَق

من تصانیف حافظ کلام ربانی و حامل اسرار صمدانی غواص دریائے شریعت و طریقت و سیاح بحار

روحانیت و حقیقت شمس العلماء مولانا مولوی حافظ سید محب اللہ الحق صاحب نقشبندی عظیم آبادی

سنہ ۱۳۳۶ ہجری

در مطبع کرن واقع افضل گنج باہتمام سید محفوظ علی مہتمم طبع گردید

حیدر آباد دکن

فہرست مضامین کتاب

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	حمد باری تعالیٰ	۱
۲	نعت سید المرسلین	۲
۳	مقدمہ کتاب	۳
۴	حقیقت حال	۴
۵	رہبانیت	۱۲
۶	اسلام و رہبانیت	۱۹
۷	نسبت رسالت و ولایت	۲۵
۸	تاریخ تصوف	۲۸
۹	تاریخ تصوف قرآنی	۳۳
۱۰	تعریف تصوف	۳۷
۱۱	دور صوفیہ	۴۶
۱۲	دور آخری	۴۷
۱۳	مشائخین	۵۶
۱۴	عقائد خلاف قرآن	۵۹
۱۵	مابعد الموت	۶۷
۱۶	افسوس	۷۴
۱۷	جبر و اختیار اور تقلید و آزادی	۷۹
۱۸	تمہیں چاہیئے کیا؟	۸۳
۱۹	موضوع و غرض	
	تصنیف کتاب	۸۶
۲۰	آغاز کتاب تصوف قرآنی	۸۸

نمبر	مضمون	صفحہ
۲۱	اخلاق کا طرز بیان	۹۱
۲۲	اصول اخلاق یا رضائے مولیٰ	۹۴
۲۳	نعمائے الٰہیہ	۹۹
۲۴	تقسیم اصول اخلاق	۱۰۳
۲۵	مرکز اخلاق	۱۰۴
۲۶	دوائر اخلاق	۱۰۷
۲۷	اللہ کا حق	″
۲۸	ایمان	۱۰۸
۲۹	عمل	۱۱۳
۳۰	ماسوائے اللہ کا حق	۱۱۴
۳۱	حقوق انسان	۱۱۵
۳۲	حقوق ماسوائے انسان	۱۳۱
۳۳	دنیا	۱۳۸
۳۴	فقہائے ربانی یا واعظین	۱۴۹
۳۵	موعظت	۱۵۰
۳۶	طلب	۱۵۳
۳۷	امام ربانی	۱۵۹
۳۸	مرشد ربانی	۱۶۲
۳۹	رشد و ارشاد	۱۶۴
۴۰	صفات مرشد	۱۶۶
۴۱	فرائض مرشد	۱۶۸

نمبر	مضمون	صفحہ
۴۲	ہدایات للمسترشد	۱۶۸
۴۳	پیری و مریدی	۱۸۲
۴۴	بیعت ربانی	۱۸۹
۴۵	مجاہدہ و جہاد	۱۹۶
۴۶	امراض باطنی	۲۰۱
۴۷	امراض قلبی	۲۰۳
۴۸	قلب مذموم یا قلب مریض	۲۰۴
۴۹	قلب محمود	۲۰۷
۵۰	امراض نفسی	۲۰۹
۵۱	نفس مذموم	۲۱۰
۵۲	نفس محمود	۲۱۱
۵۳	استغفار و توبہ	۲۱۲
۵۴	انابت و معالجہ	۲۱۶
۵۵	معالجہ امراض قلبی	۲۱۸
۵۶	ذکر	۲۲۲
۵۷	ذکر کلمہ طیبہ	۲۳۰
۵۸	ضرب	۲۳۳
۵۹	پاس انفاس	۲۳۶
۶۰	سلطان الذکر	۲۳۹
۶۱	انتفائے ذکر	۲۴۰
۶۲	اسماء حسنیٰ	۲۴۱

نمبر	مضمون	صفحہ
۶۳	ذکر کرنے والوں کی تنبیہ	۲۴۹
۶۴	معالجہ امراض نفسی	۲۵۳
۶۵	فکر فی الآفاق و فکر فی الانفس	۲۵۶
۶۶	فکر	۲۵۹
۶۷	پاس حواس	۲۶۹
۶۸	مراقبہ	۲۷۱
۶۹	لطائف	۲۷۲
۷۰	انشراح صدر	۲۷۵
۷۱	محاسبہ	۲۸۳
۷۲	اعتکاف و اربعین	۲۸۶
۷۳	کشش یا تائید غیبی	۲۸۸
۷۴	گردش	۲۹۰
۷۵	روش	۲۹۱
۷۶	اتقا یا قطع ماسوائے اللہ	۲۹۳
۷۷	مقامات	۳۰۰
۷۸	مناجات	۳۰۵

—۱۶—

انتساب

تحفۂ درویش کو کرتے ہین سب سلطان قبول

ہم بھی اپنے دل کے ٹکڑون کا یہ تحفہ لائے ہین

خاکسار مصنّف اس ناچیز تصنیف کو

عالیجاہ و عالی مرتبت ہر دلعزیز ہونہار شاہزادہ اعظم جاہ

نواب میر حمایت علیخان بہادر

اطال اللہ عمرہ و افاض اللہ لہ مقالید السمٰوٰت والارض کے

نام شہزادگی و اسم **ولیعہدی** کیساتھ منسوب کرتا ہے۔

کیونکہ

یہ کتاب تصوف قرآنی کا پہلا جلوہ ہے جو انسان کامل بنانے کیلئے خدائی ہدایت نامہ ہے

اور

ہمارے شاہزادہ بلند اقبال کو **خداوند عالم** انسان کامل کا نمونہ اور خلیفۃ اللّٰہی کا

وارث مستحق

قرار دیکر جلوہ گاہ عالم مین چمکانے والا ہے اسلئے اس تصنیف کے انتساب کا

ہمارے شاہزادے سے بہتر کوئی دوسرا مستحق نہین ہو سکتا خدا اس انتساب کو قبول کرے آمین

سید محب الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باریتعالےٰ

الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمٰت والنور ط ثم الذین کفروا بربھم
یعدلون ۵ امن خلق السمٰوٰت والارض و انزل لکم من السماء ماءً ط فانبتنا بہ حدائق
ذات بھجۃ ط ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ء الٰہ مع اللہ ط بل ھم قوم یعدلون ۵ ھو الذی خلقکم
من طین ثم قضیٰ اجلا ط و اجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون ۵ امن یبدؤا الخلق ثم یعیدہ
ومن یرزقکم من السماء والارض ء الٰہ مع اللہ ط قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۵ ھو اللہ
فی السمٰوٰت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ۵ امن یجیب المضطر اذا
دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ط ء الٰہ مع اللہ ط قلیلا ما تذکرون ط ھو الذی
ینزل علیٰ عبدہ اٰیٰت بینٰت لیخرجکم من الظلمٰت الی النور وان اللہ بکم لرءوف الرحیم ۵
امن یھدیکم فی ظلمٰت البر والبحر ومن یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ط ء الٰہ مع اللہ
تعالی اللہ عما یشرکون ۵ ھو الذی ذرأکم فی الارض والیہ تحشرون ۵ امن جعل الارض
قرارا وجعل خللھا انھرا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ط ء الٰہ مع اللہ ط
بل اکثرھم لا یعلمون ۵ ھو اللہ لا الٰہ الا ھو ط لہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ ولہ الحکم
والیہ ترجعون ۵

اے وہ ذات جو ہے ۔ ذات تیری ۔ صفات تیرے ۔ تیرے سوا جو ہے وہ نہیں ہے ۔ نہیں کو ہے کے

جلوے مین تو نے دکھایا۔ اور ہے کہ نہین کے پردے مین تو نے چھپایا تیری حمد کرنی چاہون تو اے قدوس! تیری قدوسیت اور تیری عظمت وجلالت حیرت کی بیہوشی مین ڈالدیتی ہے۔ اور چپ ہون تو جذبہ دل چپکے چپکے چٹکیان لیتا ہے اور نچلا بیٹھنے نہین دیتا۔ قرار نہ یون ہی نہ وون ہی چین نہ اس پہلو نہ اوس پہلو۔ ہمت کا قصور نہین مگر حوصلہ کا مقام نہین۔ کہان تو نشان واشارے سے وہم وکنایہ سے پاک ومنزہ سبحانَ اللہ عما یصفون ٥ اور کہان ہم عدم وجود نما کے پتلے کہ خیال تھا اور پھوٹ ہے جسکا ہونا بھی وہم کا نہ ہونا بھی وہم کا۔ کہان تیرے صفات مقدس عن الکیفیات والجہات والحمد للہ واللہ اکبر اور کہان ہمارے کیفیات آلودہ قیودات ومحدودیت۔ کہان تو اور کہان ہم پھر تیری حمد کرنی غیر محدود کو محدود الفاظ مین محدود معنی مین محدود مفہوم مین مقید کرنا ہے اور یہ ناممکن۔ تو اے واجب الوجود پھر تیری حمد کے لئے زبان الفاظ معنی مفہوم کہان سے لائین ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تو۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ اِلاَّ اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ اِلاَّ باللہ العلی العظیم ٥

نعت سید المرسلین منزل من رب العٰلمین

یس۔ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین ٥ علیٰ صراط مستقیم ٥ وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین ٥ لقد من اللہ علے المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسہم یتلو علیہم من اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ٥ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم نعت خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ دوری ونابینائی بیان ہو تو کہانی ہے اور تاریخ نویسون کا افسانہ اور اگر بحضوری بیان ہو تو حضوری اور بیان۔ ایسی حضوری جسمین دیدار محبوب کے سوا تحریر وتقریر کا بھی ہوش رہے حضوری کی بیہوشی بہتر مگر بیہوشی مین نہ دید نہ شنید نہ ناز ونیاز۔ نہ ولولہ عشق نہ الطاف محبوب کی دلربائیان تو اس سے بہر حال

دیوانہ وار ہوش اور عاشقانہ گرم جوشی ہی اوسکے لئے کچھ ہی ہو دل دیوانہ سے بہہ امید کہ وہ نعت مصطفوی
کے مراتب طے کر سکیگا۔ دیوانہ پن ہے وفور شوق اور سلسلہ بیان چشم محو نظارہ اور مراحل تحریر۔ دل سوختہ زدہ اور مراسم تقریر۔ ناممکن۔ نہ آنکھوں کو قوت تقریر نہ زبان کو طاقت دیدار اسلئے آپ کی نعت دل عشاق کے حوالے چشم مشتاق کے حوالے شوق و اشتیاق کے حوالے پھر کہنے سننے لکھنے لکھانے کو کیا رہا۔ ؎

جو ہو گیا ہو آپ کا شیدا وہ کیا کہے۔ دیوانہ ہو جو آپ کا مولا وہ کیا کہے۔

عشاق را خبر ز سیاہ و سفید نیست۔ جز دید یار فرصت گفت و شنید نیست۔

مقدمہ کتاب

مینے **دعوة الحق** مین از روے دلائل عقلی و فلسفی اور از روے اقتضاے فطرت اسلام کی حقانیت، بمقابلہ دیگر ادیان کے دکہائی ہے اور توحید۔ ضرورت رسالت۔ حقانیت رسالت ختم رسالت حقیقت معجزات حقانیت قرآن مجید۔ اوسکا کلام اللہ ہونا اور منزل من اللہ ہونا ثابت کیا ہے۔ ان مضامین کو جسے دیکھنا ہو وہ **دعوة الحق** مین دیکھے۔

قرآن مجید کی حقانیت تسلیم کرلینے کی بعد اسکے سوا کوئی کسوٹی حق و باطل کے جانچ کی نہین ہو سکتی جو قطعی ہو اور غلطی اور لغزش سے پاک ہو اسلئے **شرعة الحق** مین مینے اسلامی شریعت کو قرآن مجید سے بیان کیا ہے تاکہ وہ سارے فرق اسلامیہ کے اختلافات اور جھگڑون مین حکم ہو اور خدائی فیصلہ سنادے شریعت کی صحت جسے کرنی ہو وہ **شرعة الحق** کو بلا نفسانیت دیکھے۔

اس کتاب مین جسکا نام مینے **منہاج الحق** رکھا ہے مجھے قرآن مجید کی روحانی تعلیم اور قرآنی تصوف کو بیان کرنا ہے جو تیرہ سو برسون کے گذرنے پر بھی من حیث تصنیف و تالیف سربمہر رہا ہے تا سکے متعلمین عاملین ہوے تسہیل کی مراد کو پہونچے۔ مگر جو سیکھا یا سکہایا وہ سینہ بسینہ ہی رہا یہان تک کہ اسکا نام ہی

پڑگیا علم سینہ مگر جو کتاب من اللہ تبلیغ کی گئی اوسکی روحانیت کو ضرور ہے کہ آشکارا کیا جائے مجھے ضرورت اسکے آشکارا کرنیکی کیا ہوی اور کس ضرورت نے مجھے مجبور کیا اسے مین اس مقدمہ مین جسکو ذیل کی چند سرخیون مین تقسیم کیا ہے بیان کرونگا۔ ناظرین سے امید ہے کہ پہلے مقدمہ کو پڑھ لین جب اصل کتاب کی طرف توجہ فرمائین۔

حقیقت حال

علام الغیوب! تجھ سے چھپا کیا ہے۔ مدت ہوئی۔ زمانہ ہوا۔ صبح ہوی شام ہوئی۔ موسم آئے موسم گئے صبا چلی سموم چلی۔ دن کٹے۔ راتین کٹین برسون کا شمار ہے۔ اتنے زمانہ مین خدا جانے کتنے انقلاب ہوے طفلی آئی بھی گئی بھی۔ شباب بھی آیا وہ بھی رخصت ہوا۔ اب پیری آئی۔ اور آتے آتے پیام اجل بھی آیا۔ مگر تیرے دیوانہ کو کہین پناہ نہ ملی۔ بھونرا بن کر جس پھول پر بیٹھا وہ مرجھا گیا۔ پروانہ بن کر جس شمع کے پاس آیا وہ گل ہوگئی۔ بلبل بنکر جس گل کا محو نظارہ ہوا وہ گل گلچین کے گلے کا ہار ہوا۔ اور بہتر ہوا تیرے پروانہ کو شمع سے کیا کام اور چراغ سے کیا غرض۔ تیرے دیوانہ کو گلستان سے کیا تعلق اور بوستان سے کیا مطلب۔ بے نیاز تو سب سے ہوا مگر دل کی پیاس نہ بجھی اور نبض کی تیزی ٹھنڈی نہ ہوی۔ یاس موجب تسکین ہوتی وہ بھی نہ ہوی۔ غایت شوق نے تیری تصویر کھینچی تو ایمان عینی نے اوسے مٹا دیا جوش جنون نے جسے کہا کہ وہ تو ہے۔ دیکھا تو وہ تو نہ تھا اپنا دیوانہ پن تھا آنکھین ترستی ہی رہین اور دل بسمل تڑپتا ہی رہا تیری طلب و جستجو نے بیٹھے بیٹھے کس کس جہان کی خاک نہ چھنوائی اور کس کس عالم کی فضا نہ پنوائی۔ دیکھا اور کیا کیا نہ دیکھا مگر یہ سارے ماسوا کے تماشے تھے اور انی لا احب الافلین مین فانی کو پسند نہین کرتا اللہ اللہ ؎ کہان کہان تیرا عاشق تجھے پکار آیا

افسوس صد افسوس عمر گذری! اور تماشہ بینی ہی ہین۔ حیرت در حیرت بہتیرا کچھ دیکھا اور کچھ نہ دیکھا کہین تیری جھلک نے تڑپایا تو وہ تیری جھلک نہی تو نہ تھا کہین تیری تصویر بول وٹھی تو وہ تیری اک

امتحانی ادا تھی تو نہ تہا آے منزہ عن الکیف ! کم و کیف کا جیل اپنی چہار دیواری سے نکلنے نہیں دیتا کہ تنزیہہ و تقدیس کی جان بخش ہوا سے مشام جان تازہ ہو سچ ہے یومنون بالغیب کا احاطہ ہزار توڑو نہیں ٹوٹتا۔ ہر چند اسکا نتیجہ تہا یاس و ناامیدی۔ مگر جوش عشق نے سہارا دیا اور ہمت شکستہ نے سنبھالا لیا۔ امید کا گھٹا ٹوپ بادل اونڈ آیا۔ بارش رحمت کی جھڑی برسنے لگی ولولہ اوٹھا تو دل کے ہاتہوں نے ہاتھ بڑھایا مگر ہاتھ کی بساط کیا گز بھر کی بھی نہیں چشم شوق نے آنکھیں کھولیں تو تل اوجہل پہاڑ۔ ایک مدت انا الحق کی شراب ڈھلی۔ ایک مدت ہو الحق کا دور چلا مگر حوادث فنا کے دائرہ سے نہ اک نقطہ باہر گیا نہ نقطہ کا وجود نہ وجود کا وہم نہ وہم کے کیفیات۔ نہ کیفیات کے جذبات۔ قطع ماسوا کے بعد بھی جو کچھ رہا وہ نیرنگی فنا کے اندر تہا۔ تنزہ اور قدوسیت کے ہو کا عالم جیسا تہا ویسا ہی رہا۔ سارے انقلاب ہم میں تھے ہم میں ہوے۔ نیرنگیوں کا فوارہ ہم سے اوٹھا ہم پر برسا تو چھپا ہی رہا اور ہم ترستے ہی ہے اے اللہ پھر تیرا عاشق کیا کرے نہ دیکھ سکتا نہ بے دیکھے چین نہ پا سکتا نہ پائے بغیر دل کو آرام۔ بے صبری کی گنجائش نہ صبر کا موقع۔ ہر چند امید و بیم کے اس تموج میں تو نے میری ڈوبتی ناؤ کو سنبھالا تو سہی اور ہمت کا پاس بھی رکھا پھر بھی کیفیات کے مد و جزر نے کسی حال میں نہ رکھا۔ عالم فنا کے نت نئے تماشوں سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ حیرت در حیرت معاملات نے عقل کھوئی۔ یہ سارا کچھ ہوا مگر تیرا شکر کس طرح ادا ہو کہ اس پر بھی تو نے ساتھ نہ چھوڑا اور چھوڑ نہ دیا۔ ہمت بھی دی سہارا بھی دیا سنبھالا بھی اور ہدایت بھی کی۔ میں نے تیری آواز پہچانی جب ڈوبتے وقت تو نے للکارا کہ او دوست مخلص کیا میری پکار یعبادِ لاخوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون (اے میرے بندو آج تم کو کچھ خوف نہیں اور کچھ غم نہیں) تو نے سنی نہیں کیا؟ وَالَّذِین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (جنہوں نے میری راہ میں مجاہدہ کیا تو ہم اونھیں اپنی راہ ضرور دکھائیں گے) کی منادی تیرے کانوں نہ پہونچی۔ کیا میری صفت تکلمی پر تیرا ایمان نہیں ہے۔ کیا میرا کلام مجھ سے جدا ہے۔ یا میں اپنے کلام سے

بیٹھا ہون اوڈھونڈھنے والے کہان کہان ڈہونڈہتا ہے مجھے میرے کلام مین ڈھونڈہ۔ پائیگا تو یہین پائیگا میرے سوا کہین پناہ نہین اگر تو مجھ سے ملنے کیلئے میرے کلام مین ڈہونڈہ تو من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت (جو کوئی اس سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اللہ کے وعدے کا وقت تو ضرور آنیوالا ہے) او طالب صادق نہ ادہر دیکھ نہ اوہر دیکھ میرے پاس آ۔ ہان آ۔ میرا بندہ آ۔ میرا ڈھونڈھنے والا آ عبودیت دوربین لگا اور معبود کی طرف دیکھ مستئ عشق کو راہ پر لگا اور چلا چل۔ راہ سیدہی ہے وہ مینے اپنے قرآن مین بتادی ہے بس سیدہا چلا آ دل مین دل آیا جان مین جان آئی آخر پناہ دینے والے نے پناہ دی۔ الیہ المرجع والماب ٥

تیرے حضور آئے تو امن دامان ملا۔ تیرے سوا پناہ جو ڈھونڈہا کہین نہین

اس لئے اب ہم ہین اور تیرا کلام۔ اب ہم ہین اور تیری باتین تعالیٰ شانہ وتقدس کلامہ اوسکے کلام نے آنکھین کہولین تو دل پکارا وہا ربنا ما خلقت ھذا باطلا لیکن اب بڑے دُکھ التعجب اور دوسرا افسوس کہ صدیان گذرین تصنیف و تالیف کا بازار گرم ہوا. بڑے بڑے امام فقہا علما فقرا۔ عالی ہمت اور عالی دماغ لوگون نے خدمت اسلام پر کمر باندہی عیش و آرام تلخ کیا مصیبتون کے سامنے جان ہتھیلی پر رکھ دی۔ اور تصانیف کا انبار لگا دیا کونسا علم ہے جسمین اونکی تحقیقات نے اضافہ نکیا اور اوس پر اپنی مہر ثبت کی. مگر روحانیت قرآن ابھی اچھوتی ہی رہی اور تصوف قرآنی ابھی تک سربمہر ہی رہا میری غرض تحریر و کتابت سے ہے عمل سے نہین۔ مجاہدات و ریاضات کیا او کیسے رہے جو اگلون نے نہ کئے۔ اون مین جب تک تدبر فی القران رہا روحانیت قرآنی نے روح کا تصفیہ کیا نفس کا تزکیہ کیا اور نعمتون کے مینہ برسائے. خدائی راہ کے رہبر خدا تک بے آہ و فغان اور بے نالہ و فریاد پہونچے جب تصنیف و تالیف کا بازار لگا تو لوگ انسانی اقوال و سندات کے گاہک ہوئے۔ نفس و شیطان کو راہ ملی تو رفتہ رفتہ اسلام کی کجروی کی گئی شریعت قاضیون کے حوالہ ہوئی اور طریقت

صوفیون کے غلبہ سلطنت کے سبب قضا یا نے اپنا تو نکا بجا دیا اور طریقت بند ہوئی خلوتون مین۔
اختلافات آراسلے فقہ کا ایک کتب خانہ مرتب کردیا اور مکتوبات طریقت نے ایک ذخیرہ جمع کردیا
اوسمین طبع آزمائیونکا لطف اور اسمین سلسلہ [illegible] سانی کا مزہ اونہون نے قرآن کو مجمل سمجھا اور اونہون نے
اعمال روحانی کے لئے قرآن کو ناکارہ فطال علیھم الامد فقست قلوبھم (امتداد زمانہ سے
اون کے قلوب سخت ہوگئے) اس سنۃ اللہ کے مطابق سب نے اپنے رشتے ادہر ادہر جوڑے
اور تدبر فی القرآن کا دروازہ بند ہوا پھر کیا تھا [illegible] ان سے لگے آپس ہی مین ایک دوسرے پر منہ آنے
اور آپس ہی مین جوتی پیزار کرنے۔ یہ اونکو زاہد خشک سمجھنے لگے جنکو خدا سے واسطہ نہین اور وہ انکو
ملحد و رصبان سمجھنے لگے جنکو اسلام سے کوئی تعلق نہین ہے

دونون آنکھون سے دیکھتے تھے ایک ایک سے اب تو دیکھتے ہین دو

اور بات اتنی ہے کہ جسطرح جسم مین جان ہے۔ لفظ مین معنی ظاہر مین باطن۔ اوسی طرح شریعت
مین طریقت ہے دونون کو جدا کرنا اسلام کی موت ہے۔ بغیر شریعت نہ طریقت طریقت ہے
نہ بغیر طریقت شریعت شریعت۔ دونون جسم و جان کی طرح ایک ہین۔ سمجھنے سمجھانے کیلئے
اصطلاحاً دو الفاظ بولے گئے تو اوسمین مضایقہ نہ تھا مگر عملاً دونون کی علیحدگی جسم و جان کی
علیحدگی ہے بمنزلہ موت کے مگر قوم نے دونون کو [illegible] کردیا اور دو فرقے ہوکر لگے ایک دوسرے پر
آوازے کسنے۔ وہ اونکو خلاف شرع کہنے لگا اور یہ اونکو ریاکار۔ ایشیائی شاعری نے اسے
اور رنگا اور موسیقی نے تو مقبولیت علم کا خلعت ہی پہنا چھوڑا۔
خدا کے بندو! خدا نے تمھین سڈول خوبصورت اور توانا جسم دیا۔ ہاتھ پاؤن دئے۔ ناک کان دئے۔
آنکھین دین ان سے بالاتر دل دیا۔ دماغ دیا۔ عقل دی اور روح وہی انفاس دیئے تو حواس بھی دیئے
کیا یہ سارا کچھ بیکار دیا۔ لغو دیا۔ عبث دیا۔ ضایع وبرباد کرنے کو دیا۔ حاشا نہین سب کچھ دیا کسب کے

کام بھی ٹھہرادئے۔ دین کے بھی دنیا کے بھی۔ انہین نگہداشت کے ساتھہ جسمانی عبادت لازم کی تو روحانی عبادت بھی اسی لئے پاس انفاس ضرور ہے تو پاس حواس بھی ذکر لازم ہے تو فکر بھی محکمۂ اجسام مین تمہین حاضری دینی ہوگی تو محکمۂ ارواح مین بھی ذرہ ذرہ حساب دینا ہوگا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ط و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (جسنے ذرہ برابر بھی نیکی یا بدی کی ہوگی وہ اوسکو دیکھہ لیگا (پارہ عم۔ سورہ زلزال) یعنی جتنی ودیعتین خدانے تمھین دے رکھی ہین اور جتنی قوتین خدانے تم کو عنایت کی ہین سب کی نسبت بازپرس ہوگی اور سب کا کمال اور نقصان دیکھا جائیگا ساری قوتون کا کمال جسمانی ہون یا روحانی کمال انسانی اور کمال انسانیت ہے اور یہی انسان کی کمال ترقی ہے خدا کی رضا یہ ہے کہ انسان کامل انسان بنے اور خلیفۃ الہی کے خلعت کا سزاوار ہو۔ قرآنی تصوف نے ظاہر کو آراستہ کیا تو باطن کو بھی شریعت کو پاک کیا تو طریقت کو بھی جسم سے عبادت کرائی تو روح سے بھی۔ اسکی شریعت کا بیان بہت کچھ شرعۃ الحق مین ہوا اور اوسکی طریقت کا بیان اس کتاب مین ہوگا۔

قرآن مجید کی ایسی بے ضرر اور بے خطر تعلیم بے زحمت کیمیاگری اور جان بخش مسیحانفسی کی افسوس ہے کہ اشاعت نہ کی گئی اور آپس کے رگڑون جھگڑون مین کتبخانہ تصنیف کیا گیا۔ ہدایات قرآنی سے بے توجہی کی گئی اور اوسکی روحانی تعلیم سے بکمال چشم پوشی۔ اساتذہ نے تلاوت کی تدبر کیا تعمیل کی مراد کو پہونچے پچھلون کے دل بیمار ہوتے گئے۔ اونہون نے خدا کے بھیجے ہوے معالجۂ روحانی سے دوری کی تو گھاٹے مین پڑے۔

جسطرح جسم کے لئے امراض و علاج ہین روح کے لئے بھی ہین۔ پھر جسم و روح کے تعلقات کچھ ایسے لطیف ہین اور ایسے پوشیدہ ترکہ ان آنکھون نہین دیکھے جاسکتے مگر عقل کی آنکھین کچھ دیکھ ہی لیتی ہین تو جس خدا نے جسم دیا جسمانی فرایض و عبادت لازم کی اور روح دی تو روحانی فرائض

وعبادت بھی لازم کی جسم وروح دونون کو منقسم کیا تو عبادات مشترکہ کو بھی لازم کیا کیونکہ ایک کی صفت دوسرے پر موثر ہوتی ہے اسی لئے قرآن مجید مین ظاہر و باطن دونون گناہون سے بچنے کا حکم دیا کہ ذروا ظاهر الاثم وباطنه (انعام ع۱۴) مگر اس آیت کے بلکہ روحانی تعلیم کی ساری آیتون کے معنی ہی کہدینا۔ یا اوسکی بلاغت بیان کردینی۔ یا اختلاف معانی بیان کردینا۔ یا علما کی مختلف مرادین جو اوس آیت سے اونہون نے لی ہون بیان کردینا ہی کافی سمجھا جاتا اور خداوندی احکام کی تعمیل سمجھی جاتی ہے۔ دین کے سارے معاملات ہی زبانی جمع خرچ ہو گئے ہین۔ اور اونکی وہی مثل ہے کہ جسطرح اوس فلسفی نے مہینون اور برسون کے ریاض مین طوطون کو سکھا پڑھا کر اوڑا دیا تھا کہ "ہم پردار جانور ہین چڑیمار کے نرکل پر کبھی نہ بیٹھینگے اور بیٹھے تو چنگل چھوڑ کر اوڑ جاینگے" اور دل مین وہ فلسفی مطمئن تھا کہ اب سارے طوطے اس راز سے واقف اور اپنے پروازھونکی قدرت سے آگاہ اور ھوشیار ھو گئے ہونگے اور اب وہ اپنی حفاظت کر سکینگے۔ مگر ایک دن اوس نے پھر دیکھا کہ چڑیمار اپنے کام مین مصروف ہے اور وھی تعلیم یافتہ طوطے آکے بھی نرکل پر بیٹھے بھی اور جیسے پہلے پھنسے تھے پھنسے بھی اور جو سکھایا گیا تھا وہ پڑھ بھی رہے ہین اور پھر اوسی طرح نرکل سے لٹکے جھول بھی رہے ہین نہ چنگل چھوڑتے ہین نہ اوڑتے ہین۔

قوم کے ایمان۔ اعمال۔ عبادات۔ ریاضات۔ اور اخلاص بلکہ سارے ہی معاملات کا یہی حال ہو گیا ہے کہ سارا کچھ زبانی جمع خرچ ہے اور دل بے خبر زبان سے کہا جاتا ہے لا اله الا الله اور دل بے حس۔ ذکر بھی کرتے ہین۔ مگر اذا ذکر الله وجلت قلوبهم (جب الله کا نام لیا جاتا ہے تو اون کے دل ھل جاتے ہین۔ انفال ع۱) کے یہ مصداق نہین بعض قرآن مجید تلاوت بھی کرتے ہین۔ مگر اذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا (جب خدا کی آیتین اونکو سنائی جاتی ہین تو اونکا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ انفال ع۱) کے یہ مخاطب نہین ہر نماز مین الحمد پڑھی جاتی ہے مگر وھی فلسفی کا

طوطون کو پڑھایا ہوا کلمہ ہر الحمد مین ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتے ہین مگر دروغ گوئیم بر روئے تو۔ مدد سیکڑون سے مانگی جاتی ہے بالخصوص مرنے کے بعد مردون سے اسیطرح ہر الحمد مین اھدنا الصراط المستقیم پڑھتے ہین مگر صراط مستقیم کی ہدایت کے خواہان ہو کر نہین بلکہ وہ اک منتر ہے پڑھا جاتا ہے سمین جہلا، علما، مرید، پیر سب شریک حال ہین الا ماشاءاللہ عربی جاننے والے نہ جاننے والے دونون برابر۔ اے لوگو۔ برا ماننے کی جگہ نہین۔ رونے کی جگہ ہے۔ پاؤن ملاؤ نہ ملاؤ۔ آمین زور سے کہو یا آہستہ رفع یدین کرو نکرو مگر دل حاضر ہو یہ تو خدا کا مطلب ہے مگر قوم کے نزدیک دل حاضر ہو نہ ہو خشوع و خضوع چولہے بھاڑ مین جائے مگر رسوم اور جھگڑون کی پابندی ضرور ہو۔ مینے یہہ چند باتین مثالاً بیان کین یہی حال سارے عبادات و معاملات کا ہے کہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بے خبری ہی سے۔ دین کو رسم بنا کر یہہ حال ہوا کیون؟ قرآن سے غفلت کے سبب۔ قرآن سے منہ موڑنے کے سبب قرآن کی روحانی تعلیم سے بے خبری کے سبب۔ ورنہ دل بیمار ہوا تھا۔ روح بیمار ہوئی تھی تو قرآن مجید اوسکا علاج اوسکی شفا موجود تھا اگر اودھر رجوع کیا جاتا۔ مگر افسوس کہ یہہ ہاتھ مین دیا گیا علما دنیا کے۔ ان کے ہاتھ مین یہہ طبع آزمائیون کا گل بازی بنا جسکا حال ہے الذین ھم فی خوض یلعبون (جو بکواس مین پڑے کھیلتے ہین) کھیل مین ہار جیت ہوتی ہی ہے اور زد و رنجون ہین رنج بھی۔ پھر جو ہوتا ہے وہ ہوا ہی۔ ایک دوسرے کی رد مین کتابین لکھنے ایک دوسرے کو کافر بنانے مین لیاقت قابلیت اور زور ایمان صرف ہونے لگا مسلمانون نے مسلمانون ہی سے جہنم آباد کرنا چاہا اور لگے مسلمانون ہی کو کافر بنا بنا کر جہنم آباد کرنے یہہ جاہ طلبی کے تماشے تھے فاما من طغی و اثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی جس نے سرکشی کی اور اوس نے دنیا ہی کی زندگی کو بہتر سمجھا۔ اور اوسکی قدر کی تو گیا جہنم مین (النزعت) یہ سرکشی اور دنیا طلبی تھی پھر اس کے جو نتیجے ہوے وہ بھی ہونے ہی تھے آخر کار مسلمان نہ صرف ہندوستان کے بلکہ ساری دنیا کے

اس حال کو پہونچے جسکے ماتم مین اپنے پرائے سب شریک حال ہین.

دوستو! جیسا تخم ڈالا گیا ویسا پھل آیا جیسی کرتوت تھی ویسے نتیجے ملے ما اصابك من سيئة فمن نفسك جو ہونا تھا وہ ہوچکا۔ آیندہ کو چیت کرو. گرنا عیب نہین گرکر نہ اوٹھنا اور پڑے رہنا عیب ہے.

خدا نے بھی امید کا دروازہ کھول دیا ہے تلك الايام نداولها بين الناس خداوند عالم لوگون مین زمانہ کو بدلتا رہتا ہے (ال عمران) ایک سا حال کسکا رہا ہر انسان بدلتا ہے تو ہر قوم بھی بدلتی ہے جسکے اجزا بدلتے رہتے ہون وہ کل بھی بدل جائیگا. دنیا پھر پلٹا لینے کو ہے. قوم قرآن مجید کی طرف رجوع کرتی جاتی ہے پچھلا پہر ہوچکا. صبح کاذب نمودار ہے کوئی دم مین نور کا تڑکا ہوا چاہتا ہے. وہ وقت آگیا کہ قرآن مجید کی روحانیت اشکارا کی جائے. قرآن مجید کے سربستہ اسرار جتنا کچھ بھی کہل سکین کہولے جائین کہ قرآن کا نور سارے عالم مین جگمگائے جسکی تجلی مین چلنے والے خدا تک پہونچین یہی خدمت ہے جسکو مجھے ادا کرنا ہے.

لوگو! اب سارے دروازے بند ہین. بلکہ اینٹون سے چن دئے گئے ہین کیونکہ وہ سڑگل کر خراب اور بیکار ہوگئے تھے اب بارگاہ حقیقت کا قرآن کے سوا دوسرا کوئی دروازہ ہے نہین اسلئے قرآن کو چھوڑکر رسائی ناممکن. اس دروازہ کو اگر ہم تصوف قرانی کہین تو جائز ہے. یہہ کلام ربانی خدا کے پاس سے آیا اور خدا تک پہونچانے ہی کے لئے آیا اور خدا تک پہونچاتا ہے اسلئے قرآن مجید کے سوا نہ شاعری ہادی ہے نہ دوہے نہ افسانے نہ کوئی انسانی کلام.

ایک عام خیال یہہ پھیل گیا ہے کہ قرآن مجید شریعت اور محض دنیاوی قانون ہے جسکو دنیاوی اور ظاہری ہی احکام سے تعلق ہے اور محض زہد خشک ہے بے لذت. اور تصوف خدائی راہ ہے. یہہ ایک علم ہے سینہ بسینہ جسمین ذوق وشوق کے ولولے ہین. اور عاشقی ومعشوقی کے غلغلے یہی موصل الی المطلوب ہے اس لئے مجھے تصوف پر بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ اس نے قرآن مجید سے فاضل کیا سکھایا ہے اور کس

سند سے۔ مگر چونکہ رھبانیت نے بھی تصوف کا لقب اختیار کرلیا۔ اور اب تصوف اور رھبانیت مین مماثلت تام پائی جاتی ہے اس لئے مجھے پہلے رھبانیت کو بیان کرنا چاہئے۔

رہبانیت

اسکا پتہ لگانا تو مشکل ہے کہ دنیا مین رھبانیت کی ابتدا کب سے ہوئی۔ فطرتی رفتار تو یہہ دیکھی جاتی ہے کہ عالم حدوث مین کوئی چیز اپنے حال پر نہین رھتی دگرگونی اسکی شان سے ہے یہی رنگ مذہب مین بھی پایا جاتا ہے جتنے مذاھب دنیا مین آئے وہ آئے تو بربنائے حقانیت ھی مگر پائے جاتے ھین بدحالی ھی مین۔ تو جو مذھب اول اول آیا کتاب اللہ لایا اور اوس نے اپنا نور پھیلایا۔ رفتہ رفتہ امتداد زمانہ سے رخنے پڑے اور افراط و تفریط نے جگہ پائی۔ اس افراط و تفریط نے دو گروہ کردئے کوئی ادھر جھکا کوئی اودھر اس نے اعتدال مذھب کو کھودیا۔ کوئی دنیادار ھوا - اور کوئی دیندار تارک دنیا انہین کو جوگی اور رھبان وغیرہ کے لقب دئے گئے

ہر مذھب کی رھبانیت کا پتہ لگانا تو مشکل ہے بلکہ ناممکن۔ اس لئے مین چند ھی مذاھب کی رھبانیت کا جسکا سراغ ملسکتا ہے یا کسیقدر مجھے ملا بیان کرنا چاھتا ہون۔

ہندوؤن کی رھبانیت کی تاریخ بیان کرنا چاہون تو انکے یہان تاریخ نہین قیاسات کے گھوڑے دوڑانے پڑینگے اور قیاس شخصی قابل اعتبار نہین۔ ویدا ور شاستر سے کچھ سراغ لگاؤن تو زبان سنسکرت کی عدم واقفیت مانع ہوئی اس لئے مین یہود و نصارے کی رھبانیت کی نسبت کچھ بیان کرون گا کیونکہ اون کے یہان تاریخ ہے انہین کی کتابون سے رھبانیت کا کھوج بھی ملسکتا ہے

دیکھو تنزل و زوال رومتہ الکبرے مصنفہ ایڈورڈ گبن۔ دائرۃ المعارف للبستانی جلد ثامن نیلسن انسائیکلوپیڈیا مین انگریزی زبان نہین جانتا اس لئے سخت وقت پڑی۔ تو کچھ تو ترجمہ کراکر کچھ دوسرون

کی تصنیفون سے جنکا ماخذ اوپر کی کتابین ہین معلومات حاصل کرنے پڑے۔

یہود کے من حیث رھبانیت تین فرقے تہے فریسیہ۔ صدوقیہ۔ اسینیہ دو فرقون کا ذکر موجودہ بائبل مین پایا جاتا ہے اور تیسرے کا ذکر یوسیفس یہودی مورخ نے کیا ہے جو ۳۷ء مین پیدا ہوا تھا۔ اول اول یہود کے فرقہ اسینیہ نے مصر و فلسطین مین رھبانیت کی بنیاد ڈالی۔ اسکے بعد نصارے نے اسے از سر نو زندہ کیا۔ نصارے مین رھبانیت کی پہلی مثال مصر مین ملتی ہے۔

انطونی اعظم باشندہ طیوہ نے جو ۱۰۵ برس کی عمر مین ۳۵۶ء مین مرا گھر بار چھوڑ کر بحیرہ قلزم کے متصل کوہ کولزم پر سکونت اختیار کی۔ اس راھب کی کوشش سے لیبیا کے ریگستانون طیوہ کے چٹانون اور دریاے نیل کے شہرون مین جلد جلد آبادیان قایم ہو گئین۔ اوسکے مرید حبشہ مین بھی پہیل گئے۔

پولوس طیوی کے مرید پخومیوس نے قریباً ۳۲۳ء مین جزیرہ تابنیہ واقع دریاے نیل مین راھبون کیلئے سب سے پہلی خانقاہ بنائی اور اسی نے رھبانون کے قواعد بنائے اسکی بہن نے عورتون کے لئے الگ خانقاہ بنوائی پخومیوس کی کوشش سے اس جزیرے مین راھبون کی تعداد ایک ہزار چار سو ہو گئی۔ اوسکی دیکہا دیکہی امون راھب نے بھی اسکندریہ کے جنوب مین کوہ نطرون پر اک خانقاہ بنائی اور تھوڑے ہی دنون مین وہان پانچہزار راھب جمع ہو گئے۔

رفتہ رفتہ جبال نطرون اور دریاے نیل کے درمیان بہتیری خانقاہین بنتی گئین اور زن و مرد کی اک تعداد کثیر نے رھبانیت اختیار کر لی صرف شہر اوکسی رنکس کی خانقاہون مین دس ہزار عورتین اور بیس ہزار مرد رہتے تہے مصر مین رھبانیت نے اتنا فروغ پایا کہ شاہ ویلس کو جو اک رومی شہنشاہ تہا فوجی خدمت کیلئے آدمی نہ ملسکتے تہے اسلئے اس نے حکم دیا تہا کہ آیندہ راھبون سے بھی فوجی خدمت لی جایا کرے۔

علیٰ ہذا شام مین رھبانیت نے قدم جمایا ایشیاے کوچک اور بحیرۂ اسود کے سواحل نے بھی رھبانیت مین مصر کا اقتدا کیا ہلادیون ستوفی ۳۷۱ء جو انطونی عظم کے ساتھ دو ماہ تک مصر کے جنگل مین

بھی بھتا وہ اپنے وطن فلسطین مین آکر پندرہ برس کی عمر مین یعنی ۳۲۸ء مین غازا کے جنوب کی طرف صحرا مین راھب بن بیٹھا اور اوس نے بھتری خانقاھین بنائین جب وہ فلسطین مین خانقاھون کا معائنہ کیا کرتا تو دو ہزار راھب اوسکے ساتھہ ہوا کرتے تھے ۔

سنتانیثوس اُسقف سبسطیہ نے آرمینیہ مین رھبانیت کو ترقی دی اور باسیلیوس نے ۳۶۰ء مین صوبہ پانٹیس مین جو ایشیائے کوچک کا شمال مشرقی صوبہ تھا رھبانیت کی بنیاد ڈالی اور بحیرۂ اسود کے جنوبی ساحل پر بہت سی خانقاھین بنائین اور اون کے لئے قواعد بنائے ۔

اتناسیوس اُسقف اسکندریہ نے روما مین رھبانیت کو پھیلے پھل رواج دیا ۔

مارٹن باشندۂ تور نے ۳۷۰ء مین غالیہ مین رھبانیت کو فروغ دیا جب وہ مرا تو اوسکی لاش کے ساتھہ دو ہزار اوسکے مرید تھے ۔

کاسیانوس مارٹن کا ہمعصر جو بیت اللحم کی خانقاہ مین رہا کرتا تھا اوس نے ۴۱۵ء مین فرانس کے بندرگاہ مارسیلز مین خانقاھین بنائین ۔

بحیرۂ روم مین بھی لیبران سے لیپاری تک تمام جزائر مین رھبان آباد تھے ۔

اُسقف امبروس متوفی ۳۹۷ء نے سیلان واقع اطالیہ مین اک خانقاہ بنائی اور ذہین اغسطینوس کو عیسائی بنایا جس نے شمالی افریقیہ مین رھبانیت پھیلائی اور اوسکے قواعد بنائے جو بعد مین یورپ کے ہزارون خانقاھون کا دستورالعمل بنے ۔

پیلاجیوس ان قوانین کو روما سے انگلستان مین لایا اسی خانقاہ سے آئرلینڈ کے وحشی اقوام مین رھبانیت پھیلی اسکی خانقاہ بینگور واقع ویلز مین تھی ۔

اغسطینوس کا دوسرے عیسائیون کی طرح یہہ عقیدہ تھا کہ حضرت آدم کا گناہ موروثی ہے جو انسان پیدا ہوتا ہے گناہ اوسکے ساتھہ ہوتا ہے عیسیٰ مسیح کی الوھیت پر ایمان لانا تمام گناھون کا

کفارہ ہے کیونکہ وہ سب کے گناہون کے عوض مصلوب ہوے

پیلاجیوس نے اس مسئلہ مین اغسطینوس سے اختلاف کیا۔ اسکا عقیدہ تہا کہ انسان ایسا بے گناہ پیدا ہوتا ہے جیسے آدم۔ آدم کے گناہ کا اثر اوسپر نہین پڑا۔ موت گناہ کا کفارہ نہین ہوسکتی۔ آدم کا گناہ اوسکی نسل کی طرف منسوب نہین ہوسکتا۔

اس طرح نصاریٰ کے دو بڑے فرقے اغسطینوسیہ اور پیلاجوسیہ قایم ہوگئے۔

سنٹ بینیڈکٹ باشندۂ نرسیا نے اوائل عمر مین رہبانیت اختیار کی اور کووارو واقع اطالیہ کی خانقاہ کا سجادہ نشین مقرر ہوا۔ مگر اوس خانقاہ کے رہبان کی ریاضت کو کچھ سخت نہ پایا اسلئے اوسے چہوڑ دیا اور چند سال مین بارہ خانقاہین بنائین۔ اسکے علاوہ سنہ ۵۲۹ء مین نیپلز کے قریب مونٹ کاسینو کی بڑی خانقاہ بنائی سنہ ۵۱۵ء مین اوس نے ایک کتاب موسوم بہ قوانین خانقاہ لکہی۔ یہہ قانون بعد کو رہبان کے تمام مغربی فرقون مین رائج ہوگیا۔

سنٹ اغسطین فرقہ بینیڈکینہ کا ہی ایک راہب تہا جو چالیس راہبون کو ساتہہ لیکر پوپ گریگوری کے حکم سے سنہ ۵۹۶ء مین انگلستان کو عیسائی بنانے آیا تہا۔

سنٹ کولمبا نے رہبانیت اختیار کر کے آئرلینڈ مین خانقاہ ڈیری سنہ ۵۴۶ء مین اور خانقاہ ڈرو سنہ ۵۵ء مین بناکر رہبانیت کی اشاعت کی جب سنہ ۵۶۳ء مین وہ جلاوطن ہوا تو اپنے بارہ مریدونکو ساتہہ لیکر وہ جزیرۂ ایونا مین پہونچا اور وہان خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور اوس خانقاہ سے اسکاٹلینڈ کے شمالی و مغربی جزائر مین مذہب عیسوی کی منادی کی اور ہر جگہ خانقاہین بنائین۔

اسکے ہم عصر اور ہم وطن کولمبانوس نے سنہ ۵۸۳ء مین فرانس پہونچکر اینگرے۔ لکسایا اور فونتین کی خانقاہین بنائین سنہ ۶۰۳ء مین وہ فرانس سے سوئیزرلینڈ پہونچا جہان اوس نے خانقاہ سنٹ گال بنائی۔ پہر کولمبانوس نے اطالیہ پہونچکر خانقاہ بوبیو بنائی۔ ایونا کی خانقاہ سے رہبانیت آئیس لینڈ

مین پہونچی۔

راھبون کی تین قسمین تھین۔ سینوبیطہ [1] جو ایک ھی پیر کے ماتحت اکٹھے رہا کرتے تہے انکو ریطہ [2] جو جماعت سے دور علیحدہ مجاہدہ پسند کرتے تہے اور خلوت نشین ہوتے تہے سیرآبیطہ [3] جو ایک جگہہ قیام نہ کرتے تہے اور ملک بہ ملک پھرا کرتے تہے۔

رھبانون کے خواب وخورش۔ لباس عبادات وریاضات کی تفصیل تو بہت طول ہے کسیقدر اونکی عام حالت کا اندازہ ایڈورڈ گبن کے مفصلۂ ذیل بیان سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ اُسکا بیان ہے کہ رھبان صلیبیون اور زنجیرون کے تکلیف دہ بوجھہ سے دب جاتے تہے۔ ان کے لاغر اعضا بھاری اور سخت آہنی طوقون۔ کنگنون دستانون اور ٹانگون کے بکترہین جکڑے ھوتے تہے مردون اور عورتون مین سے بعض ایسے ولی شہورہین۔ جنکے ننگے جسم فقط ان کے لمبے لمبے بالون سے ڈھکے ہوتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اوس حالت مین لانا چاہتے تھے کہ حیوانون سے ممیز نہ ھوسکین اور حیوانون کی طرح وہ بھی غیر مکلف ھو جائین۔

انکو بطیہ کا اک بڑا فرقہ رائتیہ الجزیرہ کے کھیتون مین عام ریوڑ کے ساتھہ چرا کرتا تھا۔ سنٹ افریم نے ایسے دلیون کی مدح مین اک رسالہ لکہا ہے۔ وہ اکثر جنگلی حیوانون کے ساتھہ بہ تکلف مشابہت ظاہر کرتے تھے یا وہ کسی اندھیرے غار مین چھپ جاتے تھے طیبرہ کی سنگ مرمر کی کانون مین اون کے مجاہدہ کی یادگارین اب تک کندہ ھین۔

سب سے کامل راھب وہ سمجھا جاتا تہا جو کم خوردن۔ کم خفتن۔ اور کم گفتن۔ پر پورا عمل کرے یعنی بہت سے دن بغیر خوراک کے۔ اور بہت سی راتین بغیر خواب کے۔ اور بہت سے سال بغیر کلام کے گذاردے۔ اور قابل تعریف وہ اولیا سمجھے جاتے تھے۔ جو ایسے طرز کا حجرہ یا نشست گاہ اپنے لئے تجویز کرتے جسمین نہایت بے آرامی کی حالت مین

موسمون کی شدت کا وہ نشانہ بن سکین

رہبانیت کے ایسے مجاہد دلیون مین سے سیمون جو فرقہ اسطوانیین کا بانی ہے (وہ فرقہ جو تمام عمر کسی مینار یا ستون کی چوٹی پر گذار دیتا تھا اور نیچے نہ اترتا تھا) متوفی ۴۵۱ء کی شہرت اک ہوائی مجاہدے کی عجیب ایجاد کے سبب ہمیشہ باقی رہے گی۔ یہہ تیرہ برس کی عمر مین اک ریاضت پسند خانقاہ مین داخل ہوا طویل اور دشوار تعلیم کے بعد جسمین وہ کئی بار پاک خودکشی سے بچا اوس نے انطاکیہ کے مشرق کی طرف تخمیناً تیس چالیس میل کے فاصلہ پر اک پہاڑ پر سکونت اختیار کی پتھرون کے اک دائرہ کے اندر جس سے اوس نے اپنے کو ایک بھاری زنجیر سے جکڑا تھا۔ وہ اک ستون پر چڑھ گیا جو سطح زمین سے بتدریج ۹ فیٹ سے ساٹھ فیٹ تک اونچا بنایا گیا تھا دہان اوس ولی نے تیس برس گرم و سرد موسم کا مقابلہ کیا اور عبادت کے مختلف اوضاع کو بتدریج بجالایا۔ کبھی وہ حالت قیام مین بازو پھیلا کر صلیب کی شکل مین عبادت کیا کرتا۔ اور کبھی حالت سجدہ مین پیشانی پاون کو لگتی۔ اک شوقین تماشائی اوسکی اس حرکت کو ایک ہزار دوسو چوالیس دفعہ گن کر بیحد حساب سے عاجز ہو گیا۔ اوسکے سُرین مین تکلیف دہ ناسور تھا۔ مگر اوسکی عبادت مین وہ خلل انداز نہو سکا اس صابر ولی نے جان دیدی مگر ستون سے نیچے نہ اترا۔

(بظاہر یہہ نفس کشی خودکشی کے درجہ کو پہونچی اور ایسا مجاہدہ سنگدلی اور بے رحمی کے درجہ کو پہونچا۔ مگر رہبانیت کے دلدادہ اسکو محبت کا لقب دینگے اور اعلیٰ ریاضت و مجاہدہ کا خطاب۔ مگر یہہ رہبانیت ممنوع ہوئی کیونکہ یہہ راہ زن اور طلب کی بے راہ روی ثابت ہوئی) للمصنف۔

ہر ادنیٰ و اعلیٰ راہب ولیون کو تسلیم نہین بلکہ پرستش کرتا تھا۔ فرانس۔ اور ہندوستان سے زائرین کے لگاتار گروہ سیمون کے مقدس ستون کو سلام کرتے تھے۔ اقوام شرقیین اوسکی دعا کا شرف حاصل کرنے کے لئے مسلح ہو کر آپس مین جھگڑتی تھین۔ عرب و فارس کی ملکہ نے شکریہ کے ساتھ اوسکی مافوق العادت پارسائی کا اعتراف کیا تھا اور شاہ تھیوڈوسیس اصغر ملک و ملت کے نہایت ہی ضروری

کاسون مین اس فرشتہ سیرت راھب سے شہرہ لیتا تھا. انکوریلیہ راھبون نے بتدریج حواریون اور شہیدون کی شہرت کو بھی مات کردیا تھا. مسیحی دنیا اون کے مزارات کے آگے سجدہ کرتی تھی اور لاکھون معجزے اون کے تبرکات کے ساتھہ منسوب کرتی تھی اور خوش عقیدہ مریدون کے اعتقادات اون پر مہر کردیتے تھے کسی مصری یا شامی راھب کا ادنی وھم دنیا کے ابدی قوانین کو توڑ دینے کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا. یہہ راھب اولیا بیماریان سلب کرتے اجنہ اور آسیب کا اپنی قوت سے علاج کرتے تھے. وہ شیرون اور سانپون پر حکومت کرتے خشک تنون کو سرسبز کردیتے پانی پر لرلہا تھہرا دیتے نگرکی بیٹھہ پر دریائے نیل کو عبور کرجاتے اور آگ پر چلتے تھے (ایسے قصون نے عیسائیون کا سوا جہہ غربت پہیر کر راھبون اور اون کے کرشمون کی طرف کردیا تھا اور باطل پرستی نے حق کی روشنی بجھا دی تھی. للمصنف) مذھبی عبادت کا ہر ایک طریق جسپر یہہ اولیا چلتے تھے اور ایک مخفی مسئلہ جسپر اون کا عقیدہ تھا وہ کلام الہی کی منظوری سے مستند کیا جاتا تھا.

یہہ تو فطرتی قانون ہے کہ امتداد زمانہ سے جیسے کوئی چیز اپنے حال پر نہین رہتی مذھب بھی نہین رہتا. ھندو راھبون یعنی جوگیون اور سادھوؤن کے ریاضات و مجاہدات شاقہ یہود و نصاری سے کچھہ کم نعمائے الہیہ کے فنا کرنے والے نہین ہین جنگل و بیابان کے مصائب جھیلنے ہاتہہ پاون سکہا دینے اور دنیات خداوندی کو فنا کرنے مین جوگیون کا ریاض ضرب المثل کہا جاسکتا ہے.

اسی تاثیر زمانہ سے رھبانیت مسلمانون مین بھی پہونچی اور اونہون نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دینے مین کوتاہی نہین کی بلکہ رھبانیت کو انکا زیادہ ممنون ہونا چاہئے. کہ ابتو اوسکا وجود انہین کے دم سے ہے خصوصاً فرقۂ انکوریلیہ کی یادگار انہون ہی نے قایم رکھی ہے.

مگر اسلام اس سے بری الذمہ ہے.

———(۶)———

اسلام ورہبانیت

اسلام محمدی نے اسلام ابدی کو پھر سے زندہ کیا اور خدا کے بندون کو خدا کی رضا سے آگاہ کیا کہ اسے خدا کے بندو! خدا نے بے انتہا نعمتین تمھین بے کار اور ضایع کرنیکو نہین دی ہین اسلئے یہ رہبانیت خدا کی رضا کے خلاف بدعت ہے خدا نے فرمایا۔ رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبنہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوہا حق رعایتہا فاتینا الذین امنوا منہم اجرہم وکثیر منہم فسقون رہبانیت تو اونہون نے بدعت گھڑی کی ہم نے اون پر فرض کیا تہا کہ وہ رضائے مولا کے طالب رہین۔ تو جو رعایت اسکی چاہئے تھی اونہون نے کی نہین۔ پھر اون مین جو مومنین تھے اونکو تو ہم نے اون کا اجر دیا۔ لیکن اکثر اون مین فاسق ہین (حدید ع۴) خدا نے رہبانیت کو بدعت فرمایا چونکہ یہ بالکل اوسکے رضا کے خلاف ہے کیونکہ خدا تم پر آسانی کرنی چاہتا ہے سختی کرنی نہین چاہتا۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ ع۲۳) جب اوسکی رضا معلوم ہوگئی تو اپنے اوپر سختی کرکے رہبان کیون بنو۔ خدا نے دین مین تم پر کچھ تنگی تو کی نہین ما جعل علیکم فی الدین من حرج (حج ع۱۰) تو تم کیون اپنے اوپر تنگی و تشدد روا رکھو۔ بندہ کو بندگی لازم ہے نہ خود رائی۔ اوسکی مرضی اور اوسکا حکم ہے کہ اپنے ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ (بقرہ ع۲۴) تو اسکے خلاف تم اپنے کو اپنے ہاتھون کیون ہلاکت مین ڈالو۔ اگر ایسا کرو تو اوسے نفس کشی کیون کہو۔ اگر اوسکو نفس کشی کہو بھی تو اسے محمود کیون سمجھو۔

یہ آبادی بیابان ایسا گھنا خطرناک جنگل نقصان رسان اور تہلکہ خیز جنگل جسمین نفس و شیطان کے اژدہے اور شیرون وہاڑسے پنگھارتے پھرتے ہین اس جنگل کو کیون نہ صاف کرو اور بھاگ کر اوس جنگل مین جاؤ جو سنسان اور خاموش ہے اور جسکے دشمن کھلے کھلے ہین۔ خدا نے تمھین قوتین اور اوزار دئے ہین اس جنگل کو صاف کرنے کے پھر بودے پن اور پست ہمتی سے بھاگ نکلو تو جواب دہی سے نہین

بھاگ سکتے۔ رھبان انہین قوتون اور انہین ادزار کو بیکار و ضایع کرنے اور رضاے مولا کے خلاف پست ہمتی کے مجرم ہین۔

خدا نے فرمایا۔ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوة الدنیا خالصة یوم القیمة۔ اے رسول کہدو کہ اللہ کی زینت جو اوس نے اپنے بندون کے لیے پیدا کی اور کھانے کی عمدہ چیزین کس نے حرام کین (خدا نے تو حرام کی نہین) کہدو کہ یہہ نعمتین تو دنیا کی زندگی مین مسلمانون کے واسطے ہین اور قیامت کے دن تو خالص بلا شرکت الغیر انہین کے لئے ہون گی (اعراف ع۴) تو مسلمانون! تم زینت کو حرام کر کے رھبان کیون بنو۔ اور حلال و طیب چیزون کے نہ کھانے کا ارادہ کر کے حرام کیون کرو۔ اور اوس کو تورع اور فقیری کیون کہو۔ تورع اور فقر تو باطنی ریاضات ہین۔ تم جسے تورع کہتے ہو یہ تو تجاوز عن الحد ہے۔ خدا نے فرمایا۔ لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین پاک چیزین جن کو خدا نے حلال کیا ہے اونکو حرام نکرو اور حد سے تجاوز نہ کرو خدا حد سے تجاوز کرنیوالون کو پسند نہین کرتا۔ (مائدہ ع۱۱) یہہ ارادہ کہ ہم فلان چیز کبھی نہ کھائینگے اگر وہ حلال ہے تو یہہ حلال کو حرام کرنا ہے (اسکا واضح بیان شرعة الحق مین حلال او رحرام کی سرخی مین ہو چکا ہے) اور یہ تجاوز عن الحد ہے تو رھبان بن کے حدود اللہ کو کیون توڑو کہ یہہ فسق ہوگا۔ اسی لئے خدا نے رھبان والی آیت مین جو سب سے اوپر بیان ہوئی اکثرھم الفسقون فرمایا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ قیامت کے دن خدا کی ساری نعمتون سے جو تمھین ملی ہین سوال کئے جاوگے (تکاثر) خدا پوچھیگا کہ تم نے نعمتون کو بیکار کیا یا کام مین لائے تب بے جگہ صرف کیا یا میرے حکم و رضا کے مطابق۔ اس آیت کی مزید تفصیل اخلاق کی سرخی مین دیکھو۔

ظلمین ۔معتدین۔مسرفین وغیرہ الفاظ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ظلم بے جگہ کرنیکو کہتے ہین۔ایمان بے جگہ ہو تو عمل بے جگہ ہو تو رہبانیت تو قوتون کو بیکار کر دینا یا بے جگہ صرف کرنا ہے۔اداے حقوق کی قوتین مار ڈالی جاتی ہین اس لئے یہہ سراسر ظلم ہے۔تعدی تجاوز عن الحد کو کہتے ہین۔ اور تجاوز عن الحد ظلم ہے اس لئے رہبان گروہ معتدین و ظلمین مین داخل ہین اسی لئے رہبانیت کو خدا نے بدعت فرمایا۔جو حدود اللہ باندھے ہوے ہین۔حلال و حرام ہین ہمتم عبادات و معاملات ہین ہون تو اون مین کم و بیش کرنا تجاوز عن الحد ہے جو خدا کو ناپسند اور اوسکی رضا کے خلاف ہے۔اور رہبانیت اسی سے آلودہ ہے اسی طرح اسراف بھی بے جگہ صرف کرنا ہے۔اور حدود سے باہر۔مال و دولت ہو تو قوت و قدرت ہو تو۔رہبانیت مین بہتری قوتین تو مار ڈالی جاتی ہین یا بے جگہ صرف ہوتی ہین۔

رہبانیت سراہی جاتی ہے اس بنا پر کہ بغیر نفس کشی کے خدا کی راہ نہین مل سکتی اور نفس کشی کی معراج رہبانیت ہے۔اے عزیزو! نفس کشی کے معنی اگر نفس کو مار ڈالنے کے ہین تو یہہ صریح بدعت ہے اسی لئے خدا نے رہبانیت کو بدعت فرمایا۔لنگڑا راہ نہین چل سکتا تو نفس کو مار کر تم کسکے پاؤن اور کس کی قوت پر خدائی راہ طے کر سکتے ہو نفس نہو تو تم مین طلب ہی نہ آئے گی محبت ہی پیدا نہو گی۔دیکھو خدا نے کیا تعلیم کی ہے ونفس وما سوٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا قسم ہے نفس کی اور اوس ذات کی جس نے اوسکو درست بنایا۔پھر الہام کیا اوس کی طرف اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا بے شک مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو خاک مین ملایا (شمس) تو کیون نہین نفس کا تزکیہ کرو جیسا اسلام نے سکھایا جو بتایا جائیگا۔اور کیون اوسے مار کر رہبانیت اختیار کرو کہ گھاٹے مین رہوگے اور کبھی بامراد نہین ہونے کے۔

دینی تاریخ یعنی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ بعض جلیل القدر صحابیون نے رھبانیت کی
ٹھانی کہ کمل بھینین آلہ تناسل کو کاٹ دین۔ صایم الدہر بنین۔ تمام رات عبادت مین قیام کرین روزانہ
ختم قرآن کیا کرین فرش پر نہ سوئین۔ گوشت اور چربی نہ کھائین۔ عورتون کے پاس نہ جائین خوشبو نہ
لگائین۔ اور سیاحت کرین۔ آپ نے یہہ سنکر سب کو ان کامون سے سخت منع فرمایا کہ اے لوگو! خود
تمھارا تم پر حق ہے یہین یہہ سب کرتا ھون جن سے تم احتراز کرنا چاہتے ھو میرے دین مین یہ سب حلال
ہین تو اونھین حرام نکرو۔ اگلے سختگیری ہی سے ہلاک ھوے۔ اونھون نے اپنی جانون پر تشدد کیا تو خدا
نے بھی اون پر تشدد کیا۔ اس کے حدیث ھونے مین کلام نہین۔ نہ اسکی صحت جانچنے کی ضرورت
کیونکہ آپکا یہہ استناع دو آیتون پر مبنی ہے ایک تو حلال کو حرام نکرو جو آیت ابھی اوپر دی گئی۔ لَا تحرموا
طیبات ما احل اللہ لکم دوسرے خود تمھارا تم پر حق ہے یعنی یا ایہا الذین آمنوا علیکم
انفسکم۔ جب یہہ حدیث بالکل قرآن کے مطابق ہے تو بعبارت دیگر قرآن ہے۔ اسکی صحت مین
کیا کلام چاہے بلحاظ روایت جو درجہ دو۔

مسلمانو! دوسرون کی آنکھون کا کانٹا نہ دیکھو اپنی آنکھون کا شہتیر نکالو۔ اتنی ہدایتون پر تم نے
کیا کیا جیسے تین سو برسون کے بعد نصاریٰ مین رھبانیت پھیلی ویسے ہی تین سو برسون کے بعد تم مین
رھبانیت پھیلی اگر تم اپنی رھبانیت کی سند رکھتے ہو تو قرآن مجید موجود ہے فاتوا بکتابکم ان کنتم صٰدقین
اب ذرا تاریخ سے دیکھو تاریخ صحاح سے تو یہہ پتہ چلتا ہے کہ آپکی بیبیان بھی تھین۔ اولاد بھی تھی
اور فرائض ملازمت۔ طریقہ تجارت اور اصول حکمرانی کے بھی آپ نمونہ تھے۔ قاضی عیاض نے
آپ کی جائداد کی تفصیل یہہ بتائی ہے۔

اول بنی نضیر کے سات باغ جو آپ کے خالصہ مین ۴ھ مین داخل ھوئے۔ یہ باغ مخیریق
یہودی کی وصیت سے آپکی ملک مین آئے تھے دوم وہ زمین جو انصار نے آپکو دی تھی۔ سوم بنی نضیر

کا مال و متاع جب وہ مدینہ منورہ سے شہر بدر کئے گئے تھے چہارم فدک کا نصف حصہ پنجم وادی القرے کا تہائی حصہ جو ۷ھ مین حاصل ہوا تھا ششم خیبر کے خمس مین سے حصہ یہہ سب آپکی جائداد بلا شرکت الغیرے تھی۔ آپ اپنی کل آمدنی اپنی ذات اہل و عیال اور مسلمانون کی ضرورتون مین صرف کیا کرتے تھے اسکے ساتھ آپ نے قریب قریب کل جزیرۂ عرب پر اسلامی سلطنت اور حکومت چھوڑ ہی ووجدک عائلا فاغنٰی تمکو خدا نے مفلس پایا تو غنی کر دیا۔ یہہ خدا نے اپنا احسان جتایا ہے۔ خدا نے بھی اسی لئے دیا اور رسول نے بھی اسی لئے لیا کہ آپ کی ہدایت عملاً ہو اور آپکی امت رہبانیت اختیار کر کے خدا کی نعمتون کی بے وقری نہ کرے۔ ورنہ ذاتی حالت تو یہہ تھی کہ اکثر فاقہ ہی پر گذرتی اپنی جوتی آپ ٹانک لیتے پھٹے کپڑے آپ سی لیتے حاصل سب تھا مگر اپنے لئے کچھ نہین۔ اے مسلمانون تم بھی حاصل سب کرو کہ ساری دنیا تمہاری ہی ہو۔ مگر حقیقت مین ایک خدا کے سوا اور کچھ تمہارا نہو۔ فانتشروا فی الارض تمہاری رفتار ہو اور وابتغوا من فضل اللہ تمہارے کارنامے لیکن اسلم وجھہ للہ تمہارا حال ہو۔ دل بیار و دست بکار۔ اور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة تمہاری دعا ہو۔

پیروان اسلام خدا ہی کے نمونون کا حال سنو۔

حضرت امام حسن علیہ السلام چارسو درہم کا قیمتی لباس پہنا کرتے تھے قل ھی للذین اٰمنوا کا جلوہ دیکھو۔

حضرت سعید ابن مسیبؓ ایک ہزار درہم کا قیمتی لباس پہنکر مسجد مین جایا کرتے تھے خذوا زینتکم عند کل مسجد کی تعمیل دیکھو

حضرت تمیم داریؓ جو صحابہ کبار مین سے تھے اون کا حلہ ایک ہزار درہم قیمت کا تھا۔

حضرت امام مالکؒ بہت پر تکلف بیش بہا پوشاک پہنتے تھے۔

خود آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم رومی عیسائیون کا تنگ آستینون کا جبہ اور پارسیون اور یہودیونکا لباس بھی پہنا ہے۔ تاریخ صحیح بخاری مین دیکھو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا تھا من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہٖ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیوٰة الدنیا خالصة یوم القیٰمة۔

کچھ لباس ہی پر موقوف نہین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑے بڑے شاندار محل بنوائے اور بڑی بڑی دولت چھوڑی۔

حضرت زبیرؓ نے مصر و کوفہ اسکندریہ اور بصرہ مین بڑے بڑے محل بنوائے جو کار دان سرائے کا کام دیتے تھے۔

حضرت طلحہؓ نے کوفہ مین سال کی لکڑی کا پختہ ایک عالیشان محل تعمیر کرایا تھا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ نے عقیق مین ایک بلند پرشکوہ محل بنوایا جسپر بہت سے بالاخانے بھی تھے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ منورہ مین اک عظیم الشان محل بنوایا جسمین عرعراور سال کے دروازے تھے۔

مورخ مسعودی لکھتا ہے کہ عہد عثمانی مین دولت مندون کی بڑی کثرت تھی کیونکہ مال سب سے بڑا مددگار پرہیزگاری کا ہے۔

حضرت زبیرؓ نے جب وفات پائی تو منجملہ اون کے متروکہ کے ایک ہزار گھوڑے بھی تھے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے اصطبل مین ہزار گھوڑے اور اسی قدر اونٹ تھے۔ اور دس ہزار بکریان اونکے علاوہ تھین۔

حضرت زید بن ثابتؓ نے بعد وفات جو متروکہ چھوڑا اوسمین اسقدر سونا اور چاندی کی سلین تھین کہ کدالیون سے توڑی گئین۔ مال و متاع و جائداد اوسکے علاوہ تھی جسکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دینار تھی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ترکہ مین چوراسی ہزار درہم چھوڑے۔

حضرت عثمان مسجد ن شہید ہوے ڈیڑھ لاکھ دینار اور ایک کرور درہم اون کے خزانچی کی تحویل مین موجود تھے۔ اور جائداد و اراضی جو وادی القرے اور حنین وغیرہ مین تھی اوسکی آمدنی ایک لاکھ اشرفی تھی۔ کثیر التعداد اونٹ اور گھوڑے اسکے علاوہ تھے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ نے دو لاکھ کا قرضہ چھوڑا اس سے ظاہر ہے کہ انکی سالانہ آمدنی کیا ہوگی۔

حضرت یعلیٰ ابن سینہؓ نے بعد وفات پچاس ہزار دینار نقد اور تین لاکھ درہم کے تخمینہ کا مال اسباب چھوڑا۔

حضرت طلحہؓ کی آمدنی جو عراق سے آتی تھی ایک ہزار دینار روزانہ تھی۔

اسی لئے تو خدا نے زکوٰۃ کی آمدنی کا فنڈ غریبون کے لئے کھولا تھا۔ اگر رہبانیت مقصود ہوتی اور ترک دنیا تو زکوٰۃ کا حکم بھی غیر ضروری تھا۔ بلکہ بجائے اسکے حکم ہوتا کہ کچھ رکھو ہی نہین تو کیا یہہ حکم فطرت کے مطابق ہوتا۔ خدا نے زکوٰۃ کا حکم دیا اوسکا نظم کیا اور اوس سے غریبون کی خبر لی۔ اگر رہبانیت مقصود ہوتی تو غریبون کی خبر ہی نہ لیتا کہ یہہ تو طوعاً و کرہاً رہبانیت کا مقام طے کر چکے ہین۔ اور بدقسمتی انکی ترک دنیا کی معاون ہو چکی ہے۔ اے لوگو رہبانیت کی راہ اسلام کی راہ نہین۔ خدا کی دی ہوئی کسی نعمت کو بھی ضایع و برباد نکرو۔ ہر ایک نعمت سے باز پرس ہوگی کیونکہ ہر ایک نعمت خدا رسی کی اک راہ ہے۔ یاد رکھو وہ دنیا جو بری ہے وہ تمھارے دل مین ہے اور یہہ دنیا کیون بری ہونے لگی۔ یہہ تو مظہر افضال و انعامات خداوندی ہے۔

قوم نے رہبانیت کو ولایت کا لقب دیا اور اسکا درجہ رسالت سے بھی بڑھا دیا ہے اسلئے کچھ اسکے متعلق بھی چند سطرین مین لکھدینی چاہتا ہون۔

نسبت رسالت وولایت

بعض لوگون کا دعویٰ یہ ہے کہ رسول پشت بحق اور رو بخلق ہوتے ہین۔ اور

اولیاء اللہ روبحق اور پشت بہ خلق ہوتے ہین اسلئے عاشقون کے نزدیک اولیاء اللہ کا درجہ بڑا ہوا یہہ دعوی صدیون سے چلا آتا ہے اور اسکے مدعی آج بھی مجھے ملے۔ اسکا جواب ہمارے حضرت مخدوم بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات مین دیا ہے مجھے اس دعوے پر حیرت ہوتی ہے کیونکہ اس دعوے کے مدعی خود اپنے خدا رسیدہ ہونے کے بھی مدعی معلوم ہوتے ہین تو حیرت یہہ کہ وہ اس راہ مین چلے تو کیا چلے دیکھا تو کیا دیکھا۔ اور پایا تو کیا پایا یہی وہم کی بازیگری یہی شاعرانہ تخیل۔ جہان نہ رو ہے نہ پشت وہان رو اور پشت قایم کرکے درجہ دیا گیا ہے تو حقیقت مین یہ گمراہی مین پڑگئے ہین۔ ایسے ہی خیال والے اپنے اغراض کا ہوش بھی رکھتے ہین۔ اور محرمات اور غیر محرمات کا فرق بھی کرتے ہین اور اللہ بھی بن بیٹھتے ہین۔ اور موت آتی ہے تو بے بسی مین مر بھی جاتے ہین۔

جس خیال سے یہہ دھوکے مین پڑے پہلے مین اس خیال کو صاف کردون تو ان کے اس دعوے کی تشفی کردون گا۔

ان کو دھوکا اس سے ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم سفر کرو اور جہان مچھلی زندہ ہوکر دریا مین چلی جائے وہان تمکو جو بزرگ ملین انکی بیعت اختیار کرو۔ اب جو بزرگ ملے قرآن مین انکا نام نہ بتایا گیا کہ وہ تھے کون۔ مگر مراد لینے والے کب چوکتے ہین جھٹ مراد لے لیا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اب یہہ دو آتشہ کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام ولی ٹھہرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ولی پیغمبر کا مرشد ہوا ولی کا علم غیب بلاواسطہ خدا سے تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس سے بے خبر جب اتنا مان چکے تو رو و پشت قایم کرنے مین کیا زحمت رہی۔

مینے یا شرعۃ الحق مین یا کمین اسی کتاب مین اس مضمون کو زیادہ واضح کیا ہے۔ اور قرآن مجید ہی سے اسکی تشفی کی ہے۔ اسلئے بنظر اختصار صرف چند ہی باتین اس کے متعلق لکھون گا۔

یہہ غلط ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جب خدا نے نہ بتایا تو وحی خداوندی کسی کے مراد

لینے کی پابند نہین ہوسکتی کیونکہ مراد لینا قطعی نہین ہوسکتا۔

دوسرے یہہ بھی غلط ہے کہ وہ کوئی ولی تھے نہین حاشا نہین وہ ضرور کوئی پیغمبر تھے اور پیغمبر سے پیغمبر نے اگر رشد و ارشاد بھی حاصل کیا تو اس سے رسالت ولایت سے کمتر درجہ مین نہین ہوسکتی۔

صحیح یہہ ہے کہ وہ پیغمبر تھے کیونکہ وہ علم غیب بیان کر رہے ہین اور خدا نے فرمایا۔ مَاكَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُم عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ خدا غیب سے رسولون کے سوا اور کسی کو مطلع ہی نہین کرتا۔ رسولون مین سے بھی بعض کو جسکو چاہے۔ تو جب وہ غیب سے مطلع ہوے تو ضرور رسول تھے۔ دوسرے خدا کا امر رسولون ہی کو آتا ہے اور انھون نے فرمایا مافعلته عن امری اسکی مزید تقریر آگے خود آئے گی۔ اتنا لکھنے سے میری غرض یہہ تھی کہ ایسے خیال والے قرآن مجید ہی سے اپنا وضو کا سمجھ لین ایسا نہ ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبری کی سند رکھتے ہوے ضرور سیاست پیغمبری جاری کرتے۔

ہم مان لیتے ہین کہ رسول رو بخلق ہوتے ہین اور ولی رو بحق۔ تو یون سمجھو کہ خدا بھی تو رو بخلق ہی ہے یعنی خدا و رسول رو بخلق ہین اور ولی رو بحق۔ اسے بدیہیات مین دیکھو انسان اپنے کو نہین دیکھتا اور نہین دیکھ سکتا۔ دیکھتا ہے تو آئینہ مین۔ اب آئینہ مین جو تصویر آئی تو دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ اوس تصویر کو اور تصویر دیکھتی ہے دیکھنے والے کو واضح ہوتا ہے کہ خدا کے سامنے رسول کی نسبت نسبت اقربیت ہے اور ولی کی نسبت وہی تصویری نسبت یعنی نسبت انعکاسی ہے۔ اوس مین قرب ہے۔ اور اس مین غیریت و دوری۔ وہ متحد بالذات ہے اور یہہ مقید بالصفات اوس کا ظہور ظہور حقیقت جامعہ ہے اور اس کا ظہور تو ظل در ظل کہ آئینہ ہٹا تو گویا عدم وجود برابر یون رسول رو بخلق ہین اب اس نسبت اقربیت کو قرآن مجید مین دیکھئے نہایت اقربیت نے شان اتحادی پیدا کردی ہے۔ ہر جگہ خدا نے فرمایا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول اور دونون کی یکسی۔

اطاعت کلام اللہ کی ہے۔ اسکو خدا نے واضح بھی کردیا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے رسول کی اطاعت کی اوس نے خدا کی اطاعت کی یعنی دونون کی ایک اطاعت ہے اس مضمون کو شرعۃ الحق مین زیادہ واضح کیا ہے اوس مین دیکھو۔ ہر جگہ رسول کے ساتھ اللہ موجود غنیمت مین ایک ہی خمس نکالا جاتا ہے اور فرمان یہ کہ فان للہ خمسہ وللرسول قرآن مجید تو کلام اللہ ہے بلا آمیزش مگر قربیت رسالت کی شان اتحادی دیکھو کہ خدا نے فرمایا انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ہ تنزیل من رب العلمین قرآن مجید قول اللہ ہے اور قول رسول بھی ہے مگر منزل من اللہ۔ اے ورا الورا تو تو ہے رسول رسول اور اولیا، اللہ رسول کے ظل بلکہ کفش بردار سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

تاریخ تصوف

قبل اسکے کہ مین تصوف قرآنی کو بیان کرون تصوف پر اک مورخانہ نظر ڈالنی چاہتا ھون کہ لفظ تصوف نبی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت مین تو مصطلح قوم تھا نہین۔ پھر اسلام مین تصوف آیا کب اور کس طرح۔

دیکھو رسالہ قشیریہ۔ نفحات الانس حضرت جامی علیہ الرحمۃ۔ اور تذکرۃ الاولیا۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ لفظ صوفی عام طور سے دوسری صدی ہجری کے خاتمہ کے قبل ۲۰۰ھ مین رواج پا گیا تھا۔

ابن خلدون کے قول کے مطابق لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے۔ صوف اک قسم کا موٹا اونی کپڑا تھا جو عشرت پسندون سے ممیز و ممتاز ہونے کے لیے پہنا جاتا تھا لیکن خود صوفیہ کرام کے نزدیک یہہ تعریف مسلم نہین ہے۔ اگر ایک صوفی نے صوفی کے معنی پشمینہ پوش کے لئے ہین کہ تصوف

صوف سے مشتق ہے تو بارہ نے اسکا مادہ صفا قرار دیا ہے جسکے معنی پاکیزگی کے ہین۔

اول اول اس لقب سے حضرت ابو ہاشم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۱۵ھ مین ملقب ہوے۔ اون کی نسبت نفحات الانس مین لکھا ہے "پیش از وے بزرگان بودند در زہد و ورع و معاملات نیکو و در طریق توکل و طریق محبت، ولیکن اول کسے کہ ویرا صوفی خواندند وے بود پیش از وے کسے را بہ این نام نہ خواندہ بودند"۔

اسکے بعد حضرت جامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ صوفیون کی پہلی خانقاہ کی بنا اک مسیحی امیر نے بمقام رملہ ڈالی
حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲۷ھ کے بعد عارفین کو خاصان خدا کے لقب سے ملقب کیا ہے
حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کو بزمانہ ۲۴۵ھ تصوف کا بانی سمجھے جانیکا استحقاق حاصل ہے مشرق کے تمام تذکرہ نویسون اور مورخون نے اس استحقاق کو بالاتفاق تسلیم کیا ہے حضرت جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ذوالنون اس فرقہ کے امام ہین باقی سب ان کے پیرو صوفیون نے سب کچھ ان سے سیکھا۔ ان سے پہلے بھی شیخ صو گذرے ہین لیکن پہلا شخص جس نے عبارت کو اشارت مین سمو دیا اور سلوک کے عقدون کو حل کیا یہ ہین (نفحات الانس) انسے پوچھا گیا کہ تم نے خدا کو کس طرح جانا تو کہا عرفت ربی بربی۔

تیسری صدی ہجری مین تصوف کے رائج الوقت مسائل شرح و بسط کے ساتھ مدون ہوے اور نئے طریقے بھی رائج ہوئے تصوف جو اول خاص خاص اشخاص کا طریقہ تھا۔ اور اوسکے راز چیدہ چیدہ اشخاص کو بتائے جاتے تھے۔ بتدریج ایک باقاعدہ مذہب کی شکل مین بن گیا اور اوسکے اصول کی۔ تلقین کے لئے خانقاہین بنین اسی صدی مین تصوف نے یہہ شکل اختیار کی کہ صوفی بمنزلہ اک۔ راہب عزلت گزین کے جسے لوگون کی صورت سے نفرت ہو اک شخص کامل ملہم من اللہ ہادی کی۔ شکل مین سمجھا جانے لگا اسی صدی کے شیوخ و متصوفین کے اقوال مین طرق صوفیہ کے اصول۔

ونکات کو مدون کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

مرید کو جادہ پیمائے سلوک ہونے کے لئے مختلف مقامات کا طے کرنا لازم تھا۔ اور ہر ایک مقام ایک خاص حالت کو ظاہر کرتا تھا چنانچہ حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تم کسی کو امر بالمعروف میں منہمک پاؤ تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام زہد ہے۔ آیات اللہ کی طرف اشارہ کرتے دیکھو تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام ابدال ہے۔ فیضان خداوندی کی شرح کرتے دیکھو تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام عشاق ہے۔ اور جب اوسے مشغول ذکر پاؤ تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام عارفین ہے

اسی صدی یعنی ۲۵۳ھ میں بمقام بغداد اول حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حقایق و توحید کے معارف بیان کئے۔ اور سب سے اول ممبر پر چڑھ کر تصوف کا خطبہ ۲۹۶ھ میں حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جسکی تقلید حضرت ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اسی ۲۹۷ھ میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے اول تصوف کی تنظیم و تشریح بذریعہ تحریر فرمائی اور تصوف قلمبند ہوا۔ اگرچہ تصوف کی تلقین خفیہ زمین دوز مکان میں کرتے تھے اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو مباحث عامہ کا موضوع بنایا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو تصوف کے امام ہیں علما نے زندیق قرار دیا تھا۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سے زیادہ مرتبہ ملحدانہ عقیدہ رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا اور حکومت صوفیہ کی درپئے آزار یہاں تک ہوگئی تھی کہ حضرت ابو سعید الخراز رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کرکے مصر چلے گئے تھے۔

راقم۔ ایسے بزرگان دین کی قومی خدمت اور خالصاً لوجہ اللہ عبادت کی علماء دنیا نے نستودن سے جو عزت افزائی کی اور قوم نے جو سلوک کیا یہ اک سنت قدیم ہے جو اللہ والوں کے ساتھ برتی گئی ہے۔ برتی جارہی ہے اور برتی جائیگی افسوس صد افسوس۔

تیسری اور چوتھی صدی کے صوفیہ نے طریقہ تصوف کو نظری اور عملی اعتبار سے کامل طور پر مدون و منضبط کر لیا تھا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے قریب قریب تمام عقائد صوفیہ کا سراغ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور اون صوفیہ کی تعلیم مین ملسکتا ہے جو بلا فصل اون کے پیرو تھے اسمین شک نہین کہ عہد قدیم کے یہ متصوفین وجد اور فنا کی اصطلاح سے نا آشنا تھے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اول ہین جنہون نے فنا کا لفظ استعمال کیا اور نفحات الانس مین ہے کہ اول اول حضرت ابو سعید الخراز رحمۃ علیہ نے فنا و بقا کا ذکر کیا حضرت بایزید بسطامی اول ہین جنھون نے تصوف مین عقیدۂ ہمہ اوست کا عنصر شامل کیا جو ساسانیون کے دور مین بھی عام طور سے ایران مین رائج تھا۔ اور حضرت موصوف ایرانی الاصل تھے

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پہلے یہ اصحاب رائے تھے پھر صوفی تسلیم ہوے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو سعید الخراز رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر تیسری صدی کے کل صوفیہ فنا کو حتی الوسع پردہ مین رکھتے تھے۔ اور عقیدۂ ہمہ اوست سے جو کسی شرط سے مشروط نہو اور کسی قید سے مقید نہو ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔ اونکی دلی تمنا تھی کہ اسلام اور تصوف مین توافق اور تطابق پیدا کرین۔ اور شریعت اور طریقت کے پلون کو ساوی رکھین اور خاص اسلامی عقائد کو ہاتھ سے جانے نہ دین۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکے پیرو فلسفیوری گفتار و کردار مین مست الست تھے لیکن اور صوفیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم صفیر ہو کر مستی پر ہوشیاری کو ترجیح دیتے تھے اور اسکا اعلان علی روس الاشہاد کر دیا گیا تھا کہ متصوفیانہ تخیل بلکہ احساسات روحانی اندر تعالا

طریقت کا معیار بجز قرآن و سنت نبوی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ طرق صوفیہ کا جزو اعظم۔ زہد و ریاضت اور روحانیت و اخلاق قرار دیا گیا تھا۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری کا قول ہے کہ ہمارے اصول چھ ہیں ۱ کلام اللہ سے استناد ۲ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید ۳ اکل حلال ۴ خلق کو ایذا نہ دینا گرچہ وہ تمھیں ایذا دے ۵ حرام شرعی سے اجتناب ۶ فرائض کو برغبت تمام انجام دینا۔

المختصر (بقول مورخ) رضی بر رضاء الہی ہونے اور جستجوئے کنہ ذات باری کے معنون و عنوان جستجو میں تصوف ان راہبانہ و زاہدانہ رجحانات کا حاصل تھا جو اسلام میں بزمانہ حکومت بنی امیہ پیدا ہو گئے تھے۔

راقم۔ تصوف گرچہ رہبانیت کے اثروں سے آزاد نہ رہا اور ہندوستان میں ہندوانہ جوگ کے اثروں سے بھی پاک نہ رہ سکا۔ کرشمہ خیز عقیدت اور حیرت انگیز طلسم نما فقر نے سو طرح کی رنگ آمیزیاں کیں تاہم میں دکھاؤنگا اور ثابت کروں گا کہ اصل تصوف اور خالص تصوف اسلامی الاصل ہے بلکہ اسلامی تصوف جسطرح وسیع تر ہے کامل تر بھی ہے جسطرح مامون و بے خطر ہے۔ رسا تر بھی ہے یہ اپنے مقام میں دکھایا جائیگا۔ ابھی تو مجھے صرف مورخ کی تاریخ بیان کرنی ہے۔

تیسری صدی ہجری کے ختم ہوتے ہوتے طرق صوفیہ کی باقاعدہ طور پر تدوین و تنظیم ہوئی اور بتدریج یہ اک باقاعدہ مذہب کی شکل بن گیا اسکے اصول کی تلقین کے لئے خانقاہیں بنیں۔ جہاں مرید اپنے مرشد کی ہدایت کے بموجب زہد و ریاضت کی تکمیل کرتا تھا اور مرشد کو مرید کی ہدایت کا کامل اور مطلق اختیار حاصل ہوتا تھا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سچا مرید وہ ہی جو طاعت گذاری میں اپنے مرشد کو خود باریتعالی پر ترجیح دے (تذکرۃ الاولیا) اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس کسی کا کوئی پیر نہ ہو اوس کا پیر شیطان ہے۔

راقم حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شان سے یہ اقوال بہت بعید ہین۔ درایت اس روایت کی ہرگز حامی نہین ہوسکتی جنکی ساری زندگی طلب ذات مین صرف ہوئی ہو اور جنکی ساری ہداتین ذات باری کی طرف اور ذات باری کے لئے ہون۔ وہ ہادی کو مقصود۔ اور رہنما کو مطلوب نہین قرار دے سکتا۔ اس لئے ایسے اقوال ان بزرگون کے ہو نہین سکتے جو مقصود حقیقی سے مواجہہ کرنے والے ہون۔ گرچہ سادہ مزاجی سے نقل بھی کردیئے جائین۔ جیسے موضوعی حدیثین۔

بہر کیف۔ اس صدی مین خانقاہین قائم ہوئین۔ پیری مریدی کا بازار گرم ہوا۔ اوسکے اصولون کا درس دیا جانے لگا۔ اوسکے قواعد و آداب مقرر کئے گئے۔ اور اس امر کا ثبوت بہم پہونچانے کے لئے بھی بہم کوششین کی جانے لگین کہ تصوف آیت اور حدیث پر مبنی ہے۔

مینے تصوف کی تاریخ بیان کردی۔ مگر چونکہ تاریخ بے درایت ہوتی ہے اسکی روایتین تحقیق حق کے اصول پر مبنی نہین ہوتین۔ اور مذہبی امور مین اسکا کوئی مقام نہین ہوتا۔ اس لئے تصوف اور تصوف کی تاریخ کا کھوج قرآن مجید مین لگانا ضرور ہے۔

تاریخ تصوف قرآن مجید سے

جن لوگون نے تصوف کی تاریخین لکھین۔ انہون نے تصوف کو سطحی نگاہون سے دیکھا یا روایات بے درایت پر نگاہ کی۔ اور جو علاوہ نگہ ڈالا محققانہ آنکھ سے نہین دیکھا کہ تصوف ہے کیا۔ اسکی بنیاد اسکا موضوع اور اسکی غرض و غایت کیا ہے۔ اس لئے اونہون نے رسومات تصوف کو تصوف قرار دیکر بحث کی۔ اور قیاسات کی بنا پر اک نتیجہ پر پہونچے جس سے اعتراضات اور شکوک کی راہین کھلین۔

اسمین شک نہین کہ تصوف کا لفظ پہلے مستعمل نہ تھا بعد کو مستعمل ہوا تو کب ہوا۔ اور کیون ہوا۔ اسکو تو مین بعد کو بتاؤنگا۔ مگر فلان سن مین فنا کا لفظ مستعمل ہوا بغیر درایت کے یہ صحیح بھی مان لیا جائے۔ تو اس سے تصوف کی تاریخ نہین معلوم ہوئی۔ تصوف کی بعض باتین معلوم ہوئین جس نے تاریخ کو اور بھی مشتبہہ کردیا

کیونکہ فنا کا لفظ تو قرآن مجید مین مستعمل ہوا ہے کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام. جو کچھ بھی ہے سب فانی ہے۔ بجز ذات صاحب جلال و کرم کے (رحمٰن ع۲) یہی تو فنا کی کیفیت ہے. اگر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اول اس لفظ کا استعمال کیا تو اسکے یہہ معنی ہوے کہ اونہون نے سب سے پہلے اس آیت کی تبلیغ کی اور سمجھایا۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ یہ عقیدہ ایران سے آیا اسی طرح فلان سن مین عقیدہ ہمہ اوست کا عنصر شامل ہوا۔ بغیر درایت یہ صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے کسی طرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایرانی الاصل ہونے کے سبب ایران کا رائج الوقت عقیدہ لاکر اسلام مین داخل کیا۔ اور رخنہ اندازی کی۔ بلکہ کیون نہ یہ سمجھا جائے گا کہ جس طرح فنا کی آیت کو سمجھا کر اونہون نے سب سے اول تبلیغ کی۔ اسی طرح ہمہ اوست کے لفظ سے اونہون نے خدا کی اس آیت کی تبلیغ کی وھو اللہ فی السمٰوات و فی الارض اس آیت کے معنی اونہون نے ہمہ اوست کے سمجھا اور وہ آیت تبلیغ کر دی۔ اسکے سوا ہمہ اوست تصوف کا عنصر نہین۔ یہہ تو اک توحیدی کیفیت ہے۔ ہمہ اوست بھی کیفیت ہے۔ ہمہ از اوست بھی کیفیت ہے اور اوست کہ اوست بھی کیفیت ہے۔ اور یہہ کیفیتین ہر رہرو پر طاری ہوتی ہین۔ ان مین حقیقت مین اختلاف نہین۔ مگر جو جس کیفیت پر ٹھہر جائے۔ قرآن مجید مین آیتین بھی ساری کیفیون کی ملین گی۔ کسی ایک آیت کو کسی مصطلح محاورہ مین بیان کرنا کوئی مذہب ایجاد کرنا نہین ہے۔ اسی طرح خانقاہ کسی کے نزدیک بھی تصوف کا رکن نہین تو چاہئے اسکی بنا سلطان امیر ڈالے یا کبھی امیر۔ یہ رسم تصوف قائم ہو گئی ہے نہ تاریخ سے اس رسم کا پتہ لگا تصوف کا نہین۔

تصوف کا نشان یہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت مین جو ایمان لائے وہ مسلمان تھے حنیفا مسلما اونکی شان بھی مگر چونکہ اونکی آنکھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی اس لئے وہ صحابی کہلائے صحابی اون کا لقب ہوا مگر اون کا مذہب اسلام ہی تھا

یہ کوئی نیا فرقہ نہ پیدا ہوا۔
ان کے بعد دوسرا دور ہوا اس دور والے قرب رسول کی وجہ سے تابعین کہلائے یہ بھی کوئی نیا فرقہ نہوا کہ ان کی تاریخ تلاش کی جائے۔ لقب بدلا۔ مگر ان کا مذہب بھی مذہب اسلام ہی تھا۔
پھر تیسرا دور شروع ہوا۔ بوجہ کسی قدر قرب نبوت کے انکا لقب بھی تبع تابعین ہوا۔ انہوں نے بھی کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا۔ لقب تو بدلا مگر یہ بھی مسلمان ہی تھے۔ اور اون کا مذہب بھی اسلام ہی تہا۔ ہاں اس دور کے آخر زمانہ مین سلطنت نے عروج پکڑا۔ فتحیابی نے اپنا جھنڈا لہرایا۔ اقبال ور فتح وفیروزی نے اپنا چھتر کھولا۔ کامیابی نے بلائین لین۔ دولت وثروت نے قدم لئے۔ پھر کمال کامیابی کے ساتھ ساتھ جو فطرت کا خاصہ ہے کہ عیش وعشرت آئے وہ بھی آئی غفلت اسکے خمیر مین ہے اوس نے غافل بھی کیا۔ یہ غفلت تو ام الجرایم ہے اس سے ہزاروں خرابیان پیدا ہوئین۔ ایسے حال مین لوگون کو مصروف عیش کامرانی دیکھ کر اور مشغول خواہشات نفسانی پاکر بعض لوگ غفلت سے چونکے اور ان کدورتون سے صفا کے طالب ہوئے اور ایسے غافلون سے متنفر ممکن ہے کہ مزید نفرت اور دوری صحبت پیدا کرنے کے لئے کسی نے صوف بھی پہنا ہو۔ غرض جو طالب صفا ہوے اور عشرت پسندون سے اپنے کو ممیز کیا وہ صوفی کہلاے۔ صوفیون کا بھی کوئی نیا مذہب نہ تھا۔ وہ بھی مسلمان تھے اور اون کا مذہب بھی اسلام ہی تہا اسلام حنیف کے وہی مدعی ہوے۔ اور دنیا نے اون کے دعوے مین انکو سچا سمجھا۔ اور اسی صفائے مشرب کے سبب وہ کامل ترین مسلمان سمجھے گئے۔ جن پر مسلمانون نے ناز کیا۔ فخر کیا جنکے آگے پرنخوت اور پرغرور سر بھی جہک ہی کر رہے۔ آج جو اسلام کی روشنی تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اونہین کی پھیلائی ہوئی ہے اس لیے تصوف کی تاریخ مین اسلام کی تاریخ ہے۔
مینے جو یہ سرخی دی کہ (تصوف کی تاریخ قرآن مجید سے) تو اس سے میری غرض یہ ہے کہ شرعۃ الحق مین مینے قرآن مجید کی بہیتری آیتون سے صاف اور صریحاً یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ازلی مذہب ہے

یہی اسلام سب پیغمبرون پر اوترا اور سب کی کتابین ایک دوسری کی بکمالہ مصدق ہین۔ ایک آیت کی بھی ناسخ نہین کیونکہ قرآن مجید ہی سب کتابون ہین اوترا تھا وانہ لفی زبر الاولین۔ قرآنی آیتون کو یہان پر دوہرانا شرعۃ الحق کا جزو ن دوہرانا ہے۔ آیتون کو تو مین نہین دوہرانا مگر مطلب یہ ہے کہ صوفی حنیف مسلمان کا ہی لقب ہے اور تصوف اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے تصوف کی تاریخ وہی ہے۔ جو قرآن مجید سے اسلام کی تاریخ ثابت کی گئی ہے۔ اسلام ازلی ہے۔ تو تصوف بھی ازلی۔ ہان صوفیون کا اسلام حقیقی اسلام ہے۔ منہ بولا اسلام نہین۔ خاندانی اسلام نہین۔ دکھاوٹی اسلام نہین۔ منافقانہ اسلام نہین۔ مردہ اسلام نہین۔ بلکہ وہ اسلام جسمین روح ہے۔ جسمین صدق و اخلاص ہے اور جو موصل الی المطلوب ہے۔

جب اسلام ازلی ہے اور اس لئے جب تصوف بھی ازلی ہے تو تصوف مین سارے دینون کے عقائد بھی مل سکتے ہین۔ رہبانون کا فقر بھی اور ہندؤن کا جوگ بھی مل سکتے ہین کیا معنی کہ ہین۔ مثلاً خدا کا ماننا چاہے۔ وہ اوسکے ساتھ کفر و شرک بھی کرتے ہون۔ عبادات کا شکل مختلفہ ہونا چاہے۔ وہ شرک کے درجہ کو بھی پہونچے ہون۔ اخلاق کی ہدایتین۔ اور ذکر۔ فکر۔ مراقبہ۔ طلب و یافت۔ قبض و بسط۔ فنا و بقا۔ قطع ماسوا وغیرہ۔ ایسا نہین ہے کہ کسی مذہب نے کسی مذہب سے کچھ لیا دیا ہے۔ اور ایک نے دوسرے کی بنیاد پر قلعہ اوٹھایا ہے۔ بلکہ یہہ بین ثبوت اسکا ہے کہ سارے مذاہب کا مخرج ایک ہی ہے۔ خدا ہی۔ امتداد زمانہ سے قوم بدلی۔ اونکا مذہب بدلا۔ تفرقے پڑ گئے۔ اور بجائے خدا تک پہونچانے کے وہ دوری پیدا کرنے والے ہو گئے۔ دیکھو تو تمام ذکر ہے۔ مگر غیر اللہ کے نامون کا۔ تمام فکر ہے۔ مگر غیر اللہ اور برزخی معبودون یا مورتون کا۔ تمام مراقبہ ہے مگر یہہ بھی غیر اللہ اور گرو یا دیوتاؤن کا۔ عبادات رسمی حرکات ہوئے۔ معاملات اساتذہ مذہب کے فتوے اور ریاضات مصیبتون کا جھیلنا۔ فنا ایک مجنونانہ غشی ہوئی پھر بقا کہان سے آئے وہ معدوم ہوئی سب کی حقیقت کھوئی گئی صرف نام ہی نام

رہ گیا وہ بھی بدراہ ہوکر۔

وہ ذات بے صورت جو کسی صورت کی قید سے پاک ہے۔ اوسکی راہ اسلام ازلی نے بے صورتی سے بتائی تھی اس لئے وہ ملا ہین جو صورت کا دھیان کرتے ہین۔ وہ صورت کو مٹاتے کہ یہ معنی تھے۔ بت شکنی کے مگر صورت پرستون نے بے صورت کی راہ صورت سے اختیار کی۔ الٹی راہ چلے۔ دوری مین پڑے۔ بت پرست ہوئے۔ گمراہ ہوے۔ مشرک ہوے۔ اسلام کھو بیٹھے تو دوسرے دوسرے نامون سے موسوم بھی ہوے۔ غرض اسلام نے ہندؤن یا عیسائیون سے کچھ نہین لیا۔ بلکہ اون کے یہان بھی اسلام ہی تھا۔ جو بگڑ بدل کر اور کفر و شرک کے درجہ پر پہونچ کر رہ گیا۔ سبھون نے کتاب اللہ بھی ضایع کی اس لئے وہ اپنی صحت بھی نہین کر سکتے۔

غرض تصوف کوئی نو چیز اور نو بنیاد مذہب نہین ہے بلکہ عین اسلام اور اصل اسلام ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والقران کلام اللہ جسکا ایمان ہو جسکا اقرار باللسان ہو جسکی تصدیق بالقلب ہو۔ اور جسکی وفا بہ فعل ہو اوسکا اسلام حقیقی کے سوا اور کونسا مذہب ہوسکتا ہے۔ ہان فطرت کے اس اصول کے مطابق فطال علیھم الامد فقست قلوبھم زمانہ مدید گذرا تو اون کے قلوب سخت ہوگئے (حدید ع۲) جیسے کوئی مذہب نہ بچا۔ اسلام آخری بھی نہ بچا یعنی تصوف بھی نہ بچا۔ اسلام شریعت و طریقت کے دو حصون مین تقسیم کیا گیا۔ اسلام کے دو حصے ہوے دو فرقے ہوے۔ پھر جس طرح دنیادار علما بدلے۔ دیندار علما یا صوفی بھی بدلے۔ انسان دو ٹکڑہ ہو کر نہین جی سکتا ویسے ہی اسلام بھی ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر زندہ رہ نہین سکتا۔ یہی راز ہے مسلمانون کی تباہی کا۔ رفتہ رفتہ علما اور صوفیون سے روحانیت بھی کھوگئی۔ اور رہ گئے صرف رسومات مذہب الا ماشاء اللہ۔

تعریف تصوف

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے جو تصوف کو بیان کیا ہے مین اسے اونہین کے اقوال مین بیان کرونگا

اور اوسکے نیچے قرآن مجید کی آیتون کی سند دونگا کہ اونہون نے کس آیت کے مفہوم کو بیان کیا ہے جس سے میری غرض یہ ہے کہ جس جس آیت نے تجلی کی۔ اور جو آیت جس کے لئے موصل الی المطلوب ہوئی۔ اونہون نے اوسی کو تصوف کہو دیا ہے۔ یہ وجہ ہے۔ اس درجہ اختلافات کی۔ اور قرآن مجید نے تصوف کو کیا بیان کیا۔ اوسکو آغاز کتاب سے بیان کرونگا۔

حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ صوفی آنست کہ دل صافی دارد باخدا اور حضرت ابوالحسن الحصری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف صفائے دل است از کدورت مخالفات۔

راقم۔ دونون حضرات نے تزکیہ کو بیان ہے۔ خدا نے فرمایا قد افلح من تزکی بیشک وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ کیا (اعلیٰ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف اصطفا است ہر کہ گزیدہ شد از ماسوائے اللہ او صوفی است۔

راقم۔ اصطفا کو بیان فرمایا ہے۔ خدا نے فرمایا ولقد اصطفیناہ فی الدنیا ہم نے دنیا مین اوسکو برگزیدہ کیا (بقرہ ع ۱۶)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ التصوف الاخذ بالحقایق والیاس مما فی ایدی الخلائق ہر چیز کی حقیقت کو پانا اور جو چیزین مخلوق کے ہاتھون مین ہون ان سے بے توجہ ہونا۔

راقم۔ یافت حقیقت الاشیاء یہ فکر کا نتیجہ ہے جس سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اور اوسکا مفصل بیان فکر کے زیر سرخی کیا جائیگا۔ اور دوسرے ٹکڑے کا ماخذ یہ آیت ہے۔ لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ زہرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ تم اپنی نظر دنیاوی چیزون کی آرایش کے جانب جو ہم نے مختلف قسم کے لوگون کو صرف کے لئے دی ہین۔ تاکہ اونہین آزمائین نہ دوڑاؤ (طہٰ ع ۸) بازسوال کردہ شد۔ از تصوف فرمود گرفتن حقایق وگفتن بدقایق و نومید شدن آنچہ ہست در دست خلایق

راقم۔ اس بیان مین صرف ایک ٹکڑا پہلے بیان سے بڑہایا ہے۔ اور باقی وہی ہے جسکا ماخذ آیتون

سے بیان کیا گیا ہے جو پڑھا یا ہے۔ وہ "گفتن بذفالق" ہے۔ تو یہ تصوف نہیں صوفیون کی رسم ہے۔ اس کے ساتھہ میرا اتفاق نہیں۔ جو بولنے کی باتین نہین وہ بولنی نہین۔ اور جو بولنے کی باتین ہین او نہین عام فہم ہو۔ تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ۔ صوفی آنکہ خدا را برہمہ گزیند۔ اور حضرت یحیٰی معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ۔ درویش آنکہ بخدا و نہ خویش از جملہ کائنات تونگر بود۔

راقم۔ یہ مختصر طور پر اس آیت کا خلاصہ مطلب ہے۔ قل ان کان اٰباءکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموالُ اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ اے رسول کہدو کہ تمہارے باپ بیٹے بھائی بیبیان۔ اقران۔ مال مخزونہ اور تجارت جسکے گھاٹے سے تم ڈرتے رہتے ہو۔ اور گھر جو تم کو پسند ہین۔ یہ سب چیزین اگر تم کو خدا و رسول اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرنے سے زیادہ عزیز ہین۔ تو منتظر رہو کہ خدا اپنا عذاب بھیجے (التوبہ ع ۳)۔

حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف دشمنی دنیا است و دوستی مولا۔

راقم۔ دوستی مولا تو اوپر کی آیت مین فرض ہوئی۔ مگر دشمنی دنیا کا لفظ آئین زیادہ ہے۔ تو دنیا تو وہی ہے جو محبوب سے غافل کرے۔ اور وہی شیطان بھی۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ شیطان تمہارا دشمن ہے تو اوسکو دشمن ہی سمجھتے رہو۔ یہ تو اقتضائے محبت ہے کہ جو محبوب سے غافل کرے وہ دشمن ہے۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کن للہ والا لا تکن خود را باش و الا خود مباش۔ اور حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف ترک جملہ نصیبہائے نفس است برائے نصیب حق۔ اور کسی دوسرے بزرگ نے فرمایا۔ دع نفسك وتعال۔

راقم ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز میری عبادت اور میرا جینا مرنا
سب اللہ کے لئے ہے (انعام ع ۲۰) جب حیات موت تک للہ ہوئی تو وہ خود کیا رہا اسی کو فرمایا کن للہ
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہو ان یمیتک الحق ویحییک بہ۔ خدا تیری خودی کو زائل کردے
یعنی موتوا قبل ان تموتوا اور تجھے اپنے ساتھ زندہ رکھے۔

راقم یعنی یہ آیت متجلی ہو۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اللہ بود باقی و باقی
فانی۔ فنا کے معنی معدوم ہونے کے نہیں۔ وجود کی احاطت تامہ عدم کو محال ثابت کرتی ہے بلکہ
فنا کے معنی توجہ کے یکسو ہونے اور ایک ہی طرف بکمالہ جھٹ جانے کے ہیں یعنی حنیف ہونا
جسکو خدا نے فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا میں نے اپنی توجہ اوسی کی طرف پھیری
ہے یکسو ہو کر جس نے آسمان اور زمین بنائی (انعام ع ۹) اسی حنیف کے معنی فنا کے ہیں۔ اسی کو
لکھا دع نفسک وتعال اسی مضمون کو دوسری جگہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
ان تکون مع اللہ بلا علاقۃ خدا کے ساتھ بے علاقہ ہو رہو۔ یعنی علاقہ ہو صورت کا نہ عقل کا۔ نہ وہم کا
نہ حواس کا۔ علاقہ کو تعلق ہے قلب سے۔ علاقہ منقطع کرنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ وسوسہ وتعلق نہ ہو اور
قلب مطمئنہ کے ساتھ معیت خداوندی یعنی دوام حضور حاصل کرو۔ اسی مضمون کو حضرت عبداللہ
تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف باخدا آرام گرفتن است واز خلق گریختن۔ الا بذکر اللہ
تطمئن القلوب اطمینان بذکر خدا آرام بہ خدا گرفتن است لیکن از خلق گریختن کے ساتھ میرا
اتفاق نہیں۔ یہ تو رہبانیت ہے۔ ہونا چاہئے بخلق باخدا آمیختن۔

حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ۔ درویشی بحضرت خدا شکستگی عرض کردن است۔

راقم ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت واخبتوا الی ربھم اولئک اصحب الجنۃ جو لوگ ایمان لائے
نیکوکار ہوئے۔ اور خدا کے حضور میں شکستگی عرض کی تو یہی اصحاب جنت ہیں۔

حضرت عمر عثمان المکی رحمۃ اللہ علیہ سئل بہ عن التصوف فقال ان یکون العبد فی کل وقت مشغولا بما ھو اولی بہ فی الوقت تصوف کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ اوس کام مین ہر وقت مشغول ہو۔ جو اقتضائے وقت ہو۔

راقم۔ قرآن مجید مین عملوا الصلحت بھتیری جگہ ہے یہ عمل صالح کی تفسیر ہے۔ خدا کی بھتیری ہدایتین ہین اور ہر ہدایت اپنے وقت پر عمل کی طالب۔ تو جو وقت جس طاعت کا مقتضی ہو اوسکو اوسکے وقت پر ادا کرو جس جگہ صبر مطلوب ہو صبر جس جگہ شکر مطلوب ہو شکر۔ عبادات کے وقت عبادات۔ ادائے حقوق کے وقت حقوق کا ادا کرنا۔ غرض ہر کام اپنے وقت پر ہونا چاہئے جو اوس وقت کا اقتضا ہو یھہ رھبانیت کی تردید ہے۔ اور اسقدر وسیع ہے۔ کہ جتنا ڈوبو مزہ آئے۔

حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ نعت الصوفی السکون عند العدم والایثار عند الوجود۔

راقم۔ تصوف کو بیان نہ فرمایا بلکہ صوفی کی ایسی صفت کو بیان فرمایا جس سے وہ پہچانا جائے یعنی صبر و ایثار کو تو صبر و ایثار صریح قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ صبر کا بھتیری جگہ حکم ہے وَاصْبِرُوا اور ایثار کی آیت سورہ حشر مین ہے۔ دیوثرون علیٰ انفسھم۔

دوسری جگہ حضرت موصوف نے تصوف کو بیان فرمایا۔ تصوف نہ رسوم است و علوم ولیکن اخلاقیت اگر رسم بودے بمجاہدہ بدست آمدے واگر علم بودے بہ تعلیم حاصل شدے۔ ولیکن اخلاقیت۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ وتخلق خدا بیرون آمدن نہ برسوم دست دھد و نہ بعلوم۔

راقم۔ تصوف کو اخلاق فرمایا تو اخلاق کی آیتین۔ اخلاق کی زیر سرخی دی جائینگی۔ اور اسکی خوبی اخلاق کے بیان مین نمایان ہوگی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ التصوف ذکر مع اجتماع و وجد مع استماع و عمل مع اتباع تصوف یہ ہے، کہ ذکر ہو مگر بحضور قلب۔ وجد ہو لیکن قرآن سنکر۔ عمل ہو مگر باتباع قرآن۔

راقم۔ یہ تینوں باتیں تین آیتوں کی تفسیر ہیں۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا اور واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم خدا کے نام کا ذکر کیا کرو اور مذکور کے ساتھ فنا ہو جاؤ ع۲ جب وہ قرآن سنتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ عرفان کے سبب اون کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ع۳ قرآن کا اتباع کرو یعنی اوسکے مطابق عمل۔ چونکہ تصوف کی یہ تعریف فرمائی اس لئے صوفی کو بیان فرمایا کہ صوفی آن است کہ دل وچون دل ابراھیم سلامت یافتہ بود از دنیا وبجا آرندہ فرمان خدا بود۔ وتسلیم او تسلیم اسمٰعیل۔ واندوہ او اندوہ داؤد وفقر او فقر عیسٰی وصبر او صبر ایوب وشوق او شوق موسٰی۔ واخلاص او اخلاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ نے قصص قرآن کی ہدایتوں کو بیان فرمایا ہے کہ ان قصوں سے اپنے کو ان صفات سے متصف کرو کہ یہ قصے ہدایت نامے ہیں۔ حضرت ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف صفائے اسرار است وعمل کردن بدانچہ رضائے جبار است وصحبت داشتن با خلق بے اختیار است۔

راقم۔ صفائے اسرار یعنی تزکیہ قد افلح من تزکی فلاح پائی جس نے تزکیہ کیا۔ (اعلی) وعمل مطابق رضائے مولا یہ اس آیت کی ہدایت ہے۔ ما کتبنھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ ہم نے ان پر فرض نہ کیا تھا مگر رضائے مولا کی تلاش (حدید ع۴) اور صحبت خلق بے اختیار کے معنی ہیں۔ لوگوں سے اپنے اغراض وخواہشات نفسانی لیکر نہ ملنا۔ بلکہ خدا کے لئے ملنا تو یہ ملنے ملانے پر موقوف نہیں سارے ہی کام یریدون وجہ اللہ ہونا چاہئے کہ ہر کام میں چاہے دینی ہو یا دنیاوی رضائے مولی مطلوب ہو

حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ سئل رویم عن التصوف فقال التصوف استرسال النفس مع اللہ علی ما یرید تصوف نفس کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دینے کا نام ہے یعنی منزل رضا۔

راقم یفعل اللہ ما یشاء اور یحکم ما یرید پر کمال ایمان واطمینان قلبی۔ راضی برضا ہوتا ہے

حضرت۔ علی بن سہل الاصفہانی رحمتہ اللہ علیہ التصوف التبری عمن دونہ والتخلی عمن سواہ
مختصر لفظون مین تصوف قطع ماسوا کا نام ہے۔
راقم۔ قطع ماسوا یعنی ماسوا سے پرہیز یہی تو حقیقی اتقا ہے۔ اتقا کے معنی پرہیزگاری کے ہین اور اتقا کی آیتون
سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اتقا عام ہے تو اسکی تخفیف کیون کرو۔ اسکو عام رہنے دو یعنی کل ماسوا سے
پرہیزگاری۔
حضرت ابوالجریری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو فرمایا الدخول فی کل خلق سنی والخروج من کل خلق دنی
تصوف اخلاق حسنہ حاصل کرنے اور اخلاق سیئہ سے بچنے کا نام ہے۔ پھر فرمایا التصوف مراقبتہ
الاحوال ولزوم الادب۔
راقم۔ اپنے حال کا نگران رہنا اور ہر وقت کے ادب کو ملحوظ رکھنا۔ ان دونون کی آیتین اخلاق اور
مراقبہ مین دی جائین گی۔ اخلاق کے معنی مہمانون کی تعظیم اور حقہ پان کی دعوت کے نہین ہین۔ نہ
سگرٹ اور چائے کی دعوت کے۔ بلکہ اخلاق کا دائرہ اسقدر وسیع ہے۔ کہ کوئی حرکت اس سے باہر
نہین جاسکتی۔ اپنے اور خدا ورسول۔ اور قرآن اور قوم و ملک اور انسان و حیوان سب کے حقوق کا
ادا کرنا اخلاق ہے۔
حضرت ابوبکر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق فقد زاد علیک فی الصفا
تصوف اخلاق ہے جو بڑا با اخلاق ہین وہ بڑا باصفا ہین۔
راقم۔ اخلاق کی آیتین تو اخلاق کے بیان مین دیکھو۔ مگر کم سے کم ایک آیت تو مجھے اسکے متعلق دینی
چاہیئے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔
خدا حکم کرتا ہے عدل واحسان کرنے اور قرابت پروری کا اور منع کرتا ہے فحش اور برائیون۔ اور
سرکشیون سے (نحل ع ۱۳) یہی عدل واحسان اور قرابت پروری اخلاق حسنہ ہے اور فحش اور برائیان

اور سرکشیان اخلاق سیئہ۔
حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ الصوفی منقطع عن الخلق متصل بالحق کقولہ تعالے
واصطنعتک لنفسی قطعہ عن کل غیر ثم قال لن ترانی صوفی وہ جو خلق سے منقطع ہو جیسا کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے فرمایا کہ ہم نے تجکو اپنے لئے چن لیا۔ ماسوا سے تو منقطع کر دیا پھر کہا تو یہ کہا کہ تم ہمین ہرگز دیکھ نہین سکتے۔
راقم۔ خدا کی آیت تو خود اونہون نے دے بھی دی اور تفسیر بھی کر دی۔ آہ۔ تصوف کو کس عاشقانہ درد
کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دل ہل جاتا ہے۔ خود اپنے لئے چنے بھی اور لن ترانی بھی کہے۔ اللہ اللہ
حضرت موصوف نے دوسری جگہ فرمایا التصوف الجلوس مع اللہ بلا ہم بے فکر و تردد خدا کی حضوری تصوف ہے
راقم۔ مقربین یہی جالسین مع اللہ ہین۔ فاما ان کان من المقربین خدا نے فرمادیا ہے۔ قرآن مجید
مین بھتیری جگہ عند اللہ وعند ربہ ہے اور یہ مقام قرب ہی سے آگاہ کرتا ہے۔ غرض قرب خدا تصوف
ہے جسمین فکر نہو۔ مگر قرب مین فکر کہان نفس فکر سے مطمئن ہو لیتا ہے جب تو قرب کی راہ مین قدم رکھتا ہے۔
حضرت موصوف نے تیسری جگہ فرمایا۔ التصوف ھو عصمۃ عن رویۃ الکون تصوف اس عالم
کون کی دید سے بچائے جانے کا نام ہے اور حضرت عمر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ التصوف
رویۃ الکون بعین النقص بل غض الطرف عن کل ناقص بمشاہدہ من ھو منزہ عن
کل نقص تصوف یہ ہے کہ موجودات کے نقایص کو دیکھو بلکہ کل ناقص سے توجہ پھیر لو۔
اور اوسکا مشاہدہ کرو جو نقص سے پاک و مقدس ہے۔
راقم۔ پہلا قول متن ہے۔ اور دوسرا گویا اوسکی تشریح۔ خداوند عالم نے قرآن مجید مین فکر کی تاکید پر
تاکید کی ہے۔ اور فکر کی اتنی جگہین بتائی ہین کہ عالم کون کا کوئی ذرہ نہ چھوٹ رہا۔ اسکو فکر کے
بیان مین دیکھو۔ اولاً عالم کون کو فکر کی آنکھون دیکھو تو یہ عالم آنکھون سے غائب ہو جائے گا اور
دوسری ہستی آموجود ہوگی۔ اسی کو اونہون نے فرمایا کہ تصوف عالم کون کی دید سے بچائے

جانیکا نام ہے۔ اور اسی کو انہون نے فرمایا کہ عالم کون کو اوس کا نقص دیکھ کر دیکھو تو اوس بے نقص
سے مواجہہ درست ہو جائیگا۔ خداوند عالم نے بھی سارے معبودون کا نقص۔ ملائکون اور پیغمبرون
کی مجبوریان اور اپنی سطوت وجلالت کی پاکی اور تنزہ دکھا کر اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

حضرت ابو الحسن المزین رحمۃ اللہ علیہ التصوف الانقیاد للحق۔ تصوف حق کی فرمانبرداریکا نام ہے
راقم۔ تو یہ عین اسلام ہے۔

حضرت ابو سعید ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ التصوف کلہ ترک الفضول ترک فضول تصوف ہے
راقم۔ حضرت موصوف نے اس آیت کو بیان فرمایا ہے جو مومن کی تعریف مین ہے۔ وھم عن اللغو
معرضون وہ لغویات سے اعراض کرتے ہین۔ کل لغویات سے اعراض کرو تو دیکھو تمھاری رفتار
صحیح ہو جائے گی۔ خدا کی ایک ایک آیت موصل الی المطلوب ہے۔

حضرت ابو عمر بن النجید رحمۃ اللہ علیہ تصوف صبر کردن است در تحت امر و نہی۔
راقم۔ یہ تفسیر ہے اس آیت کی الذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم۔ وہ جنہون نے بہ طلب رضاء
خداوند صبر کیا (رعد ع ۳)

اگر بزرگون کے اقوال لکھے جائین تو کہان تک لکھے جائین۔ کتاب طول ہو جائیگی۔ اور مقصد
رہجائیگا۔ مین اسلئے مین اس تھوڑے پر اکتفا کرتا ہون۔ جو آیتین مینے ہر قول کے نیچے دی ہین وہ بھی
بہ نگاہ سرسری دی گئی ہین۔ اس نظر سے قرآن مین تدبر کرنے والے زیادہ مناسب آیتین دے
سکتے ہین۔ مگر میرا یہ موضوع نہین ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اصطفا۔ فکر۔ قطع ماسوا۔ اتصال بحق۔ خدا کا ہو رہنا۔ خدا کے ساتھ آرام دلی حاصل کرنا
عالم سے بے نیازی۔ دلشکستگی بحضور خداوند۔ حنیف ہونا۔ صبر وایثار۔ اخلاق محبت موالی و دشمنی ماسوا۔
فنا و بقا۔ رضا و تسلیم۔ جن بزرگان دین کے مینے نام لئے ہین اونہون نے اوس آیت کو جو اون کیلئے

موصل الی المطلوب ہوئی تصوف کہا ہے یعنی تصوف کے بعض صفات کو بیان کیا ہے تصوف کو بیان نہین کیا اسی لئے تصوف اتنے مختلف عنوان سے بیان ہوا ہے۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اساتذہ کا تصوف قرآنی تصوف۔ محمدی تصوف اور خدائی تصوف تھا جسکا ماخذ قرآن تھا نہ شاعری اور نہ قصص وافسانے جب قوم سے قرآن چھوٹا تو جنید و شبلی کہان سے پیدا ہون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دورِ صوفیہ

مینے جتنے بزرگان دین کے نام لئے ہین۔ یہ دور اول کے صوفیہ ہین۔ ان کے سوا اور بہت ہین جنکے اقوال بیان نہین ہوے اس لئے اونکے نام نامی بھی نہین آے انکے افعال کا مسلک اور ان کے اقوال کا مخرج قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید کا تدبر و تفکر اس لئے اونکی روش صحابہ کی روش تھی۔ بے درایت قصون اور غلو نسبت کی روایتون کا اعتبار نہین۔

دور دوم و سوم اپنے اپنے اعتبار سے قابل افسوس ہوتا گیا۔ اور بدنام کنندہ نکو نامے چند او ٹھنے لگے جنکی فریاد اپنے اپنے زمانہ مین اوٹھتی رہی۔ اور صلحی و منافقین مین تمیز دشوار ہوگئی۔ بہ اعتبار قرب و بعد نبوت جب صوری صوفیون کی کثرت ہوئی تو تصوف کی بنا کمزور حدیثون۔ بے درایت قصون۔ خواب وخیال اور غیر محقق اقوال صوفیہ پر ہوئی اور قرآن نظر انداز کیا گیا۔ ہان ایسے اساتذے بھی ہوے جنہون نے قرآن کو نہ چھوڑا اور اون کی روش قرون اولی کی روش رہی مگر کم کمیابی باعث نمائندگی ہوتی ہے وہ ہوئی اس لئے یہ نمایان ہوے اور اون کی شہرت نے غلغلہ ڈالا مگر باعتبار اکثر صوفی ہوے بھی تو نام و نمود کے رسم ورواج کے۔ گدی اور خانوادہ کے شجرہ اور نسب فروشی کے۔ خانقاہی اور دوکان داری کے مجاہدہ وریاضت کچھ رہی بھی تو رسمی۔ پہر تو تصوف نے سیکڑون رنگ بدلے۔ جو طرفی ہوا آنے کے لئے رخنے پڑ پڑ گئے اور ہر مذہب کی اوبھکت

کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ رفتہ رفتہ دور از کار افسانوں توہمات لایعنی قیاسات بے دلیل اور خواب وخیال پر اسکی بنا ہو گئی۔ خواب الہام ربانی تسلیم ہوا اور خیال مکاشفہ ایسے خواب و خیال ناسخ قرآن تک کے درجہ کو پہونچ گئے۔ اس روش کی یافت یہ نصیب ہوئی کہ پیر خدا بنا۔ اور فقرا خدائی کے حصہ دار تسلیم ہوے کہ ؎

اللہ اللہ گفتہ اللہ میشود   این سخن حق است باللہ میشود۔

اور یہ شعر منسوب کیا گیا بزرگون کی طرف موضوعی حدیث کی طرح۔

دور آخری

تیسرے دور کا یہ آخری دور جو موجودہ زمانہ کا دور ہے۔ نہایت دردناک اور قابل افسوس ہے۔ بات بہ اعتبار اکثر ہی کی جاتی ہے اسی روش کی تعلیم خدا نے بھی کی ہے جو اس نے فرمایا۔ منھم المؤمنون واکثرھم الفسقون بعض ان مین مومن ہین۔ اور اکثر ان مین فاسق ہین (آل عمران ع) مین بھی اسی روش کا اتباع کیا چاہتا ہون۔ اور یہی روش ساری دنیا کی گفتگو کی بھی ہے اسلئے استثنا ہر دور مین ہے۔ فطرت کا کوئی کلیہ بھی استثنا سے مستثنیٰ نہین۔ اسکو یاد رکھنا چاہئے اور جن بزرگون کو میری باتین بری لگین وہ اپنے کو مستثنیٰ سمجھین۔ محتسب حقیقی تو خدا ہی ہے اور بس۔

جب تک صوفیون کی راہ رہی صراط مستقیم کی جب تک قرآن مجید ان کا دستور العمل رہا۔ ان کا مرجع رہا۔ ان کا ہادی رہا جب تک قرآنی نور مین ان کی رفتار رہی اور روش رسالت ان کی روش رہی۔ یہ وہان پہونچے جہان روح انسانی کے پہونچنے کی غایت ہوسکتی ہے۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر مگر جب سے قرآن مجید چھوٹا اور نسبت ماسوا اور فانی چیزون سے جوڑی گئی تو خدائی نسبت مین شرک واقع ہوا جسکو خدائی غیرت پسند نہ کرسکتی تھی تو یہ نتیجہ نکلا۔ نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم خدا کو کیا بھولے کہ وہ اپنے آپ کو بھولے (الحشر ع ۳) اوسوقت سے دوری

پڑنی شروع ہوئی اور رانگنھن ہوتے ہوتے ناقابل رفتار ہوگئی۔ برزخی معبود تو کچھ مدد نہ کی کیونکہ وما النصر الا من عند اللہ مدد تو خدا ہی کے پاس سے ہوتی ہے (آل عمران ع ۱۳)۔

جب سارے مسلمانون نے سارے علما نے قرآن کو مشکل تر ناقابل فہم مجمل محتاج تفسیر ناقابل ہدایت محتاج تاویلات ومرادات سمجھا اور اوسکا مصرف جہاڑ پھونک عملیات اور چہلم چہارم کی ثواب رسانی کے لئے تجویز کیا تو اس سے یہ صوفیہ کیون نکل جاتے انہون نے بھی قرآن سے چشم پوشی کی اور سارے علما کے مقابلہ مین یہ بھی حدیث کی طرف جھٹے اور علما یہود کی روایتون کی طرف بلکہ افسانون شاعرانہ تخیل خواب وخیال اور ڈھکوسلون کی طرف۔ اہل حدیث اور نقاد حدیث یہ کھنے کھڑے ہوے کہ صوفیون کی حدیثین کمزور ضعیف اور ناقابل سند ہین۔ مورخین اور نقاد تاریخ یہ کھنے پر تلے کہ پیغمبرون اور بزرگون کے قصے جن سے نتیجے اخذ کئے جاتے ہین۔ اور وہ عقائد اور مسلک قرار دیئے جاتے ہین وہ بے درایت بے بنیاد عقیدت کے تراشے ہوئے افسانے ہین اور غیر مستند۔ روایت ودرایت اور اصول تحقیقات سے گرے ہوے۔ ہرگز اس لائق نہین ہوسکتے جن پر مسلک اور عقائد کی بنیاد قایم ہو۔ اور دین الہی مین اون کو کوئی وقعت دی جاسکے محققین نے باقی باتون کو بے اصل اور خلاف قرآن پاکر کنارہ کشی اختیار کی۔ حدیث کسی درجہ کی لی گئی ہو وہ بھی چند ہی ہے۔ مگر قصے کہانیون کی قوت دین الہی مین اتنی زبردست ہوگئی ہے کہ اگر کسی بزرگ یا کسی پیغمبر کے ساتھ یا بمقابلہ دیگر خانوادون کے اپنے خانوادے کے متعلق عقیدت اور رنگ آمیزیان دکھا کر عجائبات کے ناشدنی کرشمے بیان کر کے آنکھ بند کر کے اوس کے تسلیم مین کسی کو عذر نہ ہوگا۔ وہ اولاد خدا نے دی اور وس بزرگ نے۔ خدا نے بیٹی دی تھی۔ بزرگ نے بیٹا بنا دیا۔ اگر تسلیم کرلو تو قوت نسبت کی دلیل ہوگی۔ اگر انکار کرو کہ یہ قرآن کے خلاف ہے جسکی عقل بھی حمایت نہین کرتی تو کرامات اولیا کے منکر۔ اسلئے کافر

ومرتد اور خلود فی النار کے مستحق سمجھے جاؤ گے۔ باوجودیکہ قرآن مجید مین سنی سنائی باتون کا بلا تحقیق بیان کرنا ممنوع کیا گیا ہے۔ مگر بزرگون کے تصوف کے لئے ممنوع نہین سمجھا جاتا۔ خدا نے فرمایا۔ ولا تقف ما لیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ۔ جبکا تم کو علم نہو اوسکے پیچھے نہ پڑلو۔ کیونکہ کان آنکھ اور دل سب قیامت کے دن جواب طلب ہون گے (بنی اسرائیل ع ۴)

اسی مضمون کو دوسرے لفظون مین ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہ کہدے۔ بات بے تحقیق کیون زبان سے نکالو کہ خدا و رسول کے خلاف ہو۔ خلاف عقل حدیثین بیان کرنی تو ممنوع ہون مین قصص بے تحقیق بیان کرنا کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔ مگر کوئی قصہ بھی قرآن مجید کی ترازو پر تولا نہ گیا۔ اور حقیقت کی کسوٹی پر کسا نہ گیا اور عقیدہ کی بنیاد ہو گیا۔ بلکہ ا بتو انہین تصون کا نام تصوف ہے۔

اہل حدیث کے اعتراضون کے سبب صوفیہ حدیث سے بھی درگذرے اور اپنے تصوف کی بنا مقالات صوفیہ پر قایم کی گرچہ ان مقالات کے سلسلہ روایت کی صحت کی نہین گئی اور یہ جھک صحت پر جانچے نہین گئے گرچہ حدیث کا نمونہ اور اوسکے جانچ کی دشواریان پیش نظر ہین مگر بزرگون کی عظمت و جلالت قصون کی صحت کے لئے کافی سمجھی گئی اور اوسمین جہان بین بے ادبی۔ پھر جیسی بنیاد ویسی عمارت۔

جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا پرستی کی جگہ پیر پرستی قایم ہوئی اور پیر پرستی کے غلو نے بات کو کہان سے کہان پہونچایا پیر خدائے بے صورت کی اک صورت سمجھا گیا۔ اپکے بت تراشے گئے۔ مگر بعض طریقہ مین کعبہ دل مین برزخ کا بت نصب کیا گیا۔ تلاوت قرآن کی جگہ جو اسم خداوندی کی شجرہ کی تلاوت قایم ہوئی - لا الہ الا اللہ کی جگہ لا الہ الا الشیخ ہو گیا کہ فنافی الشیخ ہو تو فنافی اللہ ہونا اور فنافی الشیخ کے معنی سمجھائے گئے۔ غرض قرآن مجید سے ہر طرح ترک تعلقات کر کے جوگ اور رھبانیت سے رشتہ تعلقات جوڑے گئے۔ کرناکا مرشد کی منہ بان نہ کردی۔ اور اگر اسی کفر پر خاتمہ ہو جائے تو خدا سے جھگڑنے کا کون۔ مقالات صوفیہ سے

کبھی ترقی کرکے اعتقادات کی رسیان وہ ہے انسانے اشعار اور شاعرانہ تخیل سے جوڑ دی گئین۔ جب سند مانگو تو بجائے قرآن کے شعرون کی سند دو مون کی سند۔ ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی وہ پیروی کرتے ہین گمان اور خواہش نفسانی کی۔ حالانکہ بے شبہ اون کے پاس قرآن آچکا (النجم ع۲) یہ وہم و گمان پرستی کام نہین آنے کی۔

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ اگر تم ہر کس و ناکس کا کہا مانوگے تو وہ تمھین خدا کی راہ سے گمراہ کردینگے (انعام ع۱۴) اسے بھول کر ہر فقیر صورت کے فرمان کی تعمیل کی جاتی ہے۔ حالانکہ ان کے اکثرون کا حال یہ ہے وان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم بہتیرے اپنی خواہش نفسانی سے لاعلمی کے سبب گمراہ کرتے رہتے ہین (انعام ع۱۴) بر بنائے علم قرآن نہین بلکہ بر بنائے خواہشات نفسانی جن کو الہام کا درجہ دیا جاتا ہے۔ گرچہ الہام ربانی وحی کے خلاف ہو نہین سکتا اگر ہو تو وہ الہام شیطانی ہے۔ مگر رنگ یہی جما یہان تک کہ جس نے قرآن سے رشتہ جوڑنا چاہا وہ زاہد خشک سمجھا گیا۔ اور جس نے قرآن سے منہ موڑا وہ رند مشرب آزاد مشرب سمجھا گیا جسکی حقانیت کی سند مین سیکڑون شعرا کے کلام موجود ہین دین الٰہی شیطان کا گھروندا ہو گیا کہ طالب خدا ایسا ہونا چاہیئے جو بت اور خدا۔ رسول اور شیطان۔ کعبہ اور بتخانہ اور اسلام و کفر کو ایک سمجھے۔ مگر محرمات مین تصرف کرتا رہے۔ یہ ہین کامل ترین صوفی۔ حالانکہ بحر کی راہ وبال کی راہ نہین۔ جہنم کی راہ جنت کی راہ نہین۔ افسوس ہے اس فقر اور اس تصوف پر۔ اگر استغراق ہے تو استغراق مین تشخصات نہین اگر استغراق نہین اور جنون نہین تو کفر و شرک کی باتین کفر و شرک کی باتین ہین۔ جبکہ اسلام مجاز نہین کرتا۔

فقر و تصوف مین بھی دو تقسیمین ہین مجذوب و سالک۔ موجودہ زمانہ کے مجذوبون اور سالکون کا حال قابل عبرت ہے الا ماشاء اللہ۔

مجذوب مغلوب الکیفیت تو وہ جو تجلیات ربانی کی چکاچوند مین پڑ گیا۔ یا کیفیت نفسانی سے فی اکثر الحال

مغلوب ہوگیا مگر فی زمانا جسکو جنون یا کسی قسم کا مینیا ہوگیا وہ مجذوب کہلایا۔ اور مجذوب ہوتے ہی وہ علام الغیوب قادر مطلق اور خدائی نظم مین سیاہ د سفید کرنے والا ہوگیا۔ اوسکی ایک نظر بنانے والی اور بگاڑنے والی سمجھی گئی اور معتقدین کے جمگھٹ نے بازار لگایا دھرم پرستون نے قصے تصنیف کئے۔ عوام کالانعام لگے۔ مرادین پانے اور چڑہاوا چڑہانے۔ جیسے بت پرست یا جوگی جی کے چیلے گرو سے یا رام جی اور کرشن جی کے مندرون سے مرادین مانگتے اور مرادین پانے کے سیکڑون قصے بیان کرتے ہین ویسے ہی مجذوبون کے دروازون کے مرادخواہ بھی۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ اگر مجذوب صاحب سے پوچھو کہ صاحب بیہوشی بھی اور ہوش بھی۔ جنون بھی اور تمیز بھی۔ کام کی ہوشیاری بھی اور کام کی بیہوشی بھی یہہ کیا تو خدائی مستی حرکت مین آگئی تیور بدل گئے گالی گلوچ اور سخت کلامیان تو جذب کی سند ہی ٹھہری۔ مگر بندگی اور برزگداشت مین فرق۔ ندر و سلامی۔ مین فرق۔ یہہ برداشت نہین۔ کچھ سوال کرو تو رندانہ مستی جوش مین آگئی۔ کہ حقیقت کی راہ تم کیا جانو۔ اوس وقت کا جلال تو خدائی جلال ہوتا ہے۔ عوام سمجھے کہ قیامت ٹوٹی۔ خود ذات بابرکات نے ڈنڈا اوٹھایا معتقدون نے نکال باہر کیا۔ قدرت تو کبھی پکڑنے۔ اپنے کو مصیبتون سے چھڑانے اور موت سے بچانے کی بھی نہین۔ مگر جوش جلال کا عالم تہلکہ خیز حیرت افزا نمونہ قدرت اور دیکھنے کے لایق ہوتا ہے۔ تطبیت ایسون ہی کو ملتی اور خدائی کے جذبات اندرونی ایسون ہی کو تقسیم ہوتے ہین۔ مجنونانہ حرکات شہرا ور صوبون کے انتظامات مین جذب کی بہٹی یون پلید کی گئی۔ معتقدون مین علما رجہلا سب شریک ہین۔ اگر ان سے پوچھو کہ صاحب اس بندگی مین یہ خدائی کیسی۔ تو جواب کیا معقول ہوتا ہے کہ فقیر کیا ڈالتا ہے۔ کیا نکالتا ہے۔ اور وہ کس عالم مین ہے تم کیا جانو۔ وہ وہان ہے جہان پیغمبرون کی بھی گاہے ماہے رسائی ہوتی ہے۔ اور اگر وہ نہین تو اونکی دعا سب کچھ کرتی ہے۔

یہ سمجھ مین نہین آتا کہ کسی کی دعا سے خدا مجبور تھوڑے ہوتا ہے۔ وہ تو ہر کی سنتا ہے بلاتخصیص جو اوس سے مانگے باپ بچے کی سنتا ہے برا ہو یا بھلا۔ یہ تو اوسکی شان خلاقی ہے کہ وہ مخلوق کی مانگ سنے۔

شیطان نے قیامت تک کی مہلت مانگی۔ خدا نے اوسکی بھی مانگی مراد اوسے دی۔ فرعون کی مرادین
بھی اوسی نے پوری کین۔ کافرون کی مرادین بھی وہی پوری کرتا ہے۔ کفار بھی تو یہی کہتے تھے کہ بتون سے
جو ہم مرادین مانگتے ہین حقیقت مین وہ خدا ہی سے مانگتے ہین۔ یہ دیوتا تو وسیلے ہین۔ ھٰؤلاء شفعاء نا
عند اللہ یہ دیوتا خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہین (یونس ع۲) جو کفار کہتے تھے وہ آج مسلمان
کہنے لگ گئے۔ کافرون کی مرادین جو وہ بتون سے مانگتے ہین۔ اور مسلمانون کی مرادین جو وہ بزرگون
سے مانگتے ہین خدا ہی پوری کرتا ہے۔ مانگین جب بھی نہ مانگین جب بھی۔ بلا کسی کی سفارش کے
وہ خدا جو ہر شئے کو محیط ہے جو ہم سے ہماری رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو ہمارے حال سے
ہمارے ضرورتون سے ہم سے زیادہ آگاہ ہے۔ جو ہم پر ہمارے مان باپ بلکہ ہم سے بھی زیادہ شفیق
و رحیم ہے۔ وہ مانگے بے مانگے مرادین پوری کرتا ہے۔ اور پوری کرتا رہے گا۔ کچھ دور ہو تو کوئی جا کر سفارش
کرے واقف حال نہو تو کوئی جا کر واقف کرے۔ مہربان نہو تو کوئی جا کر مہربان کرے۔ رحم
مین کمی ہو تو اوس سے بڑھ کر رحم والا جا کر اوسے رحم دلائے۔ ایسے خیالات خدا کی شان خدائی
سے بعید ہین۔ دعا تو عبادت ہے۔ ہماری اصلاح کے لئے وہ تو دل کی باتین ہین۔ جو محبت کی
زبان بولتی ہے یا وہ اک شان طلب ہے کہ زبان دل کی موافقت کرتی ہے۔ وہ خدا کی خدائی سے
دل کی طلب ہے۔ دعا تو طالب اور مطلوب کے راز و نیاز کی باتین ہین۔ جو محبت کی زبان بولتی
اور مزے لیتی ہے۔ پھر باتون باتون مین کچھ مانگ بیٹھو تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اوسکی سرکار مین کمی کیا
ہے۔ اوسی کو پکارو وہ تمھاری پکار سنتا ہے۔ اوسی سے مانگو وہی تمھین دے سکتا ہے۔ قدرت
اوسی کو ہے۔ اور سب کچھ کرتا ہے وہی
جو سالک ہین ان مین اکثر تو دور آشنا ہین گدّی سے فیضیاب۔ ان کے اوقات تو رسوم کے پابند۔
عرس قوالی۔ اور حال قال یا گھنٹہ دو گھنٹہ برگزیدہ شان سے لوگون مین بیٹھکر بزرگان دین کی کرامتین

بیان کرنی۔ باقی اوقات مین خلوت نشینی جیسے عیسائی راہبون مین فرقہ اونکو رلیا تھا۔ (یہ ایک رہبان کا فرقہ تھا جسکا بیان رہبان کی زیر سرخی گذر چکا) رفتہ رفتہ انہون نے بھی قرآن سے منہ موڑا اور انمین جو عالم ہوسے وہ بھی بجاے قرآن کے حدیث و مکتوبات ہی کا درس دینے اور حدیث و مکتوبات ہی تبلیغ کرنے گرچہ خدا کا حکم تھا اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک اور بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ اور قرآن مجید ہی تبلیغ کیا کرو۔ (عنکبوت ع۵ مائدہ ع۱۰) تو درس دینا تھا قرآن کا۔ مگر صوفیون نے بھی قرآن کو اس لائق نہ سمجھا۔ خدا کا حکم تھا کہ درس سے شرط ایمان بتایا تھا۔ الذین اتینہم الکتاب یتلونه حق تلاوته اولئک یومنون به ومن یکفر به فاولئک هم الخسرون جنکو خدا نے کتاب دی وہ اوسکی تلاوت کرتے ہین جو تلاوت کا حق ہے یہی لوگ ہین جنکا اوس پر ایمان ہے۔ اور جو انکار کرے گا وہ گھاٹا اوٹھائیگا۔ (بقرہ ع۱۳) مگر قوم نے اس حکم خداوندی سے عملاً انکار کیا اور درس حدیث نے لوگون کو درس قرآن سے بے نیاز کر دیا۔ تو وہ قرآن ہی سے نہین بلکہ سارے حقوق کی ادائگی سے جنکو خدا نے فرض کیا تھا بے نیاز ہو گئے۔ اور اوسکا نام رکھا توکل اور اپنے کو لقب دیا متوکلین کا کہ کچھ کرنا اور دھرنا نہین رہا۔

اسمین شک نہین کہ خدا کا حکم ہے توکل کا بشدت ہے جس حکم سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ مگر توکل کے معنی رہبانی توکل کے غلط سمجھے گئے ہین۔ توکل کے معنی ہے بھروسا کرنے کے فتوکل علی اللہ خدا پر بھروسا کرو (نمل ع۶) یہہ دلی کیفیات کے متعلق ہے۔ سارے کام دین کے ہون یا دنیا کے اونکا انجام بخیر ہونا انسان کی قبضہ قدرت سے باہر ہے۔ اسلئے خدا پر بھروسا کروگے تو ناکامی بھی تمھاری ہمت ہرا نہ سکے گی۔ اور ہمت رہی تو کامیابی بھی اسکے ساتھ ہے قیمة المرء ہمته آدمی کی قیمت تو اوسکی ہمت ہے۔ اس لئے توکل تو کچھ کرنے کے ساتھ ہے کچھ نہ کرنے کے ساتھ توکل ناجائز امید ہے کل امرء بما کسب رہین ہر کوئی اپنے کئے کے ساتھ مرہون ہے (طور ع۱) خدا تو

چاہتا ہے اور تو تم ہاتھہ پاؤن توڑ نا۔ اوسکی مرضی ہے کہ ساری دنیا کام مین لگی رہے۔ اوسکی مرضی یہ نہین ہوسکتی کہ ساری دنیا کام چھوڑکر بیٹھہ رہے اور دنیا تباہ ہوجائے۔ توکل کوئی تباہ کن حکم نہین ہے کہ کسب کن پس تکیہ برخدا کن۔ یہ ہے توکل۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ عزم کرلو تو اللہ پر توکل اور بھروسا کرو۔ توکل تو عزم کے ساتھہ ہے۔

اک چیز ہے حقیقت جیسے۔ نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوٰۃ الدنیا دنیا مین ہم نے اون کی معیشت اونکے درمیان تقسیم کردی ہے۔ (زخرف ع۳) اب ہمارا حصہ عالم اسباب مین ملیگا کیونکہ تو اسکا قانون ہے لہا ما کسبت جو کماؤگے پاؤگے (بقرہ ع۴۰) خدا نے فرمایا۔ ان اللہ ھو الرزاق خدا ہی رزق دینے والا ہے (طور ع۲) یہ اصل حقیقت ہے۔ رزق کی چیزین اوسی نے پیدا کین۔ وہ نہ پیدا کرتا تو کسی کو میسر نہ آتین مگر عالم اسباب کا قانون ہے۔ وابتغوا من فضل اللہ تلاش معاش کرو (جمعہ) چونکہ توکل صرف رزق کے متعلق برتا جاتا ہے اس لئے مینے رزق کی ہی مثال دی۔ ورنہ یہ سارے افعال کو شامل ہے۔ عالم اسباب مین سبب صحیح کی تلاش ہمارا فرض ہے۔ اس دنیا کے لئے کمانا کھانا۔ اور اوس دنیا کے لئے مجاہدہ کرنا۔ غرض دنیا اور دین دونون کی خدمتین بجالاؤ کہ دونون کے حسب حال تمہین قوتین دی گئی ہین اور اوسکی کامیابی کا خدا پر بھروسا کرو۔ غیر پر نہین۔ کامیابی اوسی کی طرف سے سمجھو۔ اور شکر کرو۔ اور ناکامی بھی اوسی کی طرف سے سمجھو اور اوس کی رضا پر صبر کرو۔ ایسا کرنے سے دونون حال مین تمھاری کامیابی ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۔

خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے ہاتھہ پاؤن کہان توڑے ساری قوتون سے کام لیا اور ساری قوتون کا کمال درجہ عملاً دکھادیا۔ اصحاب صفہ سے توکل کی سند لی جاتی ہے تو بمقابلہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بمقابلہ آیات قرآنی یہ قابل سند نہین کسی کے نزدیک ہو بھی تو روایات کی صحت

مین بحث باقی ہے۔ یہہ بھی تسلیم کر لی جائے تو کیون نہ یہ سمجھا جائے گا کہ اصحاب صفہ کا آنحضرت
کی چوکھٹ پر پڑے رہنا یہ محبت وعشق ورسول کا اک کرشمہ تھا۔ جو محبت خدا نے فرض کی ہے۔
محبت کے کرشمے کچھ ایسے نرالے ہین کہ فقر وفاقہ کیا جانبازی اوسکی اک ادنے بات ہے۔ تو اسکے
یہہ معنی نہین کہ وہ متوکل تھے بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ وہ عاشق رسول تھے۔ متوکل تو وہ اوسی وقت
ہوے تھے جسوقت وہ مسلمان ہوے تھے کیونکہ اوسوقت کا مسلمان ہونا صرف کلمہ پڑھلینا نہ تھا۔
بلکہ اوسوقت جب گھر بار۔ زن وفرزند۔ اقران واحباب عیش وآرام۔ عزت وناموس۔ مذہب وملت
سب کو خدا پر قربان کر لیتے۔ جان ودل خدا کے حوالہ اور ہاتھ پاؤن اسلامی خدمات کے حوالہ
کر لیتے تب مسلمان ہوتے تھے۔ اپنے سارے کامون مین وہ خدا پر بھروسا اور توکل کرتے۔ اور
کوئی چیز بھروسا کرنے کی اون کے پاس تھی بھی نہین۔ اس لئے وہ مسلمان ہونے کے دن سے
متوکل تھے۔ اطاعت اور اسلامی خدمت کے سوا نہ اونکا کوئی کام تہا نہ کسی کام کے وہ واقع ہی حاصل
تھے نئے مذہب کی ساری دنیا دشمن تھی اس لئے اون کی دنیا بھی تنگ تھی۔ آپ کی چوکھٹ
پر پڑے رہنے کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہ تہا۔ آپ بھی اونکو بھولے نہین۔ انصار سے برادرانہ
رشتہ جوڑ کر اونکی خبر لی مسلمان آتے تھے۔ جگہ نہ ملی اصحاب صفہ مین داخل ہو گئے۔ اور جیسے جیسے
مواقعات ملتے گئے وہ نکلتے گئے۔ یہ داخل خارج برابر جاری رہتی تھی۔ ایسا نہ تھا کہ اصحاب صفہ سے
وہ نکلے تو توکل توڑ کے نکلے

غرض ایسے سالکین جو متوکلین ہوے۔ اور خلوت نشین وہ نہ کمانے کے متوکل ہوے اور خدا کی
صنعت رزاقی کے ممتحن۔ خلوت نشین ہونا تھا کہ مرجع انام بنے۔ جھاڑ پھونک دعا تعویذ اور پیری
مریدی شروع ہوی۔ مریدون نے اپنے خانوادہ کا نام اونچا کیا۔ اس شہرت نے دہوکا دیا۔ اور انہین
اپنے کو تقدس مآب اور مزکے جتانا پڑا۔ اور اس آیت کا مورد بننا پڑا الم تر الی الذین یزکون انفسہم

اے رسول کیا تم نے اونہیں دیکھا نہیں جو اپنے کو مزکے جتاتے ہین۔ (نساء ع ۶)
اس مقام پر پہونچکر ان کا لقب ہوا مشائخین اور اون کے ذمہ خدمت سپرد ہوئی۔ طالبین کو خدا تک پہونچانے اور راہ رشد دکھانیکی۔

مشائخین

اے مریدان رسمی۔ اور اے رہروان زود رنج۔ یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ ہر کلیہ مین استثنا ضرور ہے اگر آپ کو رنج پہونچے تو سمجھ لیجیے گا میرے پیر و مرشد استثنا مین داخل ہین۔ کیونکہ رنج پہونچانا میری نیت نہین کہ اسمین میرا کچھ بھلا نہین۔ مگر اس لکھنے مین ہین مجبور اسلیے ہون کہ سچ لکھنے کا خدا سے عہد و پیمان ہے۔ لکھونگا اور عند اللہ سچ سچ لکھونگا تاکہ مخلصین و صدیقین اپنا معاملہ خدا کے حضور مین جانچین اور خدا کی رضا کے مطابق اصلاح کرین۔

فی زمانا جو مشایخ ہوتے ہین وہ ریاضات و مجاہدات تصفیہ و تزکیہ کرکے نہین بلکہ رسمی صورت سے گدی پاکر بیٹھے خانقاہون مین رسومات کے سوا کچھ رہا ہی نہین۔ جھاڑ پھونک۔ دعا تعویذ۔ قوالی حال قال عرس و زیارات بس ہوا۔ ان مین جو اہل علم ہوے تو درس حدیث یا درس مکتوبات مین لگے اصلاح مریدون کے متعلق تذکرہ کرامات اولیاء اللہ کافی ہے۔ تعلیم کے متعلق اصطلاح۔ اور رسومات و اشارات تصوف بتا دینا تکمیل ہوئی۔ اور تصنیف رسائل و مجاہدات مریدکا تو یہ رنگ کہ بیس بیس برسون پر بھی ہنوز روز اول۔ کیونکہ سارا کچھ رسمی ٹھہرا

تشخص کا جو رنگ خانقاہون مین دیکھا جاتا ہے وہ کسی دنیادار کے یہان بھی نہین۔ کیونکہ صدق و اخلاص کا وجود نہین رہا اور بغیر اخلاص کے تو سارے دروازے ہی بند ہین صدیقون کی کائنات تو اخلاص اور دہی ندلرد۔

پھر مجلس حال و قال اور رقص مستانہ کی جو حقیقت سمجھی گئی ہے وہ قابل افسوس ہے۔ اونکی حقیقت

کھولتی تکلیف دہی ہے۔ اگر یہ رقص مستانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے برزخ مقدس کے ساتھ خیال کیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اشعار یا گیت کے مفہوم کو اعضا سے برتنا اور اوسکے خیالی اور وہمی مزے کو حرکت دینا ایک عارضی جوش تو پیدا کر دیتا ہے مگر سجیہ رسالت کی سیڑھی نہین جو خدا تک پہونچا سکے۔ ہر مزہ اور ہر جوش حال نہین ہے۔ حال اک کیفیت وجذبہ خدائی ہے۔ جو ہول سے نہین آتی بلکہ آپ آتی ہے۔ کہان خدا اور رسول کہان ماسوا کا طول فضول۔ کہان خدائی شراب کی پاک مستی۔ کہان رقص مستانہ کی جابک دستی۔ جو مستی شان رسالت سے بعید ہے۔ وہ سفلی ہے۔ کجا قوالون کی رنگ رلیان۔ کجا کلام پاک کی تجلیان۔ کجا خیالی باتین۔ کجا خدائی باتین جن سے مستی آئے اوس سے اور نہ مستی آئے۔ اس سے تعالیٰ شانہ۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب فنا کی منزل مین پہونچ لیتے تھے اور دنیا ومافیہا قربان کر لیتے تھے تو اسلام لاتے تھے۔ انکی تو پہلی منزل فنا تھی پھر ایسے عاشقان خدا ورسول نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں ہوتے بھی خدا رسی کے لئے کب حال قال کی سیڑھی لگائی۔ اور کب رقص مستانہ کیا موسیقی کے مزے کو شاعری کے مزے کو جو محض ذہنی اور ضبط کے اندر ہے کب حرکت مین لائے۔ اور تقسیم حرارت قلبی کو جو سفلی اور علوی دونون ہوتی ہے کب فیض رسانی سمجھا اور اسے خدائی محبت کی آگ سمجھ کر دل ٹھنڈا کیا۔ اسلام مین تو آتش محبت کے ساتھ ساتھ فیض رسانی اور ٹھنڈک بھی ضروری ہے۔ بغیر گرمی اور سردی ملائے ہوئے ملا نہین ملتی۔

قرآنی فیوض وبرکات جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا جو ہمارے حقیقت ہے وہی الدین متین ہے جو طاق پر تبرکاً رکھا گیا اور بجائے اوسکے ایسے فیوض تقسیم ہوتے ہین کہ مرید مجلس رقص مین گرا بھی تڑپا بھی۔ رویا بھی۔ تلملایا بھی۔ مگر اوٹھ کر علحدہ ہوا تو اوہین اطوار کا مبتلا۔ روش کیا کہ گروش بھی نہ آئی۔

جھاڑ پھونک اور دعا وتعویذ کی حقیقت کہ یہ ہے کیا اور اسکی حقیقت کیا ہے۔ یہ کہان تک موثر ہے اور کیون موثر ہے۔ اسمین کسطرح فیض سے کام لیا جاتا۔ اور کسطرح روحانی قوت کام مین لائی جاتی ہے بھتیرے تو جانتے بھی نہ ہونگے۔ مگر کرنے کو کون نہین کرتا۔ فی زمانہ ان چیزون نے بھی عملیات اور ٹونے ٹوٹکے کا

رنگ اختیار کر لیا ہے۔ پھر اسکے تماشے آوردیدنی ہین۔

زیارت اور عرس تو کھلا کھلا مشغولی بغیر ہے۔ اور سراسر دین حنیف کے خلاف خوشبو جلا کر ڈہول بجا کر گویا یہ روح کو بلاتا ہے تو کیس سند سے صحیح ہے۔ اس بلانے سے وہ کیون آنے لگی۔ آ کے بھی تو خدا کو چھوڑ کر خدا کی حضوری مین کسی روح سے بھی نسبت جوڑنی دوری پیدا کرے گی یا قرب۔ ماسوا جیسا جسم ویسی روح لیکن یہہ قوان کے حالات ہین جو خود ہادی ہین۔ پھر ان کی ہدایت کون کرے۔ اگر کوئی معترض ہو کہ اسلام تو عرس کی حمایت نہین کرتا تو جواب کا رنگ یہہ واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا اباءنا واللہ امرنا بہا اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہین تو کہتے ہین۔ کہ یہی تو ہمارے بزرگان کرتے آئے۔ اور اللہ نے بھی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (اعراف ع۳) مگر وہ قرآن مجید کی کوئی آیت نہین پیش کر سکتے کہ خدا نے ان باتون کا کہان حکم دے رکھا ہے۔

اسے لوگو خدا کے لئے کیوں جاؤ اور خدا کے ہو رہو۔ خدا کہے الیس اللہ بکاف عبدہ کیا خدا کے بندے کو خدا کافی نہین (سورہ زمر ع۴) خدا کی مخلوق کی زیارت کرو مگر فکر کی آنکھ سے۔ مقصود کو نہ چھوڑو کہ مقصود کو پالو۔ یہ ماسوا کی مشغولی یا ماسوا کی پرستش تمھین راہ نہ دیگی۔ ماسوا سے بھاگو اور ففروا الی اللہ۔ خدا کی طرف بھاگو (الذاریات ع۳)

پھر عرس کی فضول خرچیان سراسر اسراف مین داخل ہین اور انہ لا یحب المسرفین خدا مسرف کو پسند نہیں کرتا (انعام ع۱۷) تو کیون اسراف کرو مین تمھارے بھلے کو کہتا ہون۔ تم اوسے پکارو جو تمھاری سنے۔ انہین نہ پکارو جو تمھاری نہ سنین کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس موت کا مزہ چکھے گی (عنکبوت ع۶) مرنا تو ہر کو ہے۔ اولیائین۔ یا کفار جسم روح کی علیحدگی یہی موت ہے۔ تو اس سے کون بچا۔ اور کون بچے گا۔ یہہ تو بدیہیات مین ہے ہان مسلمان جو شہید ہوے تو کفار کہنے لگے کہ یہ مر گئے فرصت ہوئی قصہ ختم ہوا ان کو جان دینے سے ملا کیا۔ تو خدا نے فرمایا۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

عند ربهم یرزقون فرحین - جو خدا کی راہ مین شہید ہوے - یہہ نہ سمجھو کہ وہ مر ہی گئے - بلکہ وہ خدا کے
قرب مین زندہ ہین - رزق پاتے ہین خوش ہین - یعنی وہ روحانی موت نہین مرے اسی لئے احیاء کے ساتھہ
عند ربهم فرمایا جسم روح کی علحدگی ہی موت ہے - اور یہ بدیہی ہے کہ اس سے کوئی نہ بچا اور روح کسی کی
بھی مرتی نہین - یا سافلین مین ہے یا علیین مین ہے یا عند ربهم قرب خداوندی مین ہے جیسا کہ شہدا
کی شان مین خدا نے فرمایا کہ وہ زندہ ہین اور قرب خداوندی مین - سب اپنے اپنے مقام مین ہین - پھر پکارتے
کسے ہو انک لا تسمع الموتی مرے ہوے کو تم اپنی پکار نہین سنا سکتے ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو
سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمة یکفرون بشرککم تم اونہین پکارو تو وہ تمھاری پکار نہین سنتے -
سنین بھی تو تمھاری دعا قبول نہین کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمھارے شرک سے انکار کرین گے
ہرگز کسی کی روح حاجتیون کی پکار نہین سنتی - روح نہ مقام عرس کے مصنوعی درگاہ مین ہے - نہ اپنے مدفن
مین - سوا گز زمین کے نیچے کسی کی روح نہین جسم چاہے مدفون ہوا ہو چاہے خاک ہو کر اڑ گیا ہو یا دریا
مین مچھلیون کی خوراک ہوا ہو - وہ تو گیا اپنے عنصر مین - اور روح عالم برزخ مین ہے - برزخی جسم مین ومن
ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ان کے ورے عالم برزخ ہے قیامت تک (مومنون ع۶) مینے
موجودہ حضرات صوفیہ کا اک مختصر سا خاکہ کھینچا ہے - اور بہت کچھہ نظر انداز کر کے کہ قیاس کن ز گلستان من
بہار مرا - ہمارے اسلام کا حال ہمارے ان روحانی پیشواؤن سے قیاس کرلو

عقائد خلاف قرآن

نامناسب نہ ہوگا اگر مین بطور نمونہ کے محض اختصار کے ساتھہ چندان عقائد کو بھی بیان کرون جو قرآن مجید
کے خلاف پیدا ہو گئے ہین - یہ عقیدے تو عام و خاص سب کے ہو گئے ہین - مگر پیدا ہوے ہین یہہ ہادیون
ہی سے اپنے کو منوانے اور بیجا اسنے کی بدولت اور تشخص آبائی اور مغرورانہ فقر کی بدولت - یا غلو پیر پرستی کے
سبب مریدون نے یہہ رنگ جمایا ہو - اسلئے ایسی چند آیتین دینی مین مناسب اور ضروری سمجھتا ہون - اور

امید کرتا ہون کہ جن بزرگان دین کے دل مین واقعی دین کا درد ہوگا۔ وہ غور کرینگے۔ اور خدا کے حضور اپنا محاسبہ کرینگے۔ اور حق کے آگے سر جھکا کر مراد کو پائینگے۔ اسی کے ساتھہ اسکا بھی یقین ہے کہ بریلان بیرپرست صریح خلاف قرآن پاکر بھی تاویل و کج بحثی کا آزنگا لگائینگے۔ اور بمقابلہ قرآن مجید بھی اگلون کی تقدس آبی کی سپر لیکر کھڑے ہونگے جسکی بنا بے دلیت تصون پر ہوگی۔ مگر۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ انسان اپنے نفس کا دانا و بینا ہے۔ گرچہ عذرات اور بہانے کھڑے کرے (القیمۃ ۱) اگر ایسا کرے تو ہم سے کرے گا۔ خدائے دانائے حال سے تو نہین۔ وکفی باللہ حسیبا۔

خدا نے فرمایا۔ لکن اللہ یفعل ما یرید (بقرۃ ۲۶) اور ان اللہ یحکم ما یرید (مائدہ ۱) خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور بے شک خدا جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اور۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء (النمل ۵) خدا کے سوا ہے کون جو بے قرارون کی فریاد کو پہونچے اور اونہین مصیبتون سے نجات دے۔ اور

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ (فاطر ۱) اللہ لوگون کے لئے جو کچھ رحمت پھیلا دے تو اوسے کوئی نہین روک سکتا۔ اور جو روک دے تو پھر اوسکے سوا کوئی بھیج بھی نہین سکتا۔ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ (یونس ۱۱) اگر خدا تم کو کوئی مصیبت دے تو اوسکے سوا کوئی اوسے دور نہین کر سکتا۔ اور اگر وہ تمہارے حق مین کوئی بھلائی چاہے تو اوسکے فضل کا کوئی پھیر دینے والا بھی نہین۔ اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے وہ اپنا فضل پہونچاتا رہتا ہے۔

یعنی خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ وہی بے قرارون کی فریاد کو پہونچتا اور مصیبتون سے نجات دیتا ہے۔ وہ کسی کو کچھ دے تو کوئی روک نہین سکتا۔ نہ دے تو کوئی دے بھی نہین سکتا۔ اوس کے سوا کوئی مصیبت دور نہین کر سکتا۔ نہ اوسکا فضل و کرم کوئی پھیر دے سکتا ہے۔ یہہ تو پہلے معنے پڑھانے کے

لئے ہے۔ اور عقیدہ یہہ ہے کہ اولیاء اللہ اور پیر فقیر خصوصاً مجذوب جو چاہین سفید و سیاہ کر سکتے اور کرتے
رہتے ہین۔ انہو سب کچھ بیان کے چاہے ہوتا ہے۔ بنائین وہ بگاڑین وہ۔ قوت اور سہارا دین وہ۔ گرتی
گاڑی کو وہ سہارین۔ ڈوبتی کشتی کو وہ سنبھالین۔ بری قسمت وہ مٹائین بھلی قسمت وہ لکھین (اور قسمت نویس
فرشتے ان کے اور خدا کے درمیان پیامبر یا پیامی کے دوڑا دوڑ مین رہین) اولاد کی تقسیم ان کے ہاتھ مین
ایک اولاد خدا نے دی اور دس انہون نے۔ قسمت مین اولاد نہ تھی اور فقیرون کے دینے سے ہو گئی۔ خدا دور سے
بھی عرش پر بہت دور۔ اور بادشاہ کو رعایا کے حال کی پوری اطلاع بھی کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہہ تو کارکنون کا
کام ہے کہ اطلاع رکھین اور اپنے اختیار سے خدمت انجام دین) تو یہہ فقیر جیسے چاہین تو آباد کر سکتے اور
غارت کر سکتے ہین۔ ذری ذری باتون پر سیکڑون بستیان انکی غارت کردہ اور سیکڑون گھر اسلئے ان کے
تیر نظر کے نشانہ موجود ہین۔ وہ ایک چٹکی خاک مین وہ اپنی اک نظر سے کیا کچھ نہین کر سکتے ہین (حالانکہ
جو اصلاح نفس کر چکا ہو جسکا غضب و غصہ اور صفات مذمومہ گردش پا چکے اور ارد شر مین آ چکے۔ اور فنا
ہو چکے ہون اور جنکی خواہشین رضاء مولیٰ کے رنگ مین رنگ چکی ہون۔ اوسکی مرضی تو وہی جو خدا کی مرضی)
کہا جاتا ہے کہ ہوتا ہے اونکی دعا سے اور سمجھا جاتا ہے کہ ہوتا ہے انکی رضا سے۔ کیونکہ خدا رسی کے بعد
خدائی کے حصہ دار اور مظہر ذات خدا ہو کر خدا ہو جاتے ہین۔ پھر جو نہ کرین۔ غرض نظم عالم مین کوتوال سے
لیکر وزارت تک کی کنجی۔ بلکہ شاہی اختیارات تک ان کے ہاتھ مین دیدیے گئے۔ اور سمجھ لیا گیا ید اللہ
مغلولہ خدا کا ہاتھ تنگ ہے (مائدہ ر 9) صوفیون کے نزدیک پیر فقیر جس بات پر ضد کرین اور
اڑ جائین تو وہ ہو ہی کر رہے۔ اور خدا کو بھی کرتے ہی بنے۔ چاہین تو حیات دین۔ موت دین۔ فقیری دین۔
سلطنت دین۔ دریا روک دین۔ پہاڑ ہٹا دین۔ حالانکہ جو خدا کرے وہی ہوا اور کسی کے کئے خاک بھی نہو۔
یہہ سارا کچھ بندگان دین پر تہمتین ہین۔ وہ ان باتون سے بری الذمہ ہین۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیون
کے عقیدۂ الوہیت سے۔ اسے خدا قوم نوح کو حضرت نوح۔ ثمود کو حضرت صالح۔ قوم لوط کو حضرت لوط۔ فرعون

اور فرعونیون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سارے اونکو جنہون نے پیغمبرون کو شہید کیا۔ باہمہ معجزات
و پیغمبری اپنی رضا اور اپنی قوت سے غارت نہ کر سکے۔ جو کچھ کیا تو نے کیا لیکن آج تیری ہر خانقاہ اور ہر
جھونپڑے مین ایسے باقدرت بندہ نما خدا موجود ہین۔

سمیع و بصیر حکیم و خبیر معطی اور شافی یہ اسمائے حسنیٰ مین سے نام ہین تیرے۔ مگر یہہ صفات تیرے ساتھ
نام کو منسوب ہین اور عقیدہ یہ ہے کہ انکشاف تام کے سبب فقرا کمعین ہون مگر وہ دل کی باتین سنتے
دل کے خدشات دیکھتے۔ غائبانہ حکم بھیجتے رہتے اور ہر ایک حالات سے تیری طرح باخبر ہین۔ سارے
عطیات اونکے دئے سے اور بیماریون مین شفا اون کے بخشنے سے ہوتی ہے۔ جیسے ہندون کے
عقیدے دیوتاؤن کے ساتھ ہین۔ اے خدا تیرے مسلمان بھی ہندون اور رہبانون کے مقابلہ مین
پیچھے نہ رہے بلکہ بازی جیت لی۔ ان کے قرآن کی اک آیت مین سناؤن سے

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اسمین شک نہین کہ عالم اسباب مین سلسلۂ اسباب جوڑنے کے لئے جھاڑ پھونک کرنے والے بھی ہین
اور ڈاکٹر حکیم بید بھی۔ مگر حضرات صوفی خدا کی طرح بے سلسلہ اسباب شافی ہین جسے چاہین شفا دین۔ اور
مجذوب تو شفا کے دیوتا ٹھہرے کہ ادھر لٹھ اوٹھایا۔ ادھر شفا ہو گئی۔ بجواب اعتراض کہا جاتا ہے کہ
اون کی دعا شافی ہے اور یہہ شفعاؤنا عند اللہ خدا کے یہان بیچ مین سفارشی ہین مگر ان کو سفارش کی
سند کہان سے ملی۔ کیونکر معلوم ہوا کہ خدا نے ان کو سفارش کا مجاز بھی کیا ہے۔ من یشفع عندہ الا باذنہ
خدا کے بے اجازت۔ خدا کے حضور مین کون سفارش کرسکتا ہے۔

ما تدری نفس ما ذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت کوئی آدمی نہین جانتا کہ وہ کل
کیا کریگا۔ اور کوئی آدمی نہین جانتا کہ وہ کس سرزمین مین مرے گا (لقمٰن ۴) یہہ تو خدا فرماتا ہے تو یہہ
ہے بھی۔ جو کوئی یہہ کہتا ہے کہ کل ہم یہہ کرینگے یہہ کرینگے تو پہلو سکا ارادہ ہی علم قطعی کی اوسکے پاس دلیل نہین

کیونکہ اگر وہ بیمار ہو جائے۔ مر ہی جائے۔ اگر ارادہ مین موانعات حائل ہو جائین۔ اگر اوس کا ارادہ ہی بدل جائے۔ دل ہی پھر جائے جو دل اوس کے قابو کا نہین۔ تو وہ ارادہ کیا ہو گا۔ اسی لئے انشاء اللہ کہنا ہوتا ہے تاکہ قول صحیح ہو جائے۔ مگر آجکل کا عقیدہ یہ ہے کہ کل کوئی کیا کرے گا یا کہان مرے گا۔ یا خود ہم کہان مرینگے۔ پیر فقیر یہہ سب کچھ جانتا اور لوگون کو بتا بھی دیتے ہین بلکہ اپنے جائے مزار تک سے آگاہ کر دیتے ہین۔ سنی سنائی باتون پر۔ سنے سنائے قصون پر عقیدت کی ریشہ دوانیون۔ اور اوہام پرستیون پر اس عقیدہ کی بنا ہے جو صریح قرآن مجید کے خلاف ہے۔

ان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیئاً ولو کان ذا قربیٰ۔ اگر کوئی بھاری بوجھل اپنا بوجھ اوٹھانے کو پکارے تو کچھ اوٹھایا نہ جائے گا۔ ہر چند رشتہ دار ہی کیون نہو (فاطر ۳) مگر برخلاف اسکے عقیدہ یہہ ہے کہ پیر قیامت کے دن اپنے مریدون کا بوجھ اوٹھائینگے۔ اور یہہ حاشا ہونیکا نہین لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کوئی کسی کا بوجھ نہ اوٹھائیگا۔ اپنا بیٹا و سعید خلیفہ ہی کیون نہو (بنی اسرائیل ۲)

مسلمان ہر نماز مین پڑھتے ہین ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم تیرے ہی عبادت کرتے ہین اور تجھی سے اعانت کے خواستگار ہین (فاتحہ) مگر زبانی جمع خرچ یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم بولتے وہ ہین جو اون کے دلون مین نہین (آل عمران ۱۷) اعانت کھلم کھلا بزرگان دین سے چاہی جاتی ہے۔ اور یہہ تو قوت نسبت کی دلیل ہے۔ یہہ اعانت عالم اسباب کے شان سے نہین چاہی جاتی۔ عالم اسباب مین جس محدود اعانت کو آدمی دیکھتا اور پاتا ہے۔ اوس کا خواستگار عالم اسباب کے قوانین سے ہوتا ہے اور یہان تو انسانی اختیارات سے باہر کی اعانت چاہی جاتی ہے۔ حالانکہ لا یستطیعون لھم نصرا وہ اونکی مدد کی طاقت نہین رکھتے (اعراف ۲۰) اور جو مدد کر سکتا ہے اوس سے تعلق نہین۔ وما النصر الا من عند اللہ مدد خدا ہی کے پاس سے ہوتی ہے (آل عمران ۱۳) خدا ہی کا نام نصیر ہے تو مدد اور کون کر سکتا ہے۔ کیا سیان نصیر

بلا ذریعہ علم کو غیب کہتے ہین۔ انسان آگے دیکھتا ہے پیٹھ پیچھے نہین دیکھ سکتا جب تک ذریعہ دریافت کو کام مین نہ لائے۔ ظاہری آلہ دریافت تو سب انسان کو ہے۔ اور باطنی آلہ دریافت بذریعہ انوار و فیوضات و انکشافات فقرا کو ہے۔ مگر یقینی اور قطعی نہین ظنی اور مشتبہ ہوتا ہے۔ جیسے قیاسات صحیح بھی ہوجاتے ہین مگر یقینی نہین۔ اور خدا کا بذریعہ فرشتہ مطلع کرنا یہہ ذریعۂ دریافت بالخصوص پیغمبرون ہی کو ہے۔ جو قطعی و حقیقی ہے۔ بلا ذریعہ دریافت کو علم غیب کہتے ہین۔ اور علم غیب خدا کے سوا کسی کو بھی نہین۔ فقرا تو فقرا پیغمبرونکو بھی نہین خدا فرماتا ہے۔

و لِلّٰه غیب السموات والارض۔ (نحل ۱۰) آسمان و زمین کے غیب کا علم خدا ہی کو ہے۔

انی اعلم غیب السموٰت والارض۔ (بقرہ ۴) آسمان و زمین کے غیب کو ہم ہی جانتے ہین۔

عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا ہو (انعام ۷) غیب کی کنجیان خدا ہی کے پاس ہین اسکو خدا کے سوا کوئی نہین جانتا قل انما الغیب لله (یونس ۲)۔ اے رسول کہدو کہ علم غیب خدا ہی کے لئے ہے۔

قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا الله (نمل ۵) کہدو کہ آسمان و زمین مین خدا کے سوا کوئی غیبدان نہین۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ولا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیهم الله خیرا الله اعلم بما فی انفسهم انی اذا لمن الظلمین (ھود ۳) مین یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہین۔ نہ مین غیبدان ہون نہ مین اسکا مدعی کہ مین فرشتہ ہون۔ نہ مین یہہ کہتا کہ جو تمھاری آنکھون مین حقیر ہین خدا انکا بھلا نہ کرے گا جو انکے دلون مین ہے اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اگر مین ان باتون کا دعویٰ کرون تو مین ظالمون مین سے ہوجاؤنگا حضرت نوح علیہ السلام نہ ضمیر بوجھتے تھے نہ انکشاف سے دوسرون کے دل کی بات جانتے تھے۔

خاتم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء مین اگر

غیب دان ہوتا تو اپنا بہت کچھ فائدہ کر لیتا۔ اور مجھکو کبھی سختی نہ پہونچتی (اعراف ۲۳)

یہہ تو ثابت ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی کو ہے پیغمبرون کو بھی نہین۔ رہا یہہ ثابت کرنا کہ خدا نقرا کو غیب سے مطلع بھی نہین کرتا تو وہ فرماتا ہے۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ خدا کی یہہ شان نہین کہ وہ تمکو غیب سے مطلع کرے لیکن وہ رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اونکو غیب سے مطلع کر دیتا ہے (ال عمران ۱۸) اسکے سوا دوسری آیت ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا۔ مگر ان رسولون پر جنکو وہ پسند کرے (جن ۳)

خدا نے فرمایا کہ خدا کے سوا علم غیب کسی کو بھی نہین باستثنار چند رسولون کے۔ تو جن رسولون کو خدا نے غیب سے مطلع کیا تو اون کے لئے وہ غیب نہ رہا۔ اسلئے خدا ہی کو علم غیب ہے بالکل برحق ہے۔ جب ایسے ایسے رسولون نے اور اولوالعزم رسولون نے فرمایا کہ مین غیب دان نہین تو اب کون اسکا مدعی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اسلئے جو کوئی غیب دانی کا دعوی کرے وہ صریح جھوٹا ہے۔

یہہ صریح فرمان سنکر بھی خدا کی شان دیکھو کہ سارے صوفیہ کرام غیب دان مانے جاتے ہین۔ واقعات آیندہ کی پیشینگوئیان ہوا کرتی ہین۔ کوئی حضرت مہدی علیہ السلام کے آنے کا ماہ و سال مقرر کرتا ہے کوئی حضرت عیسی علیہ السلام کے آنے کا کوئی حوادثات عالم کی پیشگوئی کرتا ہے۔ کوئی انقلابات سلطنت کی دنیا مین یہ ہوگا۔ تو موں مین یہ ہوگا۔ اور قیامت تک کا حساب۔ کون ہے جسکا اعتقاد "پیدا شود" والے قصیدے پر نہین۔ کوئی منکر ہو کہ یہہ قصیدہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کا نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اولیار ہو کر غیب دانی کے مدعی نہین ہو سکتے تو فوراً منکر کرامات الاولیاء کا فتوی کی غیر منزل آیت کے رو سے اوس پر کفر کا فتوے ٹھونک دیا جائیگا اور وہ سیدھے جہنم مین۔

ہر خانقاہ کے گدی نشین ہر رہگذر کا مجذوب۔ ہر فقیر۔ ہر جوگی۔ ہر سادہو صفت غیب دانی مین خدا کا

شریک تسلیم کیا جاتا ہے پھر بھی مسلمان بسلمان ہین اور خدا کے پیارے مسلمان سچ ہے۔ مسلمانان در گور و مسلمانی در قرآن۔

کہان تک آیتین لی جائین بہتیری آیتون کی حق تلفی ہوئی خدا نے فرمایا۔ لا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک ماسوے اللہ کو نہ پکارو جو تمھارا نفع نقصان کچھ نہین کر سکتے (یونس ع ۱۱) اغیر اللہ تدعون کیا ماسوائے اللہ کو پکارتے ہو (انعام ع ۴) ہان فی زماننا مسلمان بجائے یا اللہ کے یا علی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہین۔ ہندون کی طرح سیتا رام کی جگہ۔ کیونکہ یہہ بزرگان دین من دون اللہ نہین سمجھے جاتے۔ بغرض آجکل کے اولیاء اولیا ہین اولیا اللہ کے یہہ ہو گئے ہین عقیدے طالبین خدا کے اور رسیدگان خدا کے۔ افسوس صد افسوس کہ اکثر شرک فی الصفات مین مبتلا ہو گئے ہین۔ ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ۔ کیون اونکی مدد نہ کی اون لوگون نے جنکو اونہون نے خدا کے سوا معبود بنا لیا تھا کہ یہہ ذریعہ تقرب ہین۔ صرف یہی نہین۔ بل ضلوا عنھم وذالک افکھم وما کانوا یفترون بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے اور یہی تو تھا ان کا جھوٹ اور وہ جو افترا کیا کرتے تھے (احقاف ع ۳)

پیر نے کہا کہ یہہ ہم نے خواب دیکھا ہے تو یہہ الہام ہوا وحی کا جواب بلکہ اوسکا بھی ناسخ۔ الہام بھی مانو تو یہہ کوئی دیکھنے والا نہین کہ یہہ الہام مطابق قرآن رحمانی ہے۔ یا خلاف قرآن شیطانی۔ ایسے الہام نے اسلام مین تھوڑے رخنے نہین ڈالے۔ ایسے الہام کو ماننا شرک فی النبوت ہے اور ایسے الہام کے احکام کو ماننا شرک فی القرآن ہے اور شرک فی الاحکام۔ تو جیسا شرک فی العبادت شرک ہے۔ ویسا ہی شرک فی النبوت اور شرک فی الحکم شرک ہے۔

اے اللہ والو! پھر کہو اور ایمان سے کہو انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا۔ ہم نے متوجہ کیا اپنے منہ کو خدا کی طرف یکسو ہو کر جس نے آسمان و زمین بنائی (انعام ع ۹) اور علاً اسکا

ثبوت دو کہ تم یکسو ہوگئے۔ آہ۔ آہ تمہین اپنے کو خدا کے حوالہ کرنا تھا کہ اسکا مستحق وہ تہا مگر تم اپنے کو پیر کے حوالہ کرتے ہو۔ جیسے وہ مردہ بدست غسال۔ تو غسال سفلا کر تمہین تہہ زمین کردیگا۔ اور خدا نہلا ئیگا تو تمہین اسمانون سے اونچا لیجائیگا۔ مرشد کے فرائض خدا نے بتائے ہین وہ بیان ہون گے۔ ۵

دلا تا کے درین کاخ مجازی ۔ کنی مانند طفلان خاک بازی

تو ئی آن دست پرور مرغ گستاخ کہ بودت آشیان بیرون ازین کاخ

چرازان آشیان بیگانہ گشتی چو دونان چغد این ویرانہ گشتی

بیفشان بال و پر زامیزش خاک بپر تا کنگرا یوان افلاک

خلیل آسا در ملک یقین زن نوائے لا احب الافلین زن

یکے خواہ و یکے خوان و یکے گو یکے دان و یکے بین و یکے جو

توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون اے ایمان والو کل کے کل خدا کے حضور مین توبہ کرو تاکہ مراد کو پہونچو۔

مابعد الموت (نور ۴)

مرنے کے بعد کے حالات کو نہ سمجھنے کے سبب اور کہانیون پر زود عقیدگی کے سبب قبر کے برتاو سے افسوس ناک اور مزار پرستی کے درجہ کو پہونچ گئے ہین اسلئے اسکی نسبت مجھے اتنا لکھنا تو ضرور ہے کہ نسبت مع اللہ مین شرکت کا دہبہ نہ رہے ۔ مزار کی طرف جھکنا۔ چراغاں کرنا۔ پہول چڑہانا۔ چادرین چڑہانی اور مزار کی خاک تبرکا پیشانی پر ملنی۔ قبر کو چومنا۔ خدا طلبی کی راہ مین ماسوا سے جٹنا ہے۔ اور اتقا کے خلاف۔ اگر لغو کہو جب بھی والذین ھم عن اللغو معرضون مومنین لغویات سے اعراض کرتے ہین (مومنون ع۱) مسلمانون کو ایسے لغویات سے پرہیز چاہئے۔ رقص کرتے ہوے۔ یاگاگھلتے ہوے مزار پر جانا یا علی ہذا ایسے سیکڑون لغویات سے صاحب مزار کو کیا فائدہ پہونچتا ہے۔ یان باتون مین طلب خداوندی کی شان ہے جو صاحب مزار خوش ہون۔ یاد رکھو یا خدا پیر و مرشد تمھارے

جوتی اوٹھانے چوکھٹ کی خاک چاٹنے سے خوش نہین ہوتے۔ اونکی خوشی اسمین ہے کہ تم کتنا بھر خدا کے سامنے جھکے اور خدا کی محبت سے تمھارا دل کتنا بھرا۔ اور انقطاعی قطع ما سوا مین تم کتنا بھر تیز رفتار بنے۔ تمھارا ان لغویات مین پڑنا بزرگون کی خوشی کا نہین بلکہ سخت ناخوشی کا موجب ہے۔ اب مزار کو سجدہ کرنا یا مرادین مانگنی بت پرستی نہین تو بت پرستی کا مصرع اول ہے۔ اور ایسی باتین کی جاتی ہین زیادہ جب سے۔ عاشقان خدا بھی خدا کے لئے اعتکاف نہین کرتے مسجدون مین چلے نہین کرتے بلکہ مزارون پر چلہ کش ہوتے ہین اور ان کو بھی مزار سے ویسے ہی احکام آتے ہین۔ جیسے اون عورتون کو جو بھوت اور جن اوتارنے جاتی ہین۔ اور اون پر میان آتے ہین اور وہ مزار پر کھیلتی ہین۔ اور یہہ مجاور جو جاروب کشی کرتے کرتے تباہ حال ہین۔ اون کو ایک خواب نہین ہوتا کہ ان کا حال درست ہو۔ اور یہہ خدا رسیدہ ہو جائین۔

اگر ایسی باتین یا مزار کی چلہ کشی خدا رسی کا ذریعہ ہوتین۔ تو قرآن مجید مین جو خدا ہی تک پہونچانے کے لئے منزل ہوا ہے۔ ضرور یہہ مامور بہہ ہوتین۔ اور خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے پیر فقیر سے بڑھ کر ہم پر شفیق تھے۔ تعلیماً اور ہدایتاً ہی سہی۔ غار حرا کے اعتکاف کے بدلے ضرور پیغمبرون کے مزارون کے چلہ کش ہو کر ہمارے لیے مزار پرستی کے نمونہ بنتے۔ اسلام نے مشغولی بغیر ظاہر یا پوشیدہ اشارتاً یا کنایتاً کسی طرح بھی سہی روا ہی نہین کہی۔ جسکی کیفیت تصوف قرآنی مین بیان ہوگی۔

لوگ سمجھتے ہین کہ جسکو قبر مین دفن کیا وہ قبر مین پڑا آرام کر رہا ہے۔ مگر دفن تو کیا ہے جسم بے روح کو نہ روح کو دفن کیا نہ روح وہان ہے نہ قبر مین روح کی بیکار کی آمد و رفت کو خدا نے فرمایا ہے ہزارون قبرین کھدی ہونگی۔ مگر ہڈیون کے سوا کچھ نہین یا تودہ خاک۔

موت نام ہے جسم و روح کے انقطاع کا۔ اور موت ایک دفعہ کے سوا دوسری دفعہ نہین۔ پھر یہ کیسطرح صحیح ہو سکتا ہے کہ قبر مین جسم و روح کا تعلق ہوتا رہتا اور مٹتا رہتا ہے۔ آدمی جیتا رہتا اور مرتا رہتا ہے

کیا قبر مین پھر روح لوٹائی جاتی ہے ذٰلِکَ رَجعٌ بعید (ق) نہ یہ خدا کا فرمودہ نہ عقلاً صحیح۔ اور قبر کھود کر دیکھو تو بداہتہً بھی ٹھیک نہین۔ ورنہ کوئی ہندو یا کوئی بھی جلکر ڈوب کر۔ پاش پاش ہوکر۔ پرندون کی خوراک ہوکر قبر سے بچا تو عذاب قبر سے بھی بچا۔ کیا عذاب قبر اہل کتاب ہی کے لئے ہے۔ جو مردے دفن کئے جاتے ہین مرنا جسم و روح کی علیحدگی ہے جسم گیا اجداث مین اور روح گئی برزخ مین۔ وَمِن وَرَائِهِم بَرزَخٌ اِلیٰ یَومِ یُبعَثُون مرنے کے بعد قیامت تک جبدن وہ پھر اوٹھائے جائینگے برزخ مین رہینگے۔ (مومنون ع۶) اجداث وہ ہے جہان جسم گیا۔ چاہے مدفون ہوکر سڑ گل کر کیڑون کی خوراک ہوا۔ یا ڈوب کر مچھلیون کی خوراک۔ یا جلکر خاک مین مل گیا ہو۔ جہان وہ جسم گیا وہی اجداث ہے۔ اور اسی اجداث سے قیامت کے دن پھر زندہ کرکے اوٹھایا جائیگا یَومَ یَخرُجُونَ مِنَ الاَجدَاثِ جبدن وہ اجداث سے پھر اوٹھائے جائینگے تمکو اس پر تعجب ہوگا۔ مگر بارش سے سبزے کیونکر اوگ آتے ہین کیون اس پر تعجب نہین ہوتا اِنَّهُ عَلیٰ رَجعِهٖ لَقَادِر بے شک اللہ دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے جس طرح پہلی بار پیدا کرنے پر وہ قادر تھا۔ دوسری بار بھی وہ قادر ہے۔ خلاق کی قدرت علم کے احاطہ کی نہین۔ جو ایک مکھی ایک تتلی نہین پیدا کر سکتا۔ وہ پیدائش کے رموز کیا جان سکتا ہے۔ علم کی تک بندی جب کچھ کرکے نہ دکھائے تو اوسکے اوہام کی صحت بے دلیل ہے۔ علم جب ایک چیز بھی پیدا نہ کر سکا تو پیدائش کے رموز وہ کیا جان سکتا ہے۔ مگر پیدائش کا عالم وہ دیکھ رہا ہے تو صفت خلاقی پر بے سمجھے۔ مگر بالبداہت ایمان لانے کے سوا اوسے چارہ نہین۔

چونکہ روح جسم سے بے لگاؤ ہوکر برزخ مین گئی اسی لئے خدا نے فرمایا۔ اِنَّکَ لَا تُسمِعُ المَوتیٰ اے رسول تم مردے کو نہین سنا سکتے (روم ع۵) رسول کی آواز تو مردہ تک پہونچے نہین۔ اور حاجتیون کی آواز خدا جانے کہان سے وہ رسول سے بھی بڑھ کر خدا کے پیارے پیدا ہوے کہ مردہ تک پہونچ سکتی ہے۔

قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنے سے بعد مرنے کے حالات جو اوپر ظاہر ہوتے ہین وہ مفصلہ ذیل آیت سے

خدا فرماتا ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمّی ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون ۵ اللہ موت کے وقت جان قبض کرلیتا ہے۔ اور جسکی موت نہین آئی۔ اوسکی جان اوسکی نیند مین۔ پھر جسکی موت آچکی تو اوسکی جان وہ روک لیتا ہے۔ اور جسکی موت نہین آئی تو اسکی جان وقت معینہ تک کے لئے واپس بھیجتا رہتا ہے اس مین ان لوگون کے لئے جو غور و فکر کرتے ہین خدا کی نشانیان ہین (زمر ع۵)

خدا نے آیت بیان کرکے غور و فکر کی ہدایت کی۔

کیا خوب کہا ہے۔ النوم اخ الموت۔ نیند موت کا بھائی ہے۔ نیند بھی اک موت ہے۔ فرق یہ ہے کہ موت مین روح پھر نہین لوٹائی جاتی۔ اور نیند مین لوٹائی جاتی ہے۔ اب اس نیند سے موت کا ہم بہت کچھ سراغ لگا سکتے ہین۔ اگر حسب ہدایت خداوندی ہم اس پر فکر کرین۔ تو نیند پر فکر کرنے سے ہم مفصلۂ ذیل نتیجہ پر پہونچتے ہین۔

(۱) نیند اک عالم برزخ معلوم ہوتی ہے۔ اسکے لطیف صورت مین جو حائل ہے غشی اور بیہوشی کے جیسے اوسمین کچھ نظر آئے یا نہ آئے۔

(۲) خواب ایک برزخی سیر ہے۔ اگر اوسکی توجہ روحانیت نے روحانیت کے دروازے کھولے ہین۔ تو خواب سچا اور رحمانی ہے۔ اور اگر عالم برزخ ہی کے دروازے کہلے ہین تو تمثیلی ہین محتاج تعبیر اور اگر اپنی آلودہ خیالی ہی کی گٹھریون کو کہولا ہے۔ تو وہ مزا خیال ہے آلودہ عالم اجسام۔

(۳) خیال عالم برزخ کی اک قوت ہے۔ جو ہمکو ملی ہے جسکے بل بوتے پر ہماری برزخی سیر منحصر ہے اس لئے ہم عالم اجسام عالم برزخ اور عالم ارواح سے مرکب ہین۔ ہمارا جسم عالم اجسام کی مخلوق ہے خیال عالم برزخ کی اور روح عالم ارواح کی۔

(۴) جسم محتاج خیال کا اور خیال محتاج روح کا۔ اگر خیال نہ رہے تو جسم بیہوش تو وہ خاک کے

مانند ہے۔ اور روح نہو تو خیال بھی فنا ہو جاتا ہے۔ خیال حکمران ہے جسم پر۔ اور روح خیال پر۔ اک عالم خیال ہے۔ کہ لوگ اکثر امور کو خواب و خیال کہکر ٹال دیتے ہین۔ اور خیال کی کوئی وقعت نہین کرتا حالانکہ دنیا کے سارے کرشمے سارے علوم و فنون ایجادات و اختراعات سب خیال ہی کی بدولت ہین خیال نہو تو انسان روح کے رہتے بھی حیوان ہی ہے۔ یہی خیال ہے جسکی یہہ جسم ایسی رعایا ہے جو کبھی باغی نہو ہمہ تن پابند حکم یہی خیال ہے جسکی رفتار تار برقی سے بھی تیز تر ہے کہ آن کے آن مین عالم بالا تک کی سیر کر آتا ہے جسکو نہ دریا حائل نہ پہاڑ حائل۔ خیالی اور برزخی مخلوق بھی ایسی لطیف ہوتی ہے کہ نہ اوسے تلوار کاٹے نہ وہ گولیون سے مرے۔ اوسمین تشکل ہے عالم اجسام کا۔ اور لطافت ہے عالم ارواح کی یہ درمیان جسم و روح کے اک درمیانی اور برزخی مخلوق ہے۔ ہرچند یہہ خیال ہمارے جسم پر حکمران ہے۔ مگر ہماری روح کا محتاج۔ نیند مین خیال رہتا ہے۔ اور کچھ نہین۔ گویا تراوہ برزخی عالم ہے۔

(۵) عالم اجسام مین جسطرح لاکھون مخلوق ہین! وسی طرح عالم برزخ اور عالم ارواح مین بھی۔ اسی عالم برزخ کی مخلوق ہین اجنّہ و شیاطین وغیرہ اسی طرح عالم ارواح کی مخلوق ہین۔ ملائک اور قدسین وغیرہ جس عالم مین جا پہونچو وہان کی مخلوق سے ملو اور دیکھو۔

(۶) بعض بزرگان دین نے فرمایا کہ تصوف تصحیح خیال کا نام ہے اسکے یہی معنی ہین کہ برزخ یا خیال اگر آلودۂ اجسام ہے تو بعد موت اوسکا برزخ اور قبر یہی عالم اجسام اور اسفل السافلین ہے کہ اپنے محصولہ تعلقات مین ٹھوکرین کہاتا پھرے۔ اور اگر اوسکا برزخ یا خیال ارواح کے رنگ مین رنگ گیا ہے تو اوسکا مواجہہ اعلیٰ اور اوسکا مقام علیین ہے۔ اور اگر اوسکا برزخ یا خیال عالم ارواح سے بھی گذر کر مازاغ البصر وما طغیٰ (نہ کجی کی آنکھ نے اور نہ اوس نے سرکشی کی (النجم ع۱) سے فیضیاب ہو کر حنیف و یکسو ہو کر فانی و باقی ہو کر یا طالب لقا و دیدار ہو کر عالم قدس مین پہونچا ہے۔ تو

اوسکا مقام مقام قرب عند ملیک مقتدر ہے اب خواب سے اپنے حال کی صحت کرلو۔ اسی لئے
خدا نے نیند پر فکر کرنے کو کہا کہ تم اپنا مقام پہچانو اور اپنی اصلاح کرو۔

(۷) نیند بھی اک کتاب ہدایت ہے اور خواب اسکی عبارت۔ یا نامہ اعمال۔ اگر خواب مین چوری کرو۔ زنا
کرو۔ کسی پر ظلم کرو تو سمجھو کہ ان جرمون کے اجرام تم مین موجود ہین۔ اور خیال تمہارا آلودہ ہے۔ اور عالم برزخ
یا عالم قبر تمھارا اوسی درجہ آلودہ اور افسوس ناک ہے۔ اگر زیادہ حصہ ماسوے اللہ کی آلودگیون سے
ناپاک ہو تو سمجھو کہ ترازوئے اعمال مین گناہ کا پلڑا بھاری ہے۔ اور اگر زیادہ حصہ خدائی رنگ مین ہو۔
اور نیکیون کا پلڑا جھک جائے تو سمجھو کہ نجات ہے فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ۵
اس دنیا مین دیکھو تو کسی کے مرنے کا غم۔ عزت و ناموس کے لٹنے کا الم۔ خانہ ویرانیون کے صدمے۔
اور سیکڑون دردناک مصیبتین ایسی آتی ہین کہ کاٹو تو لہو نہین۔ موت آئے تو راحت ملے۔ زمین پھٹے اور
اوس مین سمائی ہو تو چین آئے۔ پھر ایسی مصیبتین بھی جو برداشت سے باہر ہون حواس کے پردہ ڈالتے
رہنے سے ایک دن کم ہوتے ہوتے نہین رہتین۔ لیکن اگر یہہ آنی مصیبتین ازلی اور مستقیم ہوجائین۔ اور
یہہ حواس بھی باقی نہ رہین جو شعلون پر خاک ڈال ڈال کر بجھائین تو ایسی مصیبت کا کون اندازہ کرسکتا ہے
اسی کو عذاب قبر سمجھو۔ جب کوئی مرا تو دوسرے عالم مین پیدا ہوا۔ اوسکا تمکو یہہ غم والم ہوتا ہے کہ دو عالم
کا تفرقہ ملنے نہ دیگا۔ اب جب تم مرے اور دوسرے عالم مین پیدا ہوئے تو دو عالم کا تفرقہ ہو گیا تمہارے
صاحبون تو گھر کا گھر مر گیا سب سے دل لگا کر جدا ہوتے ہو کہ پھر ملنے کے نہین۔ گھر بار مال خزانہ جس جس
چیز سے تم نے محبت کی وہ سب تمہارے صاحبون لٹ گئی۔ بادشاہ ملک الموت نے تمہاری ساری
سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور زن و فرزند سب اوس نے چھین لئے۔ اس مصیبت کا اندازہ کرو۔ اور
ایسی مصیبت کہ اسکا نقش کوئی مٹا بھی نہ سکے۔ یہہ تکلیف سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے بھی زیادہ
دردناک ہے یہہ خدا اور رسول ہی کا کام ہے جو ہر مصیبت کے اندازہ کو اوس نے صحیح لفظون مین بیان کیا

اور اوس کا درجہ بتا دیا ہے۔ اور اگر تمھارا دل سب سے ٹوٹکر خدا کے ساتھ جٹا ہے تو تم اس دنیا سے ایسے جاؤ گے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق سے ملنے کے لئے دوڑتا ہوا اوسوقت تم موت کو ایک نعمت سمجھو گے تو اپنے اوپر فکر کرکے اور اپنے حالات کو خواب و خیال کے آئینہ مین دیکھ کر اپنے عذاب و بخشایش کا اندازہ لگالو۔

اے لوگو! تم عالم اجسام مین ہو تو بالکلیہ اس سے نکل نہین سکتے۔ ہان عالم اجسام کی ہر مخلوق پر فکر کرتے کرتے خیال کی کمند ڈالکر عالم برزخ مین پہونچو۔ اگر فکر تمھاری طرز زندگی ہو جائے اور اس عالم مین تمھارا ٹھہراؤ ہو تو موتوا قبل ان تموتوا (مر و قبل اسکے کہ مرو) تم پر کھل جائیگا۔ یہہ حاصل ہوتا ہے کثرت فکر سے اور فکر کثرت ذکر سے۔ جسکا بیان انکی سرخیون مین آئیگا۔ ایسے مرنے والے کی موت عالم اجسام کی فطرتی خیٖون سے نجات دلانے والی ہوگی اور وہ برزخی عالم مین رہکر بمقام قرب پرواز کرے گا۔ اور جسمانی قیدی بنکر جس گلزار کو اوس نے راہ چلتے دیکھا تھا۔ اور جسکی خنک ہواؤن سے تازہ دماغ ہوا تھا۔ وہان امن و سکون کے بالاخانون پر بیٹھا عشرت منائیگا۔

اگر تم نے اسی زندگی مین عالم برزخ کی سیر کی اور صلاحیت پیدا کرلی ہے تو تمھین بزرگان دین سے انکی برزخی صورتون مین زیارتین ہونگی۔ اور جتنا کچھ بھی تمھارا آئینہ مجلا ہوگا اس عالم کے اور کاروبار کیطرح فیوض و برکات سے بھی تمھین محرومی نہوگی۔

اس جداث یا قبر کو کھو دو تو کچھ بھی نہین۔ نہ جسم ہے نہ ہڈیان ہی۔ نہ عذاب ہے نہ ثواب ہی۔ پھر اس جداث کی یہہ قدر و منزلت اک طفلانہ حرکت ہے لغو اور بیہودہ۔ روح تو برزخی جسم مین عالم برزخ مین راحت یا تکلیف مین مبتلا ہے۔ جیساکہ قرآن کی آیت اوپر دی گئی ہے۔

اس مین کلام نہین کہ یہہ جداث (قبر) عبرت کا مقام ہے۔ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔ دیکھنے سے عبرت تحریر و تقریر سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے قبر کو دیکھ کر دعا مین اور بنسبت اہل قبر کی طرف اک ذرا تیز

اور رسا ہو جاتی ہے۔ اور اوس عالم مین پہونچنے اور اہل قبر کی زیارت کرنے کے لیئے اک ذرا رسا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ سلام علیکم قبر پر کہنا اسی نسبت کے قوی کرنے کے لئے ہے ورنہ کوئی سنتا ہے نہ کوئی جواب دیتا ہے۔ بزرگون کو یہی برزخی ملاقات ہے۔ چاہے دہیان صحیح اور رسا بنانے سے ہو۔ مراقبہ مین ہو خواب مین ہو بات ایک ہی۔ واضح ہونا چاہیئے کہ بزرگان دین کی قبرین بلحاظ حصول نسبت قوی و بلحاظ زیارت فیوض ممتاز و مستثنیٰ حیثیت رکھتی ہین اس اتنے بیان سے میری غرض یہہ تھی کہ تم مابعد الموت کے حالات سے اگاہ ہو۔ اور اپنے نجات کے حاصل کرنے مین لگو اور سمجھ لو کہ تعلق ماسوا جہنم ہے۔ راہ نجات مین مزار پرستی تمھین کچھ کام نہ دے گی۔ نہ کوئی بزرگ بھی تمھارا بوجھ سہارینگے۔ وہی اوقات وہی افعال اور وہی خیالات تمھارے کام آئینگے جو تم نے خدا کے ساتھہ صرف کیا۔ اور خدا کے لئے اور خدا کی محبت مین بزرگان بتبعاً للرسول صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے ہادی و رہنما ہین۔ وہ بھی تا بقید حیات مزار پرستی تمھارے کام نہین آنے کی۔ پرستش خدا کے سوا کسی کی بھی جائز نہین پیغمبر تک کی نہین۔ ماسوا کی پرستش سے جو قوتین اور قدرتین حاصل ہوتی ہین وہ شیطانی کرشمے ہین۔ اور جو لطف و مستی حاصل ہوتی ہے۔ وہ شیطانی جہپٹ ہے اس سے وہمی خدا جو ملتا ہے۔ وہ محدود احاطہ ادراک ہے۔ اور وہ خدا نہین شیطانی بت ہے۔ خدا ملیگا۔ خدا ہی کو ڈہونڈہنے اوسی سے دل لگانے۔ اور اوسی پر قربان ہونے سے۔ یاد رکھو اور کبھی نہ بہولو الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ جو ایمان لایا اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھہ ملبس نہ کیا تو اونہین کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہین۔ ایمان کو ظلم کے ساتھہ ملبس کرنیکو سوچو اور سمجھو۔

افسوس

مسلمانو آؤ۔ ذرا قرآن مجید کے رو سے ہم جانچین کہ آیا ہم واقعی مسلمان ہین اسلامی وعدون کے مستحق یا خارج از اسلام ہو گئے ہین۔ عتاب و دوری کے مستحق۔ نبی آخر الزمان کی امت مین داخل ہین۔ یا میرے غیر سے انکے اونکے گردہ ہین۔

اگر ہم نبی آخرالزمان کی امت مین داخل ہین تو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم بہترین امت ہو جو لوگون کے لئے کھڑے کئے گئے ہو (آل عمران ۱۱) کا خطاب ہم سے کیون چہنگیا ہے ۔ اور وانتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہی غالب ہو اگر تم مومن ہو (آل عمران ۱۴) کا جھنڈا ہم سے کیون لے لیا گیا ہے ۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون سن رکھو خدا ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (مجادلہ ۳) کے مصداق ہم کیون نہین رہے ۔ اگر ہم واقعی مسلمان ہین تو لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا خدا ہرگز کافرون کو مومنون پر راہ اور غلبہ نہ دے گا ۔ (النساء ۲۰) کیون زبان حال سے ہمارے ایمان کی تصدیق نہین کرتا ۔ اگر ہم واقعی مومن ہین تو وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ۔ ایمان والون سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تم مین جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے تو اونکو ملک مین وہ ضرور خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اگلون کو بنایا اور اون کے لئے دین کو جما دیگا جسکو ان کے لئے پسند کیا ہے ۔ اور اون کو خوف کے بدلے امن عنایت کرے گا (نور ۷) خدا کا وعدہ تو جھوٹا نہین ۔ پھر اگر ہم مین ایمان ہے تو ہم سے یہہ ایفا کیون نہین کیا جاتا ۔ خلافت ہم سے چھینی ۔ اور نکبت یہان تک پہونچی کہ مسلمان بھی اور مذہبون کو اختیار کرنے لگے ۔ مسلمانون کی زندگی بجائے غلبہ و حکومت محکومی مین اور بجائے امن و طمینان طرح طرح کے خوف مین گذرنے لگی ہے ۔ یہہ اس لئے کہ ان کا ایمان ہی ان سے رخصت ہوا ۔ جو ہے بھی وہ منہ بولا ایمان ہے ۔ اگر ایمان ہوتا تو ان وعدون کے علاوہ خدا ضرور ہماری مدد بھی کرتا وکان حقا علینا نصر المومنین ایمان والون کی مدد کرنی ہم پر حق ہے (روم ۵) اگر ہم مین ایمان ہے تو خدا نے اپنی مدد ہم سے کیون اوٹھالی کہ دین کے اعتبار سے ہمارے اطوار کفار عرب سے ملتے ہین اور دنیا کے اعتبار سے ہمارے حالات تباہ شدہ قوم سے ملتے ہین اور ساری دنیا کے مسلمان کا حال یکسان ہو گیا ہے ۔

قرآن مجید کی آیتین غلط نہین ۔ اسکا متکلم خدا جھوٹا نہین ۔ ضرور ہم نے اسلام کو بدلا ۔ ایمان مین فتور ڈالا جب

یہہ عنایتین ہم سے چہین لی گئین. ایسے حال مین مسلمان کس منہ سے بخشایش کے امیدوار ہین. اونکو چاہیے کہ اپنے اعمال کا جایزہ لین ولتنظر نفس ما قدمت لغد آو ابہی اپنا محاسبہ کرلو. آج کا محاسبہ کل کے محاسبہ سے بہتر ہے کیونکہ توبہ کا دروازہ ابہی کہلا ہوا ہے۔

یہہ دیکہو کہ خدا اور اوسکے اسماء یعنی صفات پر تمہارا حقیقی ایمان ہے یا وہ اک زبانی جمع خرچ ہے. تم خدا کے مسلمان ہو یا توسیت کے. تمہارا ایمان صحابہ کا سا ہے. یا منافقون کا سا صحابہ کے ایمان کا رنگ تہا. انّ صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ میری نماز اور میری عبادتین بلکہ میری حیات وموت تک پروردگار عالم کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہین (انعام ۲۰) صحابہ کے ایمان پر تصدیق قلبی کی گواہی تہی اور وفا بفعل کی مہر. اور منافقون کا ایمان تہا. من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمؤمنین بعض لوگ کہتے تو ہین. کہ ہم خدا اور قیامت پر ایمان لائے. حالانکہ وہ ایمان نہ لائے (بقرہ ۲) اگر تم خدا کو ایک. اوسی کو مستحق عبادت سمجہتے ہو. اوسی کو حاضر وناظر اور قریب بلکہ رگ گردن سے بہی قریب جانتے ہو تو تمہاری اس دیدہ دلیری کے صدقے کہ خدا کے سامنے مزار پرستی، پیر پرستی. ہوا پرستی اور یہہ نافرمانیان. دل غافل. اعضا سرکش. دہیان ادہر خیال اودہر. اعمال اولٹے. کبہی اسکا ڈر. کبہی اوسکا ڈر. اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین تم لوگون سے ڈرتے ہو اور یہہ استحقاق خدا کو ہے کہ تم اوس سے ہی ڈرو. اگر تمکو ایمان ہے (توبہ ۲)۔

اگر کلمۂ ایمان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ القرآن کلام اللہ پر تمہارا ایمان تصدیق قلبی اور تصدیق عملی کے ساتہہ ہوتا تو تمہارا معبود تمہارا مقصود ہر حرکات وسکنات مین ہر کام اور ہر مشغولیون مین خدا ہی ہوتا. اور بس. اس سے تمہین وسیلہ بہی ملتا. راہ بہی. اور مقصود بہی اس سے تمہین مرشد بہی ملتا. رشد بہی. اور محبوب بہی. اس سے تمہاری دنیا کی مشکلین بہی آسان ہوتین. دین کی بہی اور قرب خداوندی کی بہی اولئک ہم المومنون حقا واقعی یہی ایمان والے ہین (انفال ۱ر۸) تمہارا لقب ہوتا. اور اولئک

ھم المفلحون یہی لوگ فائز المرام ہین (بقرہ ع ۱) تمہارا خطاب ہوتا۔ لاخوف علیہم ولاھم
یحزنون نہ انکو خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے (یونس ع ۷) تمہاری شان ہوتی۔ اور فی مقعد
صدق عند ملیك مقتدر مجلس صدق مین قدرت والے بادشاہ کے قریب (قمر ع ۳) کی بارگاہ
مین تمہارا تخت بچھا ہوتا۔ اور فلنحیینہ حیوۃً طیبۃ توہم اونکو جلائینگے پاک زندگی (نحل ع ۳)
کا چتر تمہارے سرون پر سایہ کئے ہوتا۔ مگر افسوس کہ اسلام بے جان ہوگیا۔ اور ایمان کہو گیا۔ قرآن غیر معمل
ہوگیا۔ اور اوسکے معمل اوسکے متکلم کے پاس پہونچے۔

خدا نے کافرون کی صفت بیان فرمائی ہے الذین اتخذوا دینھم لھواً ولعباً وغرتھم الحیوۃ الدنیا
کافر وہ ہین جنہون نے دین کو لہو ولعب بنا لیا ہے کیونکہ اونہین زندگانی دنیا نے مغرور کر دیا ہے۔
کیا مسلمانون کا تکبر اس حد کو نہین پہونچا۔ تو خدا فرماتا ہے ساصرف عن اٰیٰتی الذین یتکبرون فی الارض
بغیر الحق وان یروا کل اٰیۃ لایومنوبھا وان یروا سبیل الرشد لایتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی
یتخذوہ سبیلا ۵ ذٰلك بانھم کذبوا باٰیٰتنا وکانوا عنھا غٰفلین ہم اپنی آیتون کے سمجھنے سے اونکو باز رکہین گے
جو دنیا مین ناحق تکبر کرتے ہین کہ اگر خدا کی کل نشانیان بھی دیکہین جب بھی ایمان نہ لائین۔ اگر راہ رشد
بھی دیکہین جب بھی وہ نہ اختیار کرین۔ اور گمراہی کی راہ دیکھہ پائین تو اوسے اختیار کرلین۔ یہہ کجروی
اون مین اس سے پیدا ہوئی کہ اونہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا۔ اور اون سے بے پروائی کی (اعراف
ع ۱۷) یہی حال مسلمانون کا ہوگیا فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیٔ حتی اذا فرحوا
بما اوتوا اخذناھم بغتۃً فاذا ھم مبلسون ۵ توجب اونہون نے خدا کی نصیحتون کو بھلا دیا
توہم نے ہر طرح کے دروازے اون پر کھولدئے۔ جب وہ ان عطیات پر فرحان وشادان ہوے۔
(یعنی وہ منعم کو چھوڑکر نعمت مین مشغول اور لذت طلب ہوے) تو یکایک ہم نے اونکو دہر پکڑا تو وہ
بے آس ہوکر رہ گئے (انعام ع ۵) قومون کی تاریخ اوٹھاکر دیکھو۔ ساری قومین یون ہی بنین اور

یون ہی بگڑا ہین۔ ہم مسلمان بھی اسی راہ چلے یون ہی بنے اور یون ہی بگڑے جس طرح ہر آدمی کے لیے موت ہے۔ اوسی طرح ولکل امة اجل ہر قوم کے لئے بھی موت ہے۔ بچپن۔ شباب۔ اور بڑہاپا اسکے لئے بھی ہے۔ جب یہہ دین کو لہو لعب سمجھنے لگتی اور متکبر ہو جاتی ہے۔ اور بھلائی کی راہ چہوڑ کر برائی کی راہ اختیار کرنے لگتی ہے تو انسانی صفات کہو جاتے۔ اور بیرونی ترقی اوسے آرام طلب عیش طلب۔ اور عشرت طلب بنا دیتی ہے۔ یہان تک کہ اوس قوم کی موت ہی آجاتی ہے۔

وہ وقت یاد کرو جب ہم نے خدا سے دل لگایا تو اوسکے ہدایات کی تعمیل اپنی مراد سمجھے جس سے اوسکی محبت جوش زن ہوئی اس نے بے غرضی بنا دیا اس بے غرضی نے رشتہ اخوت جوڑا ہمدردی پیدا کی۔ یہہ پاک محبت ہو جب ہوئی اون سارے صفات کاملہ کی جو ترقی کا موجب ہین۔ اسی نے حقوق کی ادائگی کا سبب ہوکر مالا مال کیا۔ رشتہ اخوت جوڑ کر توانا کیا۔ اسی کی بدولت قوم کی نفع رسانی اور اوس مین جان بازی کو ہم نے محبوب کی مراد سمجھا۔ گھر مین قناعت کی میدان مین ہمت کی۔ ہمت مین توکل کیا توکل مین صبر کیا۔ صبر کے نتیجہ پر شکر کیا صحیفہ فطرت کو مدرسہ بنایا جس سے خدائی تعلیم پاکر نکلے۔ اور سارے صفات کی فوج لیکر اوٹھے۔ دنیا کو برائیون سے پاک کیا۔ اور چمکے دنیا مین ایسے کہ اندھون نے بھی دیکھا اور ہوئے دنیا مین جو کچھ ہوئے۔

آج خدا کی محبت کی جگہ۔ دولت۔ نام و نشان۔ تعلیون۔ غرور۔ خود غرضی۔ امید بیجا اور لایعنی خطابات کی طلب و محبت قایم ہوئی ہے۔ یا مولویون اور صوفیون مین۔ ہر ایک شخص اپنی پرستش کرانی بات کی پچ اور اپنا طریقہ اور اپنے بزرگون کے طریقہ کے منوانے اور اوسکے علو مرتبت ثابت کرنے کی پڑ گئی ہے۔ جس سے نعماے الہیہ چھین لیے گئے۔ اور صفات اسلامی سلب ہوگئے۔ پھر دیکھو لو ہین دنیا مین جو کچھ ہین مسلمانو! ایمان کی لگتی کہو۔ کیا تم وہ مسلمان رہے۔ جو تھے۔ کیا تمہارا عمل کتاب اللہ پر ہے۔ جو تھا۔ تو کیا تم بھی عاد و ثمود کی طرح فنا ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم بھی یہود کی طرح مغضوب ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم بھی

خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم مسلمان ہو کر جہنم آباد کیا چاہتے ہو۔ اگر نہین تو اس پر غور و فکر کرو کہ تمھین چاہئیے کیا۔ یہ نہ سمجھو کہ تم مجبور محض ہو تم کو کچھ اختیار دیا ہی نہین گیا۔ اور اسلئے تمکو کچھ کرنا نہین ہم بتائینگے کہ تمہین چاہئیے کیا مگر پہلے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور و فکر کرو اور اپنی تقلید و آزادی کو سمجھ لو۔ تاکہ واعملوا صالحًا کی تعمیل کر سکو۔

جبر و اختیار۔ اور۔ تقلید و آزادی

ان دونون مسئلون کی اصل قریب قریب ایک ہے اس لئے بنظر اختصار مین دونون کو ساتھ ساتھ بیان کرنا چاہتا ہون اس مسئلہ کو اولًا ازروئے فطرت دیکھو۔

فطرت انسان کو بالبداہت مجبور بھی بتا رہی ہے۔ اور مختار بھی۔ مقلد بھی بتا رہی ہے اور آزاد بھی اسیطرح کلام الٰہی بھی انسان کو کہین مجبور بتاتا ہے۔ اور کہین مختار کہین مقلد بتاتا ہے اور کہین آزاد تو حقیقت مین انسان مجبور بھی ہے۔ اور مختار بھی۔ مقلد بھی ہے اور آزاد بھی۔

بداہت جو سارے دلائل منطقیہ سے قوی تر ہے۔ وہ صاف بتا رہی ہے کہ انسان جمادات کی طرح معدنیات کی معدن نباتات کی طرح ثمر دار و سایہ دار حیوانون کی طرح درندہ چرندہ اور پرند کی طرح پرواز نہین کر سکتا نہ اڑ سکتا نہ آبی مخلوق کیطرح پانی مین رہ سکتا ہے لیکن قوت اختیار فطری سے باہر ایک قدم نہین بڑھا سکتا۔ اور سراسر مجبور ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اپنے حدود اختیار فطری کے اندر وہ بالکل ذی اختیار ہے جس حواس اور جس قوت کو چاہے وہ کام مین لائے۔ آنکھ اور کان سے دیکھ سن سکتا ہے۔ مگر آنکھ سے سننا اور کان سے دیکھنا چاہے تو یہ ناممکن اس لئے یہ صاف کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان ایک حد سے باہر مجبور اور ایک حد کے اندر مختار ہے یہی بداہت قانون فطرت ہے۔ اور اسی قانون فطرت کے مطابق آیتین بھی نازل ہوئی ہین۔ جو خلاق فطرت کی نازل کی ہوئی ہین۔

جس عالم پر یا اوسکے جس مخلوق پر غور کرو تو اوسے صفات محدودہ ہی کی معجون مرکب پاؤ گے اسیطرح

حضرت انسان بھی صفات محدودہی کی ترکیب دی ہوئی مخلوق ہے۔ صفات بسیط تو خدا کے لئے ہے اور صفات محدود مخلوق کے لئے۔ اب دنیا کو دیکھو تو یہہ بدیہی نظر آئیگا۔ کہ انسان کو اختیار کی ایک صفت اوروں سے زائد ملی ہے۔ جو کسی کو نہ ملی۔ انسان کا سب پر اختیار۔ اور انسان پر کسی کا نہین یہی خلافت آلہی ہے جیسے پاکر انسان خلیفۃ اللہ ہوا۔ مگر جسطرح اسکے سارے صفات محدود ہین اور اپنی حد سے باہر مجبور۔ اوسی طرح صفت اختیار بھی محدود ہی ہے اور اپنی حد سے باہر مجبور۔ اس صفت اختیار کے ملنے سے ہم مختار ہوے اور محدود درجہ تک ملنے سے ہم مجبور ہوے۔

خداوند عالم نے اپنے بسیط و کامل اختیار و قدرت سے ہمکو کسی قدر محدود اور مجبور اختیار دیا ہے اگر وہ یہہ بھی نہ دیتا تو مطلق اختیار نہوتا۔ ہم ملائکہ ہی ہوتے اس لئے اوسی کو یہہ کہنا زیبا ہے کہ سب کچھ اوسی کے چاہے ہوا۔ اور سب کچھ اوسی کے چاہے ہوتا ہے۔ سب کچھ اوسی کے کئے ہوا۔ اور اور سب کچھ اوسی کے کئے اور اوسی کے اختیار سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ محدود اختیار بھی تو اوسی کا ہے۔ کوئی بوتا ہے۔ کوئی کاٹتا ہے۔ کوئی حاصل کر کے لاتا ہے پھر کوئی پکاتا ہے جب کوئی کھاتا ہے۔ یہہ ساری قوتین جو کام مین آئین۔ اور یہہ سارے اختیارات جو کام مین آئے سب اوسی کے دئے قوتین بھی اوسی کی۔ اختیارات بھی اوسی کے۔ اس لئے یہہ دعوے اوسی کو زیبا ہے۔ کہ روزی ہم دیتے ہین۔ وعلیٰ ہذا سارے ہی عطیات۔

اب اگر تم اپنی قوتون کو کام مین نہ لاؤ۔ اور اپنے اختیارات کو جو خدا نے دئے ہین معطل اور بیکار کردو۔ تو بازپرس کے دن بازپرس ہوگا کہ تم کو محدود تک کی قوتین ہم نے دی تھین۔ اور اونکو محدود حد تک کام مین لانے کا اختیار بھی دیا تھا پھر تم نے اس خدمت کو کتنا کچھ اور کیسا کچھ انجام دیا ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم

الحق۔ وما تشاؤن إلا ان یشاء اللہ جو اللہ چاہتا ہے وہی تم چاہتے ہو۔ یا یفعل اللہ ما یشاء

خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ یا۔ ان اللہ یحکم ما یرید بے شک خدا جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور علی ہذا ایسی کل آئتین سراسر حق ہین۔ قدرت اوسکی۔ قوت اوسکی اختیار اوسکا یہہ سارا کچھہ اوسی کا دیا۔ اور سبہ اوسی کا۔

اسی طرح کل امرء بما کسب رھین ہر کوئی اپنے اعمال کے ساتھہ مرہون ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ جو ذرہ برابر بھی اچھا یا برا کریگا تو اوسکا نتیجہ وہ پائیگا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا واما کفورا ہم نے بھلی بری راہ تمکو بتادی اب تم کو اختیار ہے۔ جدہر جاؤ۔ ایسی آئتین بھی قرآن مجید مین بہتیری ہین۔ تو ایسی کل آئتین جن سے ہمارا مختار ہونا پایا جائے۔ سراسر حق ہین۔ از روئے حقیقت بھی از روئے فطرت بھی۔ اور از روئے بداہت بھی۔

اسی مضمون کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لا جبر و لا تفویض ولکن امر بین الامرین نہ بالکلیہ جبر ہے نہ بالکلیہ اختیار۔ بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ یعنی کچھہ جبر بھی کچھہ اختیار بھی۔ ہان جبر کا پلڑا کچھہ جھک جاتا ہے۔ کہ فطرتاً ہم مجبور ہین کہ اپنے محدود اختیار کو کام مین لائین۔ مگر جس حد تک اختیار ملا ہے اوس اختیار مین ہم مجبور نہین۔ اگر اختیار مین بھی جبر ہو تو اچھے برے کی تمیز باطل ہو جائے گی۔ اور جزا و سزا کسی دنیا کی سبھی ظلم ہو جائے گی اسی طرح عقل بیمصرف ہو جائے گی۔ اور ہدایات ربانی لغو و بیکار ہو جاینگے اور یہہ دنیا دہوکے کی ٹٹی ہو جائے گی۔

اب یہہ اختیار فطرتاً مقلد بھی ہے اور آزاد بھی۔ بچہ پیدا ہوا تو مینوٹی سی بد تر اور مچہر سی کمزور بھوک لگی تو وہ کہانا کیا جانے منہ مین چہاتی فطرت نے چوسنا سکھایا یون تو پرورش شروع ہوئی۔ جب کچھہ عقل و تمیز آئی تو تقلید شروع ہوئی بیٹھنا اوٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ زبان علم و تہذیب شائستگی دانائی اور مذہب جو کچھہ سیکھنے سے سیکھا وہ تقلید سے جب سیکھا پکی منزلت کو پہونچا تو محدود حد تک آزاد ہوا۔ ورنہ اوس دنیا مین آزادی کہان تھی عقل بھی باہمہ دانائی اپنے دائرہ کی ہوا کی مقلد ہے اور جس ہوا مین پلی اوسی کی حمایت مین کھڑی ہو جاتی ہے مذہب بھی باہمہ تقدس پیغمبرون کی لائی ہوئی اور برتی ہوئی کتاب سے ہے تشریح کی مقلد خدا نے

بھی اطاعت و اتباع کا حکم دیکر تقلید ہی سکھائی ہے۔ شتر بے مہار نہیں بنادیا۔ اس لئے خدا کا دیا ہوا محدود
اختیار بھی مقلد ہی ہے۔ اور اس تقلید مین مجبور۔ مگر یہہ تقلید جب عقل کامل اور تمیز صحیح سے بعنایت خداوندی
آمیزش کرلیتی ہے۔ اور وہم وخیال جب نفسانی خواہشون سے پاک ہوجاتے اور مادۂ فنائیت پیدا
کرلیتے ہین تو تقلید گونہ آزاد ہوجاتی ہے۔ جب ایک خدا کی محبت آئی تو اوسکی رضا کے سوا ماسوا کی تقلید
ٹوٹ گئی۔ اور وہ آزاد ہوگیا۔ المختصر نفسانی بے سمجھی کی تقلید اندہی تقلید ہے۔ اور روحانی سمجھ کے ساتھہ
تقلید آزادی ہے۔ لیکن قبل از وقت آزادی ٹھوکرین کہانا ہے۔ اس لئے جسطرح انسان محدود حد تک مختار
اور اوس حد کے باہر مجبور ہے۔ اسی طرح انسان محدود حد تک مقلد اور اوس حد سے باہر آزاد ہے تلک
حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔ یہہ حدود اللہ ہین جس نے ان سے تجاوز کیا اوس نے
اپنے اوپر ظلم کیا۔ جو لوگ اپنے کو مجبور محض مان کر ہاتھہ پاؤن توڑ کر بیٹھہ جاتے ہین۔ اور اس رہبانیت کو
توکل کا خطاب دیکر مذہب کی پناہ مین آنا چاہتے ہین۔ اور جو لوگ عقل وحواس کو کہو کر بدحواسی کے گردیدہ ہین
اور دیوانہ بن کر بازپرس کے حساب سے نکل جانا چاہتے ہین۔ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتون کی ناشکری کرتے
اور کفران نعمت کے مجرم ہین۔ یہہ لوگ منزل مقصود کی پرخطر راہ کو پاپیادہ طے کرنا چاہتے ہین۔ اور اس
طرح کہ گھوڑے کی باگ ڈور ہاتھہ مین اور گھوڑا کوتل ہین بجائے اسکے کہ سواری سے سہولت ہوتی
اور گھوڑے کا بوجھہ سر پر بعض چاہتے ہین کہ گھوڑے ہی کو مار ڈالو۔ اور اس قتل کا نام وہ نفس کشی رکھ کر
اسکو سراہتے بھی ہین۔ یہہ تو ویسی ہی ہوا کہ جو افسر ریل کے محصول سے بھی بری ہون وہ ریل کو چھوڑ کر پاپیادہ
ریلوے سروس کی تحقیقات اور خدمتون کے لئے حوصلہ کرین کہ انجن زور سے سیٹی دیتا اور اولٹ بھی
جاتا ہے۔ خدا نے طرح طرح کی نعمتین۔ قوتین اور قدرتین دیکر اور اون کو عمل مین لانیکا اختیار دیکر خدا ہی
کی راہ کے لئے موٹر دیدیا ہے۔ اسکے کل پرزون کو صاف کرتے رہو۔ اور بیکار نہ کرو کہ منزل پر پہونچ
ہی نہ سکو۔

اب اپنی حد بندی پہچاننے کے بعد یہ سمجھو کہ تمہین چاہیے کیا۔

تمہین چاہیے کیا

اگر تم اپنا حال بدلنا چاہتے ہو تو تمہین چاہیے کہ اپنی چال بدلو تمھاری چال کی لگام خواہش نفسانی کے ہاتھ مین ہے۔ وہ تمہین جہنم مین لے جائیگی۔ اوس سے لے لو اور خدا کے ہاتھ مین دو۔ واللہ یدعوا الیٰ دار السلام وہ تمہین دار السلام کی طرف بلاتا ہے۔ دار السلام مین تمہین لیجائے گا۔ اس لئے خدا ہی سے محبت کرو۔ اور ماسوے کے نقوش کو نظر انداز کرو۔ واعتصموا بحبل اللہ ۔ خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو (ال عمران ع۱۱) خدا کی رسی عابد و معبود کا پاک رشتۂ محبت ہے۔ تو دیکھو ماسوا کو دوست نہ بنانا۔ ام اتخذوا من دونه اولیا (شوری ع۱) کیا انہون نے ماسوا کو دوست بنایا۔ ایسی دوستی بے بنیاد ہے مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا ط وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ٥ اون کی مثال جنہون نے ماسوے اللہ کو دوست بنایا اوس مکڑی کی سی ہے جس نے اک گھر تو بنا لیا ہے لیکن کچھ شک نہین کہ سب سے بودا اور ذلیل گھر مکڑی ہی کا ہے اگر لوگ سمجھیں (عنکبوت ع۴) اگر خدا ہی سے محبت کروگے تو یہ محبت تمہاری مرشد ہوگی اور محبوب تک پہونچا ہی کر چھوڑے گی۔

یہ محبت حاصل ہوتی ہے ایمان کامل سے۔ اور ایمان کامل حاصل ہوتا ہے اطاعت قرآن ہی سے زادتھم ایمانًا قرآن ہی کے شان مین ہے۔ اور اطاعت قرآن جو بروحانیت ہو وہ حاصل ہوتی ہے۔ اوس کے ہدایت کے بموجب دوام فکر سے جسکو مین پاس حواس کہتا ہون۔ اور پاس حواس حاصل ہوتا ہے۔ دوام ذکر سے جسکو پاس انفاس کہا جاتا ہے ان سب کی ہدایت قرآن مجید سے ملی ہے۔ اور اون سب کا بیان اپنے اپنے مقام مین آئیگا۔ تو ہمت کرو قرآن مجید کی کما حقہ تعمیل کی۔

اے بہائیو فاعبد واللہ مخلصًا له الدین۔ خدا کی عبادت خدا کے لئے دین کو خالص کر کے کیا کرو (زمر ع۱) جس مین ماسوا کی آمیزش نہو الا للہ الدین الخالص آگاہ ہو کہ دین خالص

خداہی کے لئے ہے (زمر ع۱) تونمازین پڑہاکرو۔ ایسانہوکہ ترک صلواۃ کرکے ایک طرح کے مشرکون مین ہوجاؤ۔ اقیموا الصّلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین (روم ع۴) زکواۃ دیتے رہو ایسا نہو کہ زکواۃ نہ دے کر مشرکون اور آخرت کے کافرون مین ہوجاؤ۔ تو مشرکون کے لئے جہنم ہے۔ فویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون ہ (فصلت ع۱) علی ہذا قرآن مجید کے سارے اوامر کی تعمیل اور سارے نواہی سے پرہیز تمہاری وسعت کے اندر ہے۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا خدا تکلیف مالایطاق دیتا ہی نہین (بقرہ - آخر آیت) ساری تکلیف شرعی تمہاری وسعت کے اندر ہے۔ تو آرام طلبی نکرو۔ فاعبدہ واصطبر لعبادتہ (مریم ع۴) خدا کی عبادت کیا کرو۔ اور اوسکی عبادت مین جو تکلیف پہونچے۔ اوسکو برداشت کیا کرو۔ مگر عبادت وہ ہو جسمین خشوع وخضوع ہو حضوری سے کیف ہو۔ صرف عبادت ظاہری اور دکہاوے کی بے معنی اور بے مفہوم کی نہین جیسا کہ بعض کرتے ہین۔ من الناس من یعبد اللہ علی حرف بعض لوگ خدا کی عبادت کرتے ہین تو کنارے کنارے (حج ع۲) یعنی اوپر اوپر۔ الگ تہلگ تو ایسی اوپری عبادت مطلوب نہین۔

قرآن مجید کے اوامر ونواہی کی بصدق واخلاص تعمیل عبادت ہے۔ نماز روزہ ہو تو۔ حج وزکواۃ ہو تو۔ ظلم وقتل سے بچا ہو تو۔ چوری اور زنا سے بچا ہو تو۔ بدنفسی غیبت دل آزاری نفاق جہوٹ اور حق تلفیون سے بچا ہو تو خدا کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے پرہیز باعث ہین آسمانی برکتون کی۔ ولو ان اھل القرٰی اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون ـــ اگر قریہ والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم اون پر اسمان وزمین کی برکتین ضرور کہول دیتے۔ مگر اونہون نے جھٹلایا تو اون کے کرتوت کے سبب ہمنے اونکو دہر لیا (اعراف ع۱۲) اگر تم بہی ایمان کے ساتہہ پرہیزگار بنتے تو تم پر بہی برکتین نازل ہوتین مگر تم کہان بنے۔ دیکہو۔ خدا نے فرمایا تہا۔ فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم اللہ سے ڈرو اور آپس مین اصلاح کرتے رہو (انفال ع۱) آپس ہی کی صلاح

کے بدلے تم تو آپس مین جھگڑے ۔ لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا آپس مین جھگڑو نہین ورنہ منتشر ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اوکھڑ جائے گی اس مین تکلیف بھی پہونچے تو صبر کرتے رہنا (انفال ع ۶) اتفاق قومی کی تعلیم تھی. کیا اوسکے یہہ معنی تھے کہ شیعہ وسنی خلافت مین جھگڑا مین اور پولیٹکل جھگڑو کو مذہب بنالین کانتخاب کو تو تیرہ سو برس ہوئے اور دوٹ کے جھگڑے آج خون خرابہ تک نوبت پہونچا ئین اور سپے نتیجہ ۔ یہہ تو احداث مذہب کو رسول کا مذہب سمجھکر آپس مین جوتی پیزار کرین جس سے فتنے اوٹھین ۔ یا مقلد غیر مقلد آمین بالجہر رفع یدین. قرات فاتحہ خلف امام وغیرہ وغیرہ کو اختلاف مذہب سمجھکر فساد پھیلائین اور ایک دوسرے کو مسجد مین خدا کی عبادت اور خدا کی یاد سے روکین اور فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ کی کھلی کھلی نافرمانی کرین تو آج مقدمہ کوئی جیتے. قید کوئی ہو خدا کی مسجد کسی فرقہ کی ہو جائے. مگر کل یہہ سب اپنے اپنے مکافات سے بچین گے نہین جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا. یہان تو ان سب کی ہوا اوکھڑ چکی. اور وہان یہہ آئتین فریادی ہون گی. اور خدا سے اپنا خون بہا طلب کرین گی۔

مسلمانو! جیسا کہ یہود سمجھے کہ ہم تو خدا کے پیارے ہی ٹھہرے. یا عیسائی سمجھتے ہین کہ ہم تو خدا کے اکلوتے بیٹے ہی کی امت ہین تعمیل مذہب سے فارغ. یا ون کے تین دن جہنم مین رہنے سے (خدا پناہ دے) ہمارے گناہ. گناہ ہی نہین رہتے. تم نہ سمجھنا کہ ہم نبی آخر الزمان کی امت ہین جہنم مین جانے ہی کے نہین. یا واقعہ کربلا کے سبب عیسائیون کی طرح ہمارے گناہ بھی گناہ نہین رہتے جیسے حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب کے گناہونکے بدلے مصلوب ہوے حضرت امام بھی سب کے گناہون کے بدلے شہید ہوے. کیونکہ خدا نے فرمادیا ہے ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون ہم نے اگلون کے بعد تم کو زمین مین خلیفہ بنایا تاکہ دیکھین کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو (یونس ع ۲) تم امتحان مین ڈالے گئے ہو. اگلون کی طرح. مگر اونہون نے کامیابی حاصل کی اور فائز المرام ہوے

اور تم اس امتحان مین ناکام رہے کسی سبجکٹ مین بھی نمبر نہ لائے۔ ہر طرح عدول حکمی اور نافرمانیون کے مرتکب ہوئے۔ قانون خداوندی کی غفلت و بے پروائیون سے توہین کی بے وقری کی یہہ سبب ہے مسلمانون کے افلاس کا ادبار کا۔ خانہ جنگیون اور خانہ ویرانیون کا۔ افسوس صد افسوس۔ اب بھی چیتو اور خدا کے حضور مین توبہ کرو۔ قرآن مجید کو پڑھو۔ پڑھاؤ بغل مین دباؤ۔ سرون پر رکھو۔ پہلے اپنے کو تبلیغ کرو۔ پھر خلق اللہ کو پہونچاؤ۔ اور اوس کی ہدایت کے بموجب تصفیہ و تزکیہ کرکے اپنے کو آئینہ بناؤ کہ تجلی جمال جہان آرا دیکھہ سکو۔

موضوع و غرض تصنیف کتاب

کیون افسوس نہو۔ دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے کیون نہ ہو جائین۔ مسلمان جنکے بھلے حال کو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ترستے رہے۔ وہ اس حال کو پہونچ گئے جس حال کو نبی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے دشمن مخالفین اسلام پہونچے ہوئے تھے نفس و ہوا کا گھٹا ٹوٹ بادل ایسا اوٹھا کہ اسلام کا آفتاب چھپ گیا غیظ و غضب کی بجلیان کوندنے لگین۔ خود غرضیون اور شہوت پرستیون کی کڑک نے سب کے دل ہلا دئے۔ آپس کی نااتفاقیون کی تاریکی چھا گئی۔ فلاکت و ادبار کے اولون نے انسانی اور اسلامی صفات کے پھولون کو پھلون کو مسمار کر دیا۔ عوام تو کالانعام ہو گئے اور خواص ان سے بھی بدتر۔ رنگ یہہ چھا رہا ہے کہ کہین یہہ قوم مغضوب کے گروہ مین نہ ملجائے جبکا وجود بھی رہے تو فحش و بے حیائی اور ذلت و رسوائی کی تلخی چکھنے کے لئے۔

جو شاخ سوکھ جائے اوسے توڑ دو تاکہ درخت نہ سوکھے۔ جو عضو سڑ جائے اوسے کاٹ دو۔ تاکہ سارا جسم نہ سڑ جائے۔ فطرت کا قانون کم کو جذب اور کمزور کو سلب کر دیتا ہے۔ مسلمان اس حال کو پہونچ رہے ہین۔ کہ عنقریب وہ سوکھی شاخ کی طرح کاٹے جائینگے اور مصائب کے ایندھن بنین گے۔ یا دوسری قوت مین سلب ہو جائینگے جسکو مسخ ہونا کہتے ہین۔ اگر اب بھی ہوش نہ کرینگے۔

مسلمان اس حال کو کیون پہونچے اسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ ان کا تعلق خدا سے ہٹ گیا ہے۔ اور انکی نسبت خدا کے بھیجے ہوے قرآن سے ٹوٹ گئی ہے۔ یہہ بزم ماسوا کے شریک۔ اور ماسوا کی محبت کے متوالے ہو گئے ہین انہون نے اپنا تعلق مرنے والے انسان سے جوڑا۔ اور انکی نسبت رطب و یابس انسانی تصنیفون سے جُڑی ہے جیسے شرعۃ الحق۔ لکھی اسی غرض سے کہ وہ خدائی شریعت کو جانین۔ شریعت عین حقیقت ہے۔ مگر شریعت پر روحانیت کے ساتھ عمل کرنا بغیر تصفیہ و تزکیہ کے ہو نہین سکتا۔ اس لئے اس منہاج الحق مین مجھے روحانیت قرآن مجید کو بیان کرنا ہے یعنی تصوف قرانی بس یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ تاکہ شیعہ اہل حدیث۔ سنی۔ اہل قرآن۔ اور اسلام کے جتنے فرقے بھی ہون۔ اولاً ان بدعتی نامون کو مٹادین جیسا کہ شرعۃ الحق مین مینے قرآن کی آیتون سے اسکو بتایا ہے۔ اور اپنے کو صرف مسلمان کہین جیسا کہ سب پیغمبرون نے اور خود ہمارے رسول نے بھی اپنے کو کہا۔ مسلمان ہونے کے بعد اپنے کو خالص مسلمان بنائین جسکی تعلیم خدا نے کی ہے۔ جو اس کتاب مین بتائی جائے گی۔ خدا پر ایمان لانے والون کے لئے چارہ نہین ہے کہ وہ صریح آیتین پاکر بھی قرانی تصوف سے انکار کرین۔ یہی غرض اسکی تصنیف سے ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۝

آغاز کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصوف قرآنی

یا ایھا الانسان اِنّک کادحٌ الیٰ ربک کدحًا فملٰقیہ ہ اے انسان تجکو اپنے خدا تک پہونچنے مین کوشش کرنی چاہیے۔ پوری کوشش پھر تو اوس سے جا ملیگا (انشقاق) اس آیت نے غیر تمندون کو غیرت دلائی۔ اور ہمت والون کو ہمت۔ مگر خدا تو کوئی جسمانی بت نہین۔ جسکی راہ جسمانی ہو وہ تو روح سے بھی الطف ہے اس لئے اوسکی راہ روحانی ہی ہوسکتی ہے۔ پھر یہہ کسطرح ممکن ہے کہ خدا کوشش کرنے کو بھی فرمائے۔ اور اوسکی راہ نہ بتاسے۔ قرآن مجید اسی لئے تو نازل ہوا کہ انسان مزکیٰ و مطہر ہو کر خدا رسیدہ ہو۔ اور مراد کو پہونچے۔

اب مین قرآن مجید سے دکھایا چاہتا ہون کہ روحانی راہ خود خداوند عالم نے کیا تعلیم فرمائی ہے انہ لقول فصل بے شک قرآن ہی قول فیصل ہے (الطارق)

الم۔ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین یہ قرآن وہ ہے کہ اسمین شک کو دخل ہی نہین۔ یہہ متقیون کو ہدایت کرنے والا ہے (بقرہ ۱) لا ریب فیہ اور لا ریب فیہ من رب العلمین دونون قرآن مجید مین موجود ہین۔ دونون طرز کلام ہین۔ تو دونون کے دو معنی بھی ہین۔ لا ریب فیہ کے معنی ہین کہ اس مین ریب اور شک کو دخل ہی نہین۔ جو مین نے ترجمہ کیا ہے یعنی یہہ سراسر حق ہی ہے۔ اور لا ریب فیہ من رب العلمین کے معنی ہین۔ کہ قرآن کے خدا کی طرف سے ہونے مین شک ہی نہین۔ بہرکیف۔

غور و فکر کی جگہ یہہ ہے۔ کہ قرآن مجید جو متقیون کے لئے ہادی ہے۔ تو وہ کونسی ہدایت ہے جو بعد

آنقا ملتی ہے۔ اسی ہدایت کا نام تصوف پڑ گیا۔ اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ہدایت بھی اسی کتاب قرآن مجید سے ہی ملتی ہے۔ اور اس کا ہادی بھی قرآن ہی ہے اس لئے تصوف حقیقی کی تعلیم تمہین قرآن مجید ہی مین سے ملے گی۔ تو اب سے اسکو زہد خشک نہین بلکہ زہد تر سمجھو۔

یہہ ہدایت جو بعد آنقا ملتی ہے یہہ ہدایت صراط مستقیم کی ہے۔ جو سیدہی خدا تک گئی ہے جبکا پتہ سورۂ فاتحہ سے ملتا ہے سورۂ فاتحہ پڑھ جاؤ۔ اسلام کے بعد۔ ایمان کے بعد۔ اسکی حمد کے بعد اخلاص مندانہ عبودیت اور استعانت کے بعد خداوند عالم اس ہدایت طلبی کی ہدایت فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم اے خدا ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت کر پھر وہ کونسی ہدایت ہے۔ جو اتنے مدارج طے کرنے کے بعد ملتی ہے۔ اور جسکی درخواست ہر نماز مین۔ اور ہر نماز کی ہر رکعت مین کی جاتی ہے۔ یہ صراط مستقیم غور کرنیکی چیز ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے جسکا دوسرا نام دوسری صدی مین تصوف پڑ گیا تو صراط مستقیم کو خود خدا فرماتا ہے۔

انك لتهدی الی صراطٍ مستقیمٍ صراط اللہ الذی له ما فی السموٰت وما فی الارض — اے رسول بے شک تم صراط مستقیم کی ہدایت کرتے ہو۔ صراط مستقیم ہے کیا۔ یہہ صراط اللہ ہے۔ خدا کی راہ ہے ایسا خدا کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے سب اسی کا (شوریٰ ۵ ع) صراط مستقیم کو خدا نے فرمایا کہ یہہ صراط اللہ ہے۔ اے لوگو! ایمان لاؤ کہ خدا کی راہ آنحضرت نے قرآن دیکر تعلیم فرمائی ہے اگر یہی صراط اللہ تصوف ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سے تاریخ تصوف مین مینے بیان کیا ہے۔ تو یہہ حقیقی اسلام ہے قرآن کے اندر۔ اور اگر تصوف خدا کی راہ نہین تو یہہ کسی طرح کام کی چیز نہین اسی صراط اللہ کا نام قرآن مین صراط العزیز الحمید بھی ہے

صراط اللہ اور دین اللہ دین قیم ایک چیز ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا قل اننی ھدٰنی ربی الی صراط مستقیم دیناً قیماً ملة ابراھیم حنیفا کہدو کہ بے شک خدا نے صراط مستقیم کی طرف میری ہدایت کی ہے جو ٹھیک دین ہے یعنی ملت ابراہیم جو یکسو ہو رہے تھے (انعام ۲۰ع) صراط اللہ کا رہرو (صوفی)

یکسو ہوتا ہے اقم وجھک للدین حنیفا قایم رکھو اپنی توجہ کو دین کے لئے یکسو ہو کر۔ (یونس ۱۱) للدین فرمایا یعنی یکسو ہو کر دین سے غافل نہو جاؤ۔ احکام شرعیہ سے کسی حال مین جھٹکارا نہین۔ اسی صراط اللہ کی صفت ہے دین خالص بھی الا للہ الدین الخالص آگاہ رہو دین خالص خدا ہی کے لئے ہے (زمر ۱) اسی صراط اللہ کا نام طریق احسان بھی ہے ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھه للہ وھو محسن اوس سے کسکا دین بھتر جس نے تسلیم توجہ خدا کو کیا۔ اور وہ احسان کی راہ چلنے والا ہو۔ صراط اللہ کا رہرو (صوفی) اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے۔ تاکہ خدا کی رضا اوس کے عوض مین ملے ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ۔ (بقرہ ۲۴) وہ خدا کو مضبوط دہر لیتا ہے۔ تو اوسے صراط اللہ (تصوف) کی راہ دکھائی جاتی ہے ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (ال عمران ۹) صراط اللہ پر پڑ لینے سے اوسے عین الیقین یعنی ایمان ثانی نصیب ہوتا ہے جسکو خدا نے فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسوله (نساء ۲۰) جب صراط اللہ کے رہرو اس صفت پر پہونچتے ہین۔ کہ خدا نے اونہین دوست رکھا۔ اور اونہون نے خدا کو یحبھم ویحبونه تو یہی اولیا اللہ ہین۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنه جو خدا کو دوست رکھتے ہین تو خدا نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس) بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوتا ہے نہ وہ محزون ہوتے ہین۔ کیونکہ یہہ تو دار السلام مین ہین۔ جو مقام خدا کے قرب مین ہے لھم دار السلام عند ربھم (انعام ۱۵) اے لوگو! خدا تمہین اسی دار السلام کی دعوت دیتا ہے واللہ یدعوا الی دار السلام (یونس ۳) مگر یہہ ہر کے نصیب کا حصہ نہین۔ کیونکہ اسی کے بعد فرماتا ہے۔ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم تصوف کی راہ ہر کو نہین۔ بلکہ جسکو وہ چاہتا ہے اوسکو دکھاتا ہے۔

صراط اللہ کا رہرو (صوفی) دار السلام مین داخل ہوتا ہے۔ جو مقام قرب ہے۔ خدا نہین ہو جاتا۔ حاشا نہین ہو جاتا اللہ اللہ ہے بندہ بندہ وہ ہے۔ وجود اوس کے لئے ہے۔ یہہ نہین ہے۔ عدم وجود اسکے لئے ہے۔ اسکی ظاہر ہستی دیکھنے ہی کی ہستی ہے کہ ہے اور نہین ہے۔

آجکل کے مسلمانون مین جو آیتین بیان ہوئین ان کا اور ایسی کل آیتون کا ترجمہ ہی کر دینا سمجھا جاتا ہے کہ سمجھ مین بھی آگئین اور عمل مین بھی آگئین کیونکہ ان کے نزدیک قرآن مین چند مجمل احکام کے سوا اور ہے کیا۔

قرآن مین احکام و ہدایات ہین۔ جو صریح ہین اون کو مین احکام کہون گا۔ اور جو غیر صریح اشارۃً کنایۃً اور حکایۃً ہین اون کو مین ہدایات کہونگا۔ احکام و ہدایات ظاہری کی تعمیل شریعت ہے۔ باطنی اور روحانیت کے ساتھ تعمیل طریقت ہے۔ شریعت و طریقت کے ملنے سے جو انکشاف ہوتا ہے وہ حقیقت ہے شریعت و طریقت کردنی ہے۔ اور حقیقت بطور نتیجہ شدنی و دیدنی۔ اسلام ان سب کا مجموعہ ہے۔ مثلاً نماز پڑھو تلاوت قرآن کرو۔ شریعت ہے اسی کو معانی و مفہوم خدا کی یاد۔ دھیان بحضور قلب خشوع و خضوع اخلاص و یکسوئی کے ساتھ ادا کرو تو طریقت ہے۔ اس سے جو تم برداردہ گا۔ وہ حقیقت ہے اسلام ان سب کا مجموعہ ہے۔ سمجھنے سمجھانے کے لئے مختلف نام رکھے گئے مضایقہ نہ تھا۔ مگر تفرقہ پڑگیا۔ غرض اسی روحانیت اسلام کا نام تصوف پڑگیا ہے مین دکھا دونگا کہ ریاضات تصوف جو رسوم سے پاک ہین اسلامی الاصل ہین۔

شریعت تو شرعۃ الحق مین دیکھو۔ روحانی راہ کا جزو اعظم اخلاق ہے۔ اس لئے مین پہلے اخلاق کو بیان کرونگا۔ پھر مجاہدات و ریاضات کو بیان کرونگا۔

اخلاق کا طرز بیان

اخلاق کے متعلق کتابین لکھی گئی ہین مگر اوسکے اجزا منتشر کرکے بیان کئے گئے ہین جس سے اوسکی کماحقہ تعمیل اک طلسم کشائی سے کم نہین رہی اس سے دماغ منتشر اور مطلب فوت ہوجاتا ہے۔ مینے اس طرز بیان سے اختلاف کیا ہے۔ اور اخلاق کو اصول و ارکان و دوائر کے علمی لباس مین بسند قرآنی آراستہ کیا ہے۔ تاکہ دماغ مجتمع ہو اور اصول اخلاق کم سے کم نصب العین ہو جائے۔ اور صفات اخلاقی سہل الحصول ہو جائین۔

اس مین شک نہین کہ اخلاق تصوف کا اک جزو اہم ہے جن لوگون نے تصوف ہی کو اخلاق کہا - انہون نے بھی مطلق غلطی نہین کی. تو اگر مین اخلاق کے اجزا کو تفصیل وار موجودہ روش سے بیان کرون تو کتاب ضخیم ہو جائے گی جسکی فہرست بھی طالب حق کو یاد نہ رہ سکے گی. اور اون کی تعمیل کی توقع تو کجا ماسوا اسکے مجکو بعضے ہی جگہ عام خیال سے اختلاف کرنا پڑیگا. اور اختلاف قصے قضیئے کی بنا ہے. اسمین مطلب فوت ہو جاتا. اور بحث قایم رہجاتی ہے. پھر اون مین طبع آزمائیان ہونے لگتی ہین. اور مطلب کھو جاتا ہے -

مثلاً. توکل مین کہون گا کہ توکل کے یہہ معنی نہین کہ ہاتھ پاؤن توڑکے بیٹھ رہو. یہہ روش حضرت رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے. اور خدا کی دی ہوئی نعمتون کی ناشکری. بلکہ توکل کے معنی ہین. کہ جو کچھ کرو وہ خدا کے بھروسے پر کرو. توکل تو کسب و اکتساب کو روکتا نہین. بلکہ کسب و اکتساب ہی کے ساتھ توکل ہے. اگر توکل کے معنی ہاتھ پاؤن توڑ کر خلوت نشینی کے ہوتے تو سارے صحابہ خلوت نشین ہو جاتے اور دین اسلام چند کوٹھریون مین مدفون ہو جاتا فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جب عزم و ارادہ کر لو تو خدا پر بھروسا کرو (آل عمران ۱۷) توکل بعد عزم و ارادہ کے ہے. یہہ نہین کہ جب کام کا عزم کرلو تو کام چھوڑکر بیٹھ رہو یہ تو توکل نہ ہوگا

اسی طرح مثلاً قناعت کو لو مین کہون گا کہ قناعت کے یہہ معنی نہین کہ زیادہ حاصل نہ کرو. یا زیادہ خدا دے تو اوس سے انکار کرو. بلکہ قناعت کے معنی ہین. کہ جو کچھ خدا نے تمہین دے رکہا ہے اوس پر راضی رہو تمہارا دل واویلا اور فریاد نہ کرے. رضا عام ہے. ہر طرح کی مصیبتون اور آفتون مین عالم کے ہر ایک واقعات مین راضی برضا ہونا رضا ہے اسکی شاخین ہین. مال و زر مین رضا قناعت ہے - اور مصیبتون مین رضا صبر. یہہ قناعت تمہین مزید و اکتساب مین معین ہوگی. کیونکہ قناعت موجب ہوگی جمعیت خاطر کی. اور ہر کام دینی ہو یا دنیاوی اوس کا مآل جمعیت خاطر ہی ہے. جو لوگ قناعت کے

حاصل ہو نہین سکتی۔

صبر کو لو مین کھون گا کہ صبر یہ نہین ہے کہ تکلیف محسوس کرنے کا حس باطل ہو جائے یہ تو خلاف فطرت اور شقاوت ہے۔ صبر یہ ہے کہ تکلیف کی باتون مین تکلیف محسوس ہو۔ مگر اسکو سکون دلی کے ساتھ برداشت کرلو۔ جیسے انبیا نے تکلیف محسوس تو کی لیکن سکون کے ساتھ برداشت کرلیا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ولقد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون لوگ جو کہتے ہین اس سے جو حزن و ملال تمکو پہونچتا ہے ہم جانتے ہین یعنی آپکو بھی حسب اقتضائے فطرت بدکلامیون کی تکلیف پہونچتی تھی تو فطرت کی تکمیل کرو۔ فطرت کو مٹا نہ دو۔ تکلیف محسوس کرنے کے بعد برداشت کرلینا۔ اور راضی ہونا سخت مشکل کام ہے یہ فطری قوتون سے کام لینا ہے۔ اسی لئے اسکے مدارج بھی بڑے ہین۔ ورنہ انسان کے لئے پتھر ہو جانا کونسی صفت ہے۔

ان جھگڑون مین پڑنا مجھے اوس وقت جائز ہوتا جب مین طالب کو اصطلاح کی زنجیرون مین جکڑنا چاہتا۔ اور بجائے طلب حق کے اوسکو طالب مقامات بنانا پسند کرتا۔ کہ وہ توکل پر قدم راست کرے۔ قناعت پر قدم راست کرے۔ اور اسی رفتار مین وہ لنگڑا ا۔ اور اسی اولجھاؤ مین رہ اولجھا رہجائے اور ایسا اوسے لجھے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتین اوس سے ضایع ہون۔ اور خدا کے بہتیرے فرمانون۔ اور بہتیرے حقوق کی اوس سے حق تلفی اور نافرمانیان سرزد ہون۔ طالب مقامات کے لئے تو وہ طرز بیان ہے جو مروج ہے۔ اور طالب حق طالب مقامات نہین وہ تو اوس کی رضا کا طالب ہے اس لئے لازم ہوا۔ کہ مین خدا کی رضا سے آگاہ کرودن۔ جو عین اصول اخلاق ہے۔ اور اوسکے ارکان کو بیان کردون۔ جو ان سارے مقامات کو حاوی ہے تاکہ نظر مقصود سے بے راہ نہو۔ اور اخلاق کی کل باتین بہ پابندی اصول اور بطور عبادت ابتغاءا لمرضات اللہ کے اصول پر انجام پائین۔ اور کہین پر سے عدول حکمی یا تجاوز عن الحد ہونے کا دھبہ نہ آئے۔

اصول اخلاق یا رضاے مولیٰ

خدا کی مرضی خدا کے افعال سے سمجھو۔ اوس نے تمکو پیدا کیا۔ تم مین طرح طرح کی قوتین ودیعت رکھین دنیا بنائی تو اوسے بھی طرح طرح کی نعمتون سے آراستہ کیا۔ وہ نون مین فطرتی تعلقات قایم کردئے اس سے خدا کی مرضی تم پر کھلی ہوگی۔

خدا نے دنیا کا باغ لگایا ہے۔ اوسکی مرضی ہے کہ یہہ پھولا پھلا رہے۔ ہرا بھرا رہے اس باغ کے سارے پودے اپنے اوٹھان تک اوٹھین۔ اور اپنی پوری شگفتگی پر شگفتہ ہون۔ اوسی طرح تمکو بنایا۔ طرح طرح کی قوتین تمکو دین تاکہ یہہ مستعد قوتین انسانی سرزمین مین پرورش پاکر اپنے اپنے پورے کمال وعروج پر پہونچین۔ اور یہہ قدرت کاملہ آشکارا ہو کہ اک خاکی مخلوق خلیفۃ اللہی کے تاج کا شایان ہو کر ملک وملکوتیون پر حکمرانی کرے۔

تو اے روح۔ عالم کو دیکھہ۔ اور اوسکے اسرار کو سمجھہ اپنے مین غوطے لگا۔ اور اپنی تہاہ لے۔ تو اس باغ کا باغبان بنائی گئی ہے۔ باغبانی کر۔ دنیا کو دیکھہ۔ دنیاوی مخلوق کو۔ ان کے تعلقات کو۔ ان کے حقوق کو۔ اور اپنے کو دیکھہ اپنی قوتون کو۔ اپنے اوزار کو۔ اور اپنے فرایض اور اونکے طریقہ انجام کو۔ اگر تو نے ٹہیک دیکھا ٹہیک سمجھا۔ اور اپنے فرایض کی ٹہیک طور پر تعمیل کی تو یہی انسانیت اور کمال انسانیت ہے۔ خدا نے تجھے انسانی جامہ دیا ہے۔ تو انسانیت سیکھہ۔ انسان بن۔ انسان کی کمال ترقی دولت وثروت مین ترقی کرنا نہین ہے۔ دولت وثروت کی ترقی تو دولت وثروت کی ترقی ہے انسان کی ترقی انسانیت مین ترقی کرنا ہے حیوانی کدورتون سے نکل کہ انسانی صفا حاصل ہو۔ دل ودماغ کے زنگ کو صاف کر کہ پردے اوٹھین۔ عشق ومحبت پیدا ہو۔ تجھ مین پرواز آئے۔ صراط اللہ تو روحانی پرواز ہے۔ خدا کا دست پرور دہ پرند ہو۔ آسمانون سے گذر۔ اور بلبل نبکرا یوان وصل کے گلزار

ہین جسکا نام بہشت برین رکہا گیاہے۔ چہچے کر یہی اوسکی مرضی ہے۔ اور یہی نے برس کے دن کی کامیابی
اہنین باتون پر فکر کرنے نے بنیاد ڈالی اخلاق کی۔ اور یہی رضائے مولی کی تلاش نے ہدایت
کی اصول اخلاق کی تو جتنی قوتین اور نعمتین ظاہری یا باطنی خدا نے دی ہین۔ اونکو انہین کامون مین
لگانا جن کامون کے لئے وہ ملی ہین۔ اور اوسہین حدود کے اندر جو حدود اون کے مقرر کئے گئے
ہین یہی خدا کی رضا۔ اور یہی اصول اخلاق ہے۔ اسکو علمی پیرایہ مین اصولی طور پر سمجھنا چاہو تو یون سمجھو
کہ نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح رضائے مولا اور اصول اخلاق ہے۔ اسکو قرآنی اصطلاح مین
سمجھنا چاہو تو اتقا یعنی تجاوز عن الحد سے بچنا اصول اخلاق ہے۔ بات ایک ہے جب تجاوز
عن الحد سے آدمی بچا تو نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح ہو گیا۔ اتقا کے معنی چوری اور زنا ہی سے بچنا
نہین ہے۔ بلکہ ہر قوت اور نعمت کو نہ استعمال کرنے یا بیجا استعمال کرنے سے بچنے کا نام ہے۔
غرض یہہ یاد رکہو کہ اتقا یا نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح اصول اخلاق ہے۔
یہہ کوئی بیرا انسانی خیال نہین ہین کیا اور جہہ آلودہ گناہ کا خیال کیا۔ بلکہ خدا نے ہمکو اصول اخلاق
کی یہی تعلیم دی ہے۔ اوس نے فرمایا ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (التکاثر) جو نعمتین خدا نے تمہین
دی ہین انکی نسبت تم سے بازپرس ہو گی۔ کہ تم نے اون نعمائے الہیہ کا استعمال کسطرح کیا۔ اگر صحیح
کیا تو فائز المرام ہو گے۔ اگر غلط کیا تو اپنے کئے کو بہگتو گے ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم
بہ اللہ۔ جو کچہ تمہارے دل مین ہے ظاہر کرو یا چہپاؤ۔ خدا اوسکا حساب لیگا۔ (بقرہ ۴۰)
جو نعمتین خدا نے دی ہین۔ اور جن جن کامون کے لئے دی ہین اونکی عقل و تمیز دیکر اور پیغمبر اور
کتاب بہیجکر ہمکو پوری طرح ہدایت کر دی ہے۔ مذہب نے یہی تو کیاہے۔ کہ ظاہری اور باطنی قوتون
اور نعمتون کے طریقہ استعمال اور اونکی حد بندیون سے آگاہ کیا اور ہوشیار کیاہے۔
خدا نے اصول اخلاق کی طرح طرح سے ہدایت فرمائی ہے۔ وھو الذی جعلکم خلئف فی الارض

ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم خداہی نے تمکو دنیا مین اپنا خلیفہ بنایا اور ایک دوسرے کا درجہ ایک دوسرے سے بلند کیا تاکہ جو کچھ خدا نے تمہین دے رکھا ہے۔ اوس مین تمہاری آزمایش کرے (انعام ۲۰) خدا نے تمکو اپنا خلیفہ بنایا اور نعمتین دین تاکہ اصول اخلاق کی تعمیل کی آزمایش کرے کہ ہم نے نعماے الہیہ کا استعمال کس طرح کیا لیبلوکم فیما اٰتٰکم اصول اخلاق ہی کو بتلا رہا ہے اس امتحان مین اگر ہمارے کارنامے ٹہیک اوترے تو نجات ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعٰی وان سعیہ سوف یریٰ (النجم ۳) انسان کے لئے تو وہی ہے جو اوس نے سعی دکوشش کی عنقریب اوس کی کوششون کی دیکہ بہال ہوگی یعنی تم سے جواب دہی اون قوتون اور نعمتون کی نسبت ہوگی جو تمکو ملی ہین۔ اور اون کوششون کی نسبت جو اون کو کام مین لانے کے لئے تم کروگے۔ مثلاً اگر تمکو آنکھین نہین ہین۔ کان نہین ملے۔ عقل وتمیز نہین ملی۔ ہوش وحواس نہین ملے۔ دولت و ثروت نہین ملی۔ تو ان نعمتون کی نسبت باز پرس بھی نہین۔ اگر ملین اور تم نے بیجا صرف کیا تو یہی تو ظلم اور تجاوز عن الحد ہے ومن یتعد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ جس نے حد سے تجاوز کیا اوس نے اپنے اوپر ظلم کیا (طلاق ۱) ظلم بے جگہ کرنے ہی کو کہتے ہین۔ تو ظالم کو خدا پسند نہین کرتا اذکروا نعمۃ اللّٰہ اور اشکروا نعمۃ اللّٰہ خدا کا فرمان ہے۔ خدا کی نعمتون کو یاد کرو اور خدا کی نعمتون کا شکر کرو۔ تو یاد کرنا یہ نہین ہے کہ زبان سے اوس کی نعمتون کو گنو۔ کہ تمہارے بیان کی قدر کی جائے کیونکہ تم گن نہین سکتے۔ یا اوس کا شکر کرنا یہ نہین ہے۔ جیسے آجکل لوگ شکریہ ادا کرتے ہین۔ بلکہ اوس کی نعمتون کا یاد کرنا یہہ ہے۔ کہ اوسکی نعمتون پر توجہ کرو۔ کہ یہہ نعمت کیون ملی ہے۔ اسکا مصرف کیا ہے۔ اور کس حد تک ہے۔ اور شکر یہہ ہے کہ اون کو اونہین کامون مین لاؤ جنکے کام کے لئے وہ ملی ہین۔ اور اونہین حدود کے اندر۔ مثلاً بعض قوت کی حدبندی کو بھی سمجھے بتادینا چاہئے۔

مثلاً خدا نے آنکھ دی تو اس لئے دی کہ اس سے مظاہر قدرت دیکھو کتاب اللہ سے فیض یاب ہو سکو۔ اور ضروریات فطری انجام دے سکو۔ اور علوم و فنون ایجادات و اختراعات سے خلق اللہ کی خدمت کر سکو اور خدا رسی کے ذرایع حاصل کر سکو۔ اس لئے نہین دی کہ کسی کو بری آنکھون دیکھو۔ اور نگاہ کو۔ اور نگاہ کی راہ سے دلون کو ناپاک کرو۔ اسی طرح اوس نے جوش دیا ہمت دی اس لئے کہ تم ہر طرح کی ترقی اور خدا رسی کی راہ مین تیز رفتار ہو۔ یہہ نہین کہ جوش کو غصہ بنا دو اور ہمت کو حرص و ہوس۔ علیٰ ہذا ایسے کل اوامر و نواہی کی ہدایت جو مذہب سے ملتی ہے۔ عقل کی صحت رفتار کی کسوٹی ہے۔

جتنی نعمتین اور قوتین تمکو ملی ہین یہہ سمجھو کہ یہ خدائی امانت ہے۔ تو اس مین خیانت نکرو یاایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنٰتکم وانتم تعلمون اے ایمان والو خدا رسول اور اپنے آپس کی امانت مین خیانت نکرو۔ تم تو سمجھ دار ہو (انفال ع ٣) خدا کی امانت تو نعماے الہیہ ہین۔ اور رسول کی امانت قرآن مجید جو وہ دے گئے ہین۔ اور آپس کی امانت کو ہر کوئی جانتا ہے۔ تو ان امانتون مین خیانت نکرو۔ خدا کی امانت کی خیانت یہہ ہے کہ نعماے الہیہ کو بے جگہ صرف کرو اور امانت رسول کی خیانت یہہ ہے کہ قرآن مجید کی خلاف ورزی کرو۔ اے لوگو! ایسی خیانتون سے بچو اور اصول اخلاق (اتقا) کی نگہداشت کرو۔

اس اصول کو یاد رکھنا چاہیئے اور خدائی نعمتونکو خیال کرنا چاہیئے کہ کون کونسی قوتین ملی ہین اور کن کن اغراض کیلئے ہر کام مین یہہ اصول مد نظر رکھنا چاہیئے کہ یہہ اصول نصب العین ہو جائے اور ابتغاء مرضات اللہ خدا کی رضا جوئی روش زندگی ہو جائے۔ ریاضت و مجاہدہ یہہ ہے کہ کسی قوت کو بیجا نہ ہونے دو ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خدا کے نزدیک پرہیزگار بزرگ ہے۔

تفصیلاً قرآن مجید کی آیتین تو آیندہ دی جائین گی۔ جہان اسکی تقسیم کی گئی ہے۔ مگر یہان پر ایک بات اور خیال کرنے کی ہے۔ کہ ایک قوت کو کام مین لانے کے لئے اور قوتین درکار ہوتی ہین۔ خدا نے ان قوتون اور ان صفتون کا بھی عجب سلسلہ قایم کر دیا ہے۔ جو ظاہر سمجھ مین نہین آتا۔ اوس خدا نے جس نے ستارون مین سلسلہ اور تعلقات قایم کئے ہین۔ جو انسانی سمجھ سے پرے ہے۔ اوس خدا نے

جس نے وہی سلسلہ قرآن کی آیتون مین قایم کیا ہے. دو نون سلسلہ ایک ہین ۔ اور خدائی سلسلہ ہے. جو انسانی سلسلہ سے مختلف ہے ۔ اوسی خدا نے انسانی قوتون اور انسانی صفات مین بھی اک خاص سلسلہ قایم کر دیا ہے ۔ تو جہان تک اس سلسلہ کی یافت ہو سکے ۔ ایسا نہ کرو کہ وہ سلسلہ ٹوٹنے پائے ۔ ورنہ یہہ عروۃ الوثقیٰ ٹوٹ جائے گا ۔ اور تم زمین پر آتے رہو گے ۔

مثلاً خدا نے خواہش کی قوت دی ۔ قوت فہم اسکی محرک ہوئی تو یہہ ہوس ہوئی ۔ ہوس تیز رفتار ہو کر طلب ہوئی ۔ طلب رسا ہو اس لئے اوس نے قوت محنت دی ۔ طلب و محبت کی معتدل آمیزش سے طلب مودت ہو جاتی ہے ۔ مودت تھکے ہوئے ہین اس لئے اوس نے ہمت دی ۔ ہمت ہمت نہ ہارے اس لئے مودت مین اک حرارت پنہان رکھی ۔ یہہ حرارت جب بھڑکتی ہے تو مودت محبت ہو جاتی ہے ۔ ان صفات کی حفاظت اور استقامت سے محبت رسا ہو کر خلت ہو جاتی ہے ۔ مگر محبت خدا جلد باز رہے ۔ اس لئے اوس نے صبر دیا ۔ صبر سکون بخش ہے اس لئے اوس نے مادہ شکر دیا ۔ شکر امید وار بنا کر باعث تو ہوتا ہے ۔ ازدیاد نعمت کا ۔ مگر شکر خنک رفتار ہے اس لئے ہمت توکل کے ساتھ ملی اس حال مین پہونچکر خلت عبودیت ہو جاتی ہے ۔ اور انسان رضا کے مقام مین پہونچکر خدا کی جیتی جاگتی کل بن جاتا ہے جس سے اعمال حسنہ ڈھلنے لگتے ہین ۔ یہ سلسلہ اک عجیب خدائی سلسلہ ہے ۔ وما یتذکر الا اولوا الالباب یہ سلسلۂ صفات تو ایک علم علیحدہ ہونا چاہیے ۔ اسکی وسعت مزید تفصیل کی اجازت نہین دیتی قصے بھی ہمارے فکر کرنے کے لئے خدا نے بیان کئے ہین فاقصص القصص لعلھم یتفکرون قصون مین بھی بزبان دیگر ہماری ہدایت و نصیحت ہی کی گئی ہے خدا نے فرمایا وابتغ فیما اتٰک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین (قصص) جو کچھ خدا نے تمکو دیا ہے (یہہ بہت علم ہے ۔ قوتون کو بھی شامل ہے ۔ اور مال و خزانہ کو بھی آخر مال و زر بھی تو ایک قوت ہی ہے ۔) اون سے دین کے فوائد ڈھونڈھو ۔ اور دنیا کے فوائد کو نظر انداز نکرو (نہ دین کو

بھولو نہ دنیا کو۔ تم دین سے نکل سکتے ہو نہ دنیا سے۔) تو جیسے اوس نے تم پر احسان کیا اور نعمتین دی ہین تم بھی احسان کی راہ چلو۔ اور دنیا مین فساد نہ پھیلاؤ (کہ انکو قوتون کو بیجا صرف کرنے) خدا فسادی کو پسند نہین کرتا۔ ساری قوتین ہمین کس کام کو ملی ہین۔ اور کن کن خدمتون مین ان سے کام لینا چاہیے۔ اور کس حد تک "قرآن مجید" مین خدا نے تعلیم فرمایا ہے۔ ربنا الذی اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی خدا ہی نے ہر شے کو اوسکی فطرت پر پیدا کیا ہے، اور اوسکی فطرت کے مطابق اوسکے فرائض کی ہدایت کر دی ہے۔

جب مین نے اصول اخلاق کو بیان کیا کہ یہ نعماے الہیہ کا استعمال صحیح ہے۔ تو مجھے کسی قدر نعماے الہیہ کو بھی بیان کر دینا چاہیے۔

نعماے الہیہ

ہم جہانتک غور و فکر کرتے اور ڈھونڈتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ذرہ وجود قیام دائم وجود کا ایک جزو ہے، اس لیے سارے موجودات کے تعلقات ایک دوسرے کے ساتھ ظاہر یا پوشیدہ براہ راست یا کچھ سلسلے طے کر کے وابستہ ہین۔ ہر جزو وجود ہر موجود کے لیے اک نعمت ہے۔ کیا آسمان و کیا زمین اور جو کچھ بھی ان دونون مین ہے۔ ہم آگاہ ہون یا نہون۔ مگر وہ ہمارے لیے نعمت ہے۔ اسی لیے ان پر بواسطہ یا بلاواسطہ ہماری دسترس بھی دی گئی ہے۔ یا ہم کو ان سے فائدے بھی پہونچ رہے ہین ھو الذی خلق لکم ما فی السموات وما فی الارض مگر کون ہے جو ان سب تمہاری نعمتون کی فہرست کر سکے۔ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا

لیکن مین اس وقت اون نعماے الہیہ کی طرف توجہ کرنی چاہتا ہون جن پر ہمکو دسترس دی گئی ہے۔ اور جنکے نہ بگڑنے سے براہ راست ہم بنتے بگڑتے ہین یعنی مین اسوقت دو گھونٹ اوس چھرنے سے پینا چاہتا ہون۔ جو روحانیات اور ملکوت عالم مین بہایا گیا ہے جسکا پانی خوشگوار شیرین اور آب حیات ہے۔ وہ صفات کے چشمے ہین جو اخلاق کی سرزمین مین بہتے ہین۔

اے تجھ ہی نما ہستی جسے ہر کوئی ہم کھتا ہے جسکی صورت و سیرت ہم دو طرح سے مشترک ہے۔ اور حیوان

دونون سے بالاتر ہے۔ اگر اس دنیا مین معرکہ مارنے آئی ہے۔ کہ انسانیت کے زرخیز و رشک خلد ممالک مین بادشاہ بن کر خلیفۃ اللٰہی کا تاج سر پر رکھے تو جسم کے جنگی جہاز کو سامان جنگ سے آراستہ کر روحانی برقی قوت کو حرکت دے۔ کہ جہاز پوری رفتار سے روان ہو۔ دیکھ وہ نفس و شیطان کا جہاز مقابلہ مین پھریرا اڑا اسے چلا آرہا ہے ہوشیار ہو۔ ہوش و حواس کے سرچ لائٹ سے دیکھ۔ صفات کے لشکر کو آراستگی کا حکم دے۔ عقل و خیال کے توپچیون کو ہدایت کر۔ کہ ہمت مردانہ کے ساتھ طلب و محبت کی مشین گن کا نشانہ ٹھیک کرین۔ اور ذکر و فکر کے گولون کی ضربون سے دشمن کا جہاز ڈبو دین اور برائیون کی آبادی کو خاک سیاہ کر دین۔ صفات کے افواج کو دشمن کے ساحلون پر اوتار دے۔ اور اطمینان و سکون ابدی کے خزانون پر جو دشمنون سے گھرا ہوا ہے قبضہ کر۔ دیکھ دشمن کا جہاز تیزی پر ہے اور اوس کی انبوہ فوج ہیبت و جالاک بھی ہے۔ مگر تو پروا نکر۔ تیرے صدق کی آبدوز کشتی اور تیرے اخلاص کا تارپیڈو اوسے ان کے آن مین تباہ کر دیگا۔

اخلاق کے متعلق جو صفات باتوتین ہمین عنایت ہوئی ہین وہ منتشر نظر آتی ہین۔ اس لئے ان منتشر موتیون کو مین علمی لڑیون مین گو ندھنا چاہتا ہون کہ انتشار دور ہو اور سلسلہ اصلاح کے قایم کرنے مین سہولت پیدا ہو۔ مینے ان موتیون کی چار لڑیان بنائی ہین یعنی اصول اخلاق کے چار رکن ہین جن سے بہتیرے صفات نکلتے یا جن مین بہتیرے صفات منسلک ہین۔

(١) قوت خیال و ادراک (٢) قوت شہوت و خواہش (٣) قوت غضب و جلال (۴) قوت انضباط و اتقا۔ باقی صفات انہین صفتون کے افراط و تفریط بڑھنے گھٹنے ترکیب و آمیزش معتدل و غیر معتدل ہونے سے پیدا ہوتے ہین۔ ان قوتون کی اصلاح اصلاح نفس ہے قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو دبا دیا۔ (الشمس) اسی لئے اصلاح نفس کو خدا نے فرض و لازم کیا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم اے ایمان والو اپنے

نفس کی اصلاح اپنے اوپر لازم کرلو۔

(۱) قوت خیال وادراک کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے۔ تو اسکا جائزہ بھی وہ ضرور لیگا
کہ یہہ روبراہ رہی۔ یا بدراہ ہوئی۔ یہہ اک عجیب نعمت ہے۔ بجلی سے تیز۔ روح سی لطیف۔ ساری قوتون سے
قوی تر۔ اور وسیع تر ایسی کہ سارا وجود ہی خیال نظر آتا ہے۔ سارے افعال وحرکات کی کنجی یہ خیال ہے۔
تو اس قوت کو خدا کی تعلیم کے مطابق راہ پر لگاؤ۔ افراط وتفریط سے بچاؤ۔ اور نافرمانیون مین۔ بے راہ پڑنے
مت دو۔ ایسا نہین ہے کہ یہ قوت مطلق العنان کردی گئی ہے۔ بلکہ قوت خیال وادراک کی روک تہام کے لئے
قوت انضباط وقوت اتقا بھی خدا نے دی ہے۔

اگر قوت خیال وادراک کی رفتار صراط مستقیم پر ہوگی تو اوسکو اولاً اپنی ہستی کا علم ہوگا۔ کہ مین ہون۔ پھر اسکے
بنانے والے کا۔ پھر اوسکی قدرتون یعنی قانون قدرت کا۔ پھر اوسکے قیام وجود کے نظم وانتظام یعنی قانون فطرت
کا۔ اس سے ضرورت محسوس ہوگی۔ رسالت اور کتب الہیہ کی۔ پھر کتاب الہی پر عمل ہو جب ہوگا انسانیت
کے کمال ترقی کا۔ اس سے ہوش آئیگا تحفظ نفس کا جسمین داخل ہے تحفظ ایمان۔ تحفظ جسم وجان۔ تحفظ آبرو
تحفظ آزادی رائے واطوار یعنی ساری قوتون کا تحفظ جیسے تحفظ نفس کہو وما یتعلق بالنفس۔ پھر اس تصحیح
خیال سے حاصل ہوگی جودت۔ رائے صائب۔ جمعیت خاطر۔ بلند ہمتی۔ حکمت فراست۔ اور عصمت۔ یہ گرانمایہ
صفات محمودکی ہین۔ اور اگر یہہ قوت ادہر۔ اودہر افراط وتفریط کے گڑھے مین گری تو پل صراط کے دونون ہی
جانب جہنم ہے۔

اگر قوت خیال افراط کی راہ چلکر بدراہ ہوئی تو غرور۔ ہمہ دانی انانیت رہبانیت۔ دہریت ولامذہبیت تک
پہونچکر صفات انسانی کی بیخ کن۔ زمرۂ حیوانات مین داخل کرنے والی اور انسانیت کی منہ بولی مدعی ہوگی
اور اگر یہہ قوت تفریط کی راہ چلکر بدراہ ہوئی تو ابلہی۔ حماقت۔ تنزلزل رائے۔ بدباطنی۔ غفلت وگمراہی شکوک
عجب بے اطمینانی تک پہونچکر صفات انسانی کی بیخ کن زمرۂ حیوانات مین داخل کرنے والی۔ اور اولٰئک کالانعام

بل ہم اضل کی مصداق ہو گی۔ یہہ کڑیان ہین صفات مذموم کی۔ پل صراط کے دو نون ہی جانب جہنم ہے۔ مبارک وہ جو صراط مستقیم کے اس پل صراط پر پار اوتر جائے۔

(۲) قوت شہوت و خواہش کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے۔ تو اسکا جائزہ بھی دیگا کہ یہہ قوت کیا کچھ حاصل کر کے لائی ہے۔ یا خیالی ڈوبین بدراہ ہو کر آئی ہے۔

اگر اسکی رفتار صراط مستقیم پر ہو گی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً ایفائے عہد۔ امانت۔ دیانت محبت۔ رحم۔ ایثار و کرم۔ جود و سخا۔ صبر و قناعت۔ حیا و بر باری۔ توکل و رضا۔

اس قوت کو بھی اعتدال اور صراط مستقیم پر قایم رکھنے کے لئے ضرورت ہے۔ قوت انضباط و قوت اتقا کی۔

اگر یہہ قوت شہوت و خواہش افراط کی راہ پر چل کر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے مثلاً حب دنیا۔ بخل۔ خیانت۔ حرص و طمع۔ حسد و بہتان۔ فخر و اسراف۔ کبر و غرور۔

اور اگر یہہ تفریط کی راہ چلکر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہونگے۔ مثلاً سستی نامردی پست ہمتی شکوہ و شکایات جزع و فزع وغیرہ۔ پل صراط کے دو نون ہی جانب جہنم ہے۔ مبارک وہ جو صراط مستقیم کے اس پل صراط پر اوتر جائے۔

(۳) قوت غضب و جلال کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے تو اسکا جائزہ بھی وہ ضرور لیگا کہ یہہ قوت کیا کچھ حاصل کر کے لائی ہے یا بدراہ ہو کر آئی ہے۔

اس قوت کو بھی صراط مستقیم پر قایم رکھنے کے لئے قوت انضباط و قوت اتقا کی ضرورت ہے۔

اگر یہہ قوت غضبی صراط مستقیم پر ہو گی۔ تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً حفظ اللسان۔ عجز و انکسار۔ تواضع و ملنساری۔ نرمی۔ عفو و درگذر۔ حلم و تحمل۔ صدق و راستی۔ صبر و شکر۔ علو ہمت۔ ثبات و استقلال۔ استقامت اور شجاعت وغیرہ

اور اگر یہہ قوت غضبی افراط کی راہ چل کر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً تمسخر آوازے کسنا۔ ترک ملاقات۔ صلہ رحمی کو توڑ دینا۔ مار پیٹ۔ گالی گلوج۔ سخت دلی و وحشت مزاجی۔ کینہ۔ تعصب عداوت۔ بغض۔ تہور۔ قتل و ظلم وغیرہ۔

اور اگر یہہ قوت تفریط کی راہ چل کر بدراہ ہو گئی۔ تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً۔ بزدلی سخن چینی دوروئی۔ چغلخوری۔ غیبت اور نفاق وغیرہ۔

صراط مستقیم پل صراط ہے اسکے دونون جانب افراط و تفریط کا جہنم ہے۔ مرد میدان وہ ہے۔ جو اس پل صراط کو پار اوتر جائے۔

(۴) اخلاق کے چوتھے رکن قوت انضباط و اتقا کو لو۔ یہہ تینون ارکان اخلاق جو اوپر بیان ہوئے۔ ان سب کو جادۂ اعتدال پر رکھنے کے لئے قوت اتقا کی ضرورت ہے۔ وہ ساری قوتین بے قوت اتقا کے صراط مستقیم پر رہ سکتی ہی نہین۔ اسی لئے اس قوت کی بڑی منزلت ہے۔ خود خدا نے فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰیکم۔ جو متقی تر وہ عند اللہ بزرگ تر۔ قوت اتقا کا فرض ہے کہ وہ ساری قوتون کو افراط و تفریط کی راہ سے بچائے۔ کیونکہ یہی افراط و تفریط ظلم ہے۔ جو خدا کو پسند نہین۔

اگر یہہ تینون قوت اتقا کی تابع رہین تو یہہ نعمائے الٰہیہ کا صحیح استعمال ہوگا۔ ایسی صورت مین یہہ قوتین مع اپنی فروع قوتون کے اخلاقی دائرہ کو جن کا بیان اسی کے ساتھہ آتا ہے۔ باحسن وجوہ سے طے کرین گی۔ اور انسان کو اوسکے فرائض سے سبکدوش کر کے کامل انسان بنائینگی۔ جو مرکب النفوس انسان کی پیدایش کی غرض و غایت ہے۔ ورنہ حفظ نفس کا قلعہ ٹوٹ جائے گا۔ اور نامرادی کی فوج لوٹ لیگی۔ اور نفس و شیطان مصائب و الام سے بھرے جہنم کے جیل مین قید کر لینگے۔

خدا نے فرمایا ہے انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرًا و اما کفورًا۔ اے لوگو! خدا نے جنت و جہنم کی راہ بتا دی۔ اور جسطرح تمکو قوتون اور نعمتون سے مالا مال کیا اوسی طرح اوس نے خفیف سا اختیار بھی دیدیا کہ جدہر چاہو جاؤ۔ تمہین اختیار ہے۔ پھر اگر جہنم کی راہ لو تو تم آپ گئے۔ آپ مصیبتین جھیلین۔ خدا کو ظالم کیون کہا۔ اپنا کیا اپنے آگے

تقسیم اصول اخلاق

اصول اخلاق کے دو جلی دائرے ہین۔ اللہ کا حق اور ماسوے اللہ کا حق۔ اور مرکز دوائر خود نفس انسانی ہے۔

(۱) اللہ کا حق ایسا وسیع دائرہ ہے۔ جو سارے دوائر کو محیط ہے۔ اور اوس سے منسلک دو دائرے باریک ہین۔ ایمان و عمل کمان کی طرح۔

(۲) ماسوی اللہ کا حق بھی اک جلی دائرہ ہے جس سے منسلک دو باریک دائرے ہین۔ حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان۔

جسکا نصب العین یہہ دائرہ محیط رہے گا۔ اوسکی نظر موحدانہ توحید کی ہوگی۔ اور وہ ان سارے دوائر کو اپنے احاطہ مین پائیگا۔ اور لپیٹے ہین۔ اور جسکا نصب العین دائرہ محاط ہوگا۔ اوسکی نظر مشرکانہ ہوگی تو دو دائر کی چکریان اوسے میسّر نہ ہو سکین گی۔ کیونکہ محافظ سارے دوائر کا دائرہ محیط ہی ہے۔

دائرہ کے لیے مرکز ضرور ہے۔ اس لئے پہلے مین مرکز کو بیان کرلون گا۔ پھر دوائر کو بیان کرون گا۔

سے نے بیان کیا ہے کہ مرکز دوائر خود نفس انسانی ہے۔ نفس انسانی ہی نہو تو تعلقات کس سے اور حقوق کس کے

مرکز اخلاق

مرکز اخلاق نفس انسانی ہے۔ پہلا خیال تو یہہ کہ ہم ہین اس لئے پہلا حق اپنا آپ اپنے اوپر ہے۔ وہ حق یہی اصول اخلاق کا برتنا ہے۔ جو نعمتین خدا نے ہمکو دی ہین انکا صحیح استعمال کرنا۔ اور جن خدمات و فرائض کے لئے وہ ہمین ملی ہین۔ اونہین مین لگانا انسانیت اتم اور یہی کامل انسان بننا ہے۔ اور یہی اپنا حق آپ اپنے اوپر ہے۔ لتسئلن یومئذ عن النعیم ساری نعمتون کی نسبت بازپرس ہوگی کہ انہین تم کسطرح کام مین لائے۔

یہہ اصول اخلاق اوس نے بتایا ہے۔ تو یہہ بھی بتا دیا ہے یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم۔ یہی مرکز اخلاق ہے۔ ایمان والو! اپنے نفس کی اصلاح اپنے اوپر لازم کرلو (مائدہ ع ۱۴) ہمارے نفس کی اصلاح اسی مین ہے کہ ہماری ساری قوتین ظاہری ہون یا باطنی سب اپنی اپنی جگہ پر صرف ہون کوئی قوت بے جگہ ہوئی تو فساد ہوا۔ ان قوتون کا اپنی جگہ پر صرف ہونا ہی حدود اللہ ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا۔ اوس نے اپنے نفس پر ظلم کیا (طلاق ع ۱)۔

اے لوگو! خدا کے باغ کے پھولے پھلے درخت بنو۔ انسان ہو تو انسانیت سیکھو۔ یہہ نہ سمجھو کہ ساری نعمتون کو اپنی جگہہ پر صرف کرنا محالات سے ہے۔ ہمارے رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے تو بھیجے گئے کہ آپ نمونہ بنین۔ اور ہدایات ربانی کو برت کر دکھا دین کہ یہہ ہدایتین انسان ہی کے لئے تو ہین۔ دیکھ لو سارے متضاد صفات بیک وقت اپنے اپنے درجہ کمال پر آپ کی ذات سے ظاہر ہوئے۔ جتنی ہدایتین قرآن مجید مین ہین۔ اونکی عملی صورت آپ کے افعال مقدس تھے۔ دو توام۔ دونون کامل کسی دشمن خدا و رسول نے کبھی یہہ زبان سے نہ نکالا کہ آپ قرآن مین کچھ فرماتے ہین۔ اور کرتے کچھ ہین۔ جو قول وہ فعل۔ میدان کارزار اسکی جگہہ ہے کہ جوش و غضب اپنے کمال درجہ پر ہوا۔ اوسوقت بھی آپکے رحم و عفو کا درجہ اوس سے گھٹا ہوا نہ تھا۔ دشمن خون کا پیاسا تائب ہو کر مسلمان ہوا۔ مستحق کرامت ہوا گلے سے لگا لیا گیا۔ جود و سخا نے خزانے لٹائے اوس پر بھی کفایت شعاری کا خزانہ بھرا ہی رہا۔ ایسے ہی سارے صفات جو قوت جس مصرف کیلئے ملی وہ بے جگہ نہوئی بدراہ نہ ہوئی اور کسی دوسری قوت سے دبا دی گئی۔ دو متضاد قوتون کے جھرنے اسطرح جاری ہوئے جیسے مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان (الرحمن) خدا نے دو سمندر چلادئے کہ دونون آپسمین ملتے ہین اور بیچ مین ایک پردہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملنے نہین دیتا یہہ ہے کمال انسانیت اور یہہ ہے شان عبودیت جو آپ سے ظاہر ہوئی۔

اسی کو خدا نے فرمایا واقصد فی مشیک (لقمن ع۲) اپنی رفتار مین میانہ روی اختیار کرو کہ ساری قوتین کمال اعتدال پر رہین۔

اپنی حفاظت کے لئے خدا نے فطرتاً دو قوتین ہی دین۔ قوت انتقام بھی اور قوت معاف بھی جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله برائی کا بدلہ تو اوسی درجہ تک برائی ہے۔ ہان جو معاف کردے اور صلح کر لے تو اوسکے اجر کا ذمہ دار خدا ہے (شوری ع۴) یہہ انتقام کوئی کم درجہ کی بات نہین۔ بلکہ یہہ تو قوت انتقام کی خوراک دی گئی ہے۔ کیونکہ مسلمانون کی تعریف مین خدا نے فرمایا والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون مسلمان وہ ہین کہ جب اون پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلا لیتے ہین بہت سی جگہ معاف کرنا ظلم اور

بدلا ہی لینا موجب اصلاح ہے۔ خدائی قانون دوسرا گال پیش کرنا نہین ہے۔ کیونکہ یہہ خلاف فطرت ہے جیسے ظالم کو پیار کرنا کہ خدا بھی تو ظالم کو پیار نہین کرتا۔ غرض انتقام اور عفو دونون قوتون کو اپنی اپنی جگہ پر کام مین لانا میانہ روی ہے۔ یہہ تو ظاہری حفاظت ہوئی۔

باطنی حفاظت کی نسبت جو حقیقی اصلاح ہے خدا نے فرمایا۔ یا ایها الذین اٰمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارًا۔ ایمان والو! اپنے کو اور اپنے گھر والون کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (تحریم ع‍۱) یعنی گھر والون کے لئے نمونہ بنو۔ تم بنے تو تمہارا گھر بنا۔ تم بگڑے تو گھر بگڑا۔ اپنی اصلاح کرو کہ جہنم سے بچو۔ اور یہی گھر والون کو بھی جہنم سے بچانا ہے۔

جنگ کے وقت بھی جاہلانہ بہادری اخلاق کے خلاف ہے۔ مارنے مرنے کو بھی جاؤ اوس وقت بھی اپنی حفاظت اور بچاؤ سے غفلت نکرو یا ایها الذین امنوا خذوا حذرکم یعنی مومنو! اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو (النساء ع‍۱۰) بمقابلہ بد دشمن اپنی حفاظت ضرور ہے۔ دشمن ظاہر ہو تو پوشیدہ ہو تو اسی اصول پر شیر کے غار سے سانپ کی بانبی سے یا جہان عارضہ فصلی یا طاعون کے زہریلے کیڑے پھیل جائین وہان رہنے یا وہان جانے سے احتراز لازم ہے۔ اسوجہہ سے بھی کہ یہہ بیماریان عذاب ہین اور جہان خدا نے عذاب بھیجا ہے وہان سے پیغمبرون کو نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ اور اون کے ساتھہ مومنون کو بھی حضرت نوح علیہ السلام سے کشتی بنوائی حضرت لوط علیہ السلام کو شبا شب شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ پیچھے پھیر کے دیکھو تک نہین۔ یہہ قصون مین ہماری تعلیم ہے کہ اپنی حفاظت کرو۔ جیسا کہ اس آیت مین حکم دیا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة اپنے ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔ ایسی بلاؤن کی جگہ مین بغیر قوت مقاومت کے رہنا یا جانا شیر کے منہ مین جانا اور اپنے کو ہلاکت مین ڈالنا ہے۔ یہہ انسانی فرض ہے کہ انسان عطیات الٰہی کو یعنی اون قوتون کو جو اوسکو ملی ہین کام مین لائے۔ اور ضایع و برباد نہ کرے۔ اسی لئے رہبانیت ممنوع ہوئی خلوتون مین بند ہو جانا۔ یا شتر بے مہار مارے مارے پھرنا آسان ہے۔ مگر متضاد قوتون کی

پرورش کرنی اور اونکو بے جگہ ہونے دینا یہی انسانیت ہے جسکا انجام حیوانی فطرت سے ناممکن ہے۔ بجائے اسکے کہ نفس کو مارو نفس کا تزکیہ کرو۔ اور بجائے اسکے کہ اک اک صفت پر قدم راست کرو۔ کہ صفات بہتیرے اور زندگی تھوڑی تم کو چاہئے کہ رضائے مولا پر قدم راست کرو۔ اور رضائے مولا وہی اصول اخلاق ہے۔ یعنی عطیات الہی کا صحیح استعمال۔ اور یہہ حاصل ہوتا ہے دوام حضور سے۔ اور دوام حضور خدا کی پاک اور خالص محبت سے۔ اور یہہ محبت حاصل ہوتی ہے پاس حواس اور پاس انفاس سے۔ اور پاس حواس اور پاس انفاس حاصل ہوتے ہین۔ ذکر و فکر کے صحیح اوترنے سے۔ اور ذکر و فکر کا صحیح انجام پاجانا موقوف ہے۔ طلب و انابت کے پیدا ہونے پر ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔

مرکز اخلاق یعنی اپنی اصلاح کی آیتین جسکو تصفیہ و تزکیہ نفس کہو۔ قرآن مجید مین بہتیری ہین۔ قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرو۔ اتنا کچھ جو لکھا گیا یہہ بہت کافی ہے۔ المختصر اصول اخلاق کو مدنظر رکھہ کر اپنی ان چارون قوتون کی نگہداشت رکھو جو اوپر بیان ہوئین کہ یہہ افراط و تفریط مین نہ پڑنے پائین یہی اپنی اصلاح ہے۔

دوائر اخلاق

سب سے جلی اور دائرہ محیط اللہ کا حق ہے۔ اور اسی کے ساتھہ منسلک دو دائرے ایمان و عمل کے ہین۔ چاہئے تو تھا کہ مین ان تینون دائرون کو ساتھہ ساتھہ بیان کرون مگر مزید وضاحت کے خیال سے مین ان تینون کو الگ الگ سرخیون مین بیان کرتا ہون۔

اللہ کا حق

اللہ کا حق انسان پر یہی ہے کہ اسکی رضا کی تعمیل کی جائے۔ اور وہ اصول اخلاق یعنی عطیات الہی کا صحیح استعمال ہے اوسکی مرضی ہے کہ جتنی قوتین اور نعمتین اوس نے دی ہین۔ ظاہری ہون تو باطنی ہون تو اونکو اونہین خدمات مین لگانا جن اغراض کے لئے وہ ملی ہین اور اونہین حدود کے اندر جو اوس نے رسول بھیجکر کتاب بھیجکر اور عقل دیکر باندھے ہین۔ یہہ خدا کا حق انسان پر ہے۔

رسول وکتاب بھیجکر جو کچھ اوس نے مکلف کیا تو اوس نے تکلیف مالایطاق نہین دی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها وہ تکلیف مالایطاق دیتا ہی نہین (الطلاق ع۱) اوس نے اوڑنے کو نہین کہا کہ پر نہین دئے نہ اندہون کو دیکھنے نہ بہرون کو سننے کو کہا کہ آنکھ کان نہین دئے۔ اور جسکو دیا ہے۔ وہ جواب طلب بھی ہے۔ ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا آنکھ کان اور دل سب سے پوچھا جائیگا (بنی اسرائیل ع۴) خدا نے انسان کو قوتین دین۔ کمانے کہانے کی بھی نفع حاصل کرنے اور نفع پہونچانے کی بھی عبادات کے لئے بھی معاملات کے لئے بھی فاذکروا نعمۃ اللہ اور وشکروا نعمۃ اللہ اوسکی نعمتون کو یاد کرو۔ کہ ان کو تفصیل سے سمجھو اور اون کا شکر کرو کہ وہ اونہین مقاصد مین صرف ہون جن کے لئے وہ ملی ہین۔

جو کوئی کسی نعمت سے محروم رہا۔ اوس پر اوسکی تعمیل نہ رہی۔ دیکھو اوس نے عقل دی تو عقل کے فرائض ٹھیرائے عقل لے لی تو دیوانہ کو غیر مکلف بھی بنا دیا جسکو ہوش نہین اوس پر کوئی حکم نہین۔ اور جسکو سب کچھ ہے اوس پر سب کچھ ہے۔

اللہ کا حق تو کہنے کو ہوا۔ مگر ساری قوتون سے تم اپنا ہی کام لیتے اور اپنا ہی بگاڑتے بناتے ہو۔ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلها اگر بھلائی کی تو بھی اپنی اور برائی کی تو بھی اپنی۔ (بنی اسرائیل ع۱)۔

ایمان

اس مین داخل ہے ایمان باللہ [1] ایمان بالرسل [2] ایمان بالکتب [3] ایمان بالملئکۃ [4] ایمان بالیوم الآخرۃ [5]

قوت خیال وادراک کی صحیح رفتاری سے قوت ایمانیہ پیدا ہوتی ہے۔ ایمان بھی گویا اک فطرتی قوت ہے جس سے کوئی انسان خالی نہین۔ علمانے علم سے عقلانے عقل سے حکمانے فہم وفراست سے۔ جہلانے اپنی مجبوریون سے ضرور کسی نہ کسی کو معبود مانا اور اوسکے آگے گردن جہکائی ہے جنگلیون کو دیکھو اونکی فطرت بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے عجز ومجبوریون کو محسوس کرے۔ اور اک وجود اعلیٰ کے آگے جس پر اوسکی سمجھ قناعت کرے گردن جہکائے فطرت مختلف راہون لوگون کو لائی اور کسی نہ کسی شکل وصورت مین پرستش کراکے رہی۔ توکسی نے آفتاب۔ و

ستارون کو پوجا کسی نے انسان کو جسمین کوئی قوت یا حیرت انگیز چیز پائی اوسی کو پوجنے لگے ۔ جھنڈے کے شیر کو ہوا نے حرکت دی سمجھے کہ یہہ شیر کا حال ہے سمجھ پہلی ہی منزل مین تھکی تو لگے سلاطین اولیاؤن اور پیغمبرون کو پوجنے حیوانون کو پوجنے ۔ درخت یا پہاڑون کو پوجنے ۔ غرض یہہ اک فطرتی قوت انسان کو عنایت ہوئی ہے ۔ انسانی فرض یہہ ہے کہ وہ قوت ایمانیہ کو بے جگہ ہونے سے روکے اور اپنی جگہ پر صرف کرے بے جگہ ہونا خلق و ماسوا پر ایمان لانا ہے ۔ اور جگہ پر صرف ہونا خالق اور خدا پر ایمان لانا ہے ۔

یہی قوت ایمانیہ کا اپنی جگہ پر صرف ہونا اور خدا پر ایمان لانا ساری نیکیون کی جڑ ہے ۔ اور یہہ بدیہی ہے ۔
مثلاً اگر کسی کے کان بیہودہ باتین سن رہے ہون اور آنکہ تماشہ بینی مین مصروف ہو ۔ اور دل کسی کی محبت کا گرفتار ہو اور دماغ کوئی مسئلہ ریاضی کا حل کر رہا ہو تو بتاؤ اس تشتت احوال مین اوسکا کونسا کام صحیح اور بامراد ہوگا ۔ اور وہ کیون مخبوط الحال نہ سمجھا جائیگا ۔ ہر کام کے لئے ہوا جمہ صحیح ضروری و لازمی ہے اور اسی کا نام نیت ہے ۔ اس لئے اپنے حواس ظاہری و باطنی اور اپنے اعمال کی نیتون کو یکسو کرو ۔ اس یکسوئی کا صحیح ہونا ایمان باللہ ہے اور یہی ساری کامیابیون کی جڑ ہے ۔ اس جہان مین بھی ۔ اوس جہان مین بھی ۔ جسطرح خدا کی صفت قدرت کو مظاہر کے ہر جزو مین دخل و تصرف ہے اوسی طرح قوت ایمانیہ کو انسان کے ہر عمل مین دخل و تصرف ہے ۔

انسان کو یہہ کون بتائے کہ قوت ایمانیہ بلکہ ساری قوتین کس طرح راہ پر لگائی جائین کہ بامراد ہون ۔ تو خدا کی مہربانی دیکھو کہ اوس نے اپنی کتاب بھیجی اور اپنے برگزیدہ رسول بھیجے ۔ تاکہ کتاب اللہ سے لوگ واقف ہو جائین کہ قوتین کسطرح کام مین لگائی جائین کہ کامیاب ہون ۔ کتاب نے تعلیم دیدی مگر تعلیم بے تربیت باثمر نہین ہوتی ۔ رسول اسی لئے آئے کہ وہ برت کر دکھادین اور تربیت کرین ۔ تعلیم و تربیت سے منہ موڑنے والا جہالت کے گڑھے مین نہ گرے تو کیا کرے ۔ اس لئے خدا پر ایمان کے ساتھہ ساتھہ رسول پر جو خدا کی کتاب لائے اور کتاب پر جو رسول لائے اور فرشتے پر جو کتاب لایا ایمان لانا ضرور ہوا ۔ مگر دار الجزا ہی نہو تو اعمال بے جزا کون کریگا ۔ کس نتیجہ کی امید پر اس لئے یوم آخرت پر بھی ایمان لانا ضرور ہوا ۔ اگر کتاب اللہ پر ایمان نہو تو عقل ناتمام کے پاس کونسی چیز ہوگی جو یہ

بتاسئے کہ قوت ایمانیہ اور نعمائے الٰہیہ اپنی اپنی جگہ پر کام مین آئے۔ یا بے جگہ ہو کر رہے۔ اسی طرح آخرت پر ایمان نہو تو عقل بدراہ ہو جائے گی۔ صفات حسنہ ذمایم سے بدل جائینگے۔ تمدن کا قانون درہم برہم ہو جائے گا۔ اور انسانی زندگی اک بے باک حیوانی زندگی ہو جائے گی اس لئے خدا اور رسول وکتب و ملئکہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی وجہ نہین کہ انسان اپنی کل قوتون کو اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی حد پر صرف کرے۔ اور نفس و خواہشات پر غلبہ حاصل کر کے خدا کی نعمتون سے فیض یاب ہو۔

یون قرآن مجید مین آیتین تو بہتیری ہین جن مین خدا اور رسول وکتب و ملائکہ و یوم آخرت پانچون پر ایمان لانا ضرور اور مامور ہے کیونکہ ان سب پر ایمان لانا ایمان باللہ مین گویا داخل ہے۔ مگر یہان پر دو آیتین یہ دینی کافی ہین

۱ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملئکۃ والکتاب والنبیین الخ (بقرہ ۲۲)

۲ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیدا۔

حضرت رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہر عقیدہ اور ہر خیالات کے لوگ تھے۔ کافر تھے مشرک تھے تثلیث کے ماننے والے اہل کتاب تھے۔ دہریے تھے بعض خدا کے سوا سب کے منکر بعض سب رسولونکے اور بعض بعض بعض رسولون کے منکر تھے بعض کتابون کے منکر بعض یوم آخرت کے منکر۔

خداوند عالم نے دہریے کے مقابلہ مین جو کسی کو نہ مانتے تھے حکم دیا کہ اللہ رسولون کتابون ملائکون اور قیامت پر ایمان لاؤ۔ جیسا کہ مثالاً دو آیتین اوپر دی گئین۔

اہل کتاب تثلیث کے ماننے والے خدا کے مشرک تھے ان کو فرمایا یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ (آل عمران ۷) اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ کی طرف جسمین ہم تم متفق ہین کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرین گے۔

جوآور سب پر ایمان رکھتے تھے. مگر ماسوا کی عبودیت کرنے لگے تھے. یا کسی طرح صرف خدا کے منکر تھے. اونکو فرمایا اِنّ الّذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوفٌ علیہم ولا ھم یحزنون (احقاف ع ۲) جن لوگون نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے. اور وہ اس پر آخر دم تک جمے رہے تو اونکو نہ خوف ہوگا. نہ وہ محزون ہون گے. اور بات بھی یہی ہے کہ اس دنیا مین بغیر توحید تسلیم کئے ہوے خوف و غم سے نجات نہین. وہ تو خدا ہی ہے. جس سے جٹنے سے خوف و غم سے نجات ہوتی ہے.

یہہ منکرین خدا کو توحید تبلیغ کی گئی ہے اسکے یہہ معنی نہین کہ صرف خدا ہی کو ماننا کافی ہو گیا اور موجب نجات. جو خدا اور رسول دونون کے منکر تھے. وہ مخاطب ہوے کہ خدا اور رسول دونون پر ایمان لاؤ. اٰمنوا باللہ ورسولہ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے. اسکے یہہ معنی نہین کہ اون پانچون مین خدا اور رسول ہی پر ایمان لانا کافی ہو گیا اور موجب نجات. جو منکر رسالت تھے اونکے مقابلہ مین ایمان بالرسول خصوصیت کے ساتھہ بھی مؤکد ہوا یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ ایمان کے دعوے کرنے والو خدا سے ڈرو اور رسول پر ایمان لاؤ. (حدید ع ۴)

دہریون یا تثلیثیون کو خدا نے جو توحید کی دعوت دی تو اس سے کچھہ لوگ یہہ خیال کرنے لگے کہ صرف خدا ہی پر ایمان لانا ضروری اور باعث نجات ہے. اور رسالت کی غایت بھی یہی ہے رسول توحید ہی کو منوانے آئے تھے نہ اپنے کو منوانے. مجھے اس خیال والون کی تردید کرنی ہے. اور یہہ دکھانا ہے کہ ایمان کے پانچون ارکان جو اوپر بیان ہوے یعنی خدا. رسول. کتاب. ملائکہ. اور روز آخرت ایمان لانے کے لئے سب کو یکجائی بھی خدا نے فرمایا ہے. اور الگ الگ بھی. الگ الگ بیان کرنے کی وہی وجہ ہے جو بیان ہوئی کہ جسکا منکر ہوا اوسکا مخاطب. ورنہ جہان صرف ایمان بالملائکہ یا ایمان بالآخرت کو فرمایا تو کیا اسکے یہہ معنی ہون گے کہ توحید و رسالت کی ضرورت نہین. ان پانچون مین سے کسی ایک پر ایمان لانا کافی ہے. رسول تو اپنے کو منوانے نہین آئے مگر خدا تو رسول کو منوا رہا ہے. کہ بلے اسکے وہ اپنے کو کیونکر منوائے. اسلئے ایمان بالرسالت کو کسطرح خدا فرمارہا ہے. کہ کسی ایک رسول کا منکر حقیقی کافر ہے. اِن الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ

ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا ـــ

جوخدا اور اوسکے رسولون کا انکار کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ہم بعض کو مانتے اور بعض کو نہین۔ اور وہ کفر وایمان کے بین بین اک راہ نکال لینی چاہتے ہین تو یقیناً ایسے ہی لوگ کافر ہین (مائدہ) قانون خداوندی ایک اسلام ہے۔ اس لئے کسی ایک رسول کا منکر قانون الہٰی کا منکر ہوگا۔ اور وہ باغی وسرکش سمجھا جائیگا۔

یہہ خدائی حق ہے۔ کہ خدا اور اوسکے سارے رسولون پر بلا تفرقہ ایمان لاؤ اور قوت ایمانیہ کو صحیح راہ پر چلاؤ۔

اسی طرح ایمان بالکتب سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ مثلاً ایک آیت کافی ہوگی۔ خدا نے قرآن کی نسبت فرمایا امنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ قرآن پر ایمان لاؤ جو کتب ماسبق کا مصدق ہے اور سب سے پہلے تمہین اوسکے کافر نہ بنو (البقرہ) صرف قرآن کے منکر کو خدا نے کافر فرمایا۔

آخرت پر ایمان نہو تو کتاب اللہ پر عمل ہی نہو۔ یہہ تو ایمان کی کڑیان ہین۔ ساری برائیون کی جڑ تو آخرت پر ایمان نہین لانا ہے۔ ان الذین لا یومنون بالاخرۃ مثل السوء بری بری باتین تو اونہین کے مناسب حال ہین جو آخرت پر ایمان نہین لاتے (نحل) ان الذین لا یومنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون۔ جو آخرت پر ایمان نہین لاتے وہ صراط مستقیم سے ہٹے ہوے ہین (مومنون) صراط مستقیم تو اسلام ہی کو کہتے ہین اور اسلام سے ہٹنے کے معنی کفر کے ہوے۔ یا ضلالت کے فما ذا بعد الحق الا الضلال۔ خدا نے فرمایا من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخرۃ وماھم بمومنین بعض لوگ کہتے ہین کہ ہم خدا۔ اور روز آخرت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہین۔ خدا کے ساتھ آخرت پر ایمان لانا بھی کافی نہین۔ غرض پانچون پر ایمان لانا ضرور ہے۔ اور یہی قرآن مین مامور ہے۔ ورنہ۔ نومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔

عمل

اسمین داخل ہین اعمال ظاہری اور باطنی دونون ہی۔ جسم تو جاے سکونت ہے۔ اور روح اسمین مقیم اس لئے اصل باطنی اعمال ہین۔ اور ظاہری اوسی درجہ پر حسب درجہ روح کا تعلق جسم کے ساتھہ ہے۔

خدانے جسطرح ایمان کی تاکید فرمائی۔ اوسی کے ساتھہ ساتھہ عمل صالح کی بھی اور عمل غیر صالح کا امتناع اس سے سمجھو کہ جو قوتین ہمکو ملی ہین وہ اعمال صالحہ کے لئے ہین۔ اعمال غیر صالحہ کے لئے نہین۔

اٰمنو و عملوا الصّٰلحٰت سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ سارے رسولون کو خدا نے حکم دیا یا ایّھا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحًا اے رسولو! پاک چیزین کھاؤ اور عمل صالح کرتے رہو (مومنون ۴) رسول تھے پورے تعمیل کی اسی لئے رسولون کی تعریف خدا نے صالحین سے کی ہے۔ اور سب کو صلحا مین شمار کیا ہے یہہ ازلی حکم ہے جو مٹنے کا نہین۔

اعمال صالحہ وہ اعمال ہین جو مطابق رضائے مولا کئے جائین اور یہی تو اصول اخلاق ہے۔ نعمائے الہیہ کا صحیح استعمال یہی ہے جو مطابق ہدایات ربانی ہو۔ اسی کا شرعی نام عمل صالح ہے۔ اسلام نے یہی تو کیا ہے۔ کہ ساری قوتون اور نعمتون کے طریقہ استعمال کو بتایا۔ اور اون کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے۔

اعمال صالحہ کے یہہ معنی نہین کہ بظاہر اچھے نظر آئین بلکہ اعمال صالحہ وہ اچھے کام ہین جو خالصاً لوجہ اللہ کئے جائین۔ اور یہی دینی اعمال ہین ورنہ وہ اچھے کام بھی جو لغیر اللہ کئے جائین نماز و روزہ ہی کیون نہو وہ اعمال صالحہ نہین اصل چیز نیت ہے انعام یا مواخذہ نیت پر ہے من یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا و من یرد ثواب الاخرۃ نوتہ منہا جیسا تخم ویسا پھل جیسی نیت ویسی برکت۔

ایمان ایک روحانی دعوے ہے۔ اور دعوے بے دلیل باطل اس لئے دلیل درکار ہے۔ دعوی ایمان کی دلیل اعمال صالحہ کے سوا اور کوئی ہو نہین سکتی۔ اگر دلیل صحیح پیش ہوئی تو دعوے سچا۔ ورنہ منافقون کا سا دعوے ہوگا محض جھوٹا ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین (بقرہ ۲) مین داخل ہیہ بولا ایمان۔ دعوے بے دلیل ہے قابل اعتبار نہین۔

یہ تھے دائرہ محیط اللہ کا حق۔ اور اوس کے دونون دائرے ایمان عمل کو بیان کیا۔ اب حقوق ماسوے اللہ کو بیان کرنا ہے۔

ماسوی اللہ کا حق

دوسرا دائرہ جلی ماسوی اللہ کا حق ہے اور اوسکے ساتھہ فی الحال دو دائرے حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان کے ہین ان کو بھی ہین الگ الگ بیان کرونگا۔

جتنی قوتین اور نعمتین خدا نے ہمکو دین۔ اون کے کچھہ تعلقات تو بینی و بین اللہ ہین۔ اور کچھہ تعلقات بینی و بین غیر اللہ ہین۔ اللہ اور غیر اللہ سے میری مراد تنزیہہ و ظہور سے ہے۔ تعلقات بینی و بین اللہ کو مینے بیان کیا۔ اب تعلقات بینی و بین غیر اللہ بیان کرنا ہے جسطرح تنزیہہ کا حق ہے ظہور کا بھی حق ہے۔ گرچہ تنزیہہ ظہور کو محیط ہے۔ مجھے کیفیات حقیقت بیان کرنا جایز نہین۔ چونکہ یہہ روش شریعت کے جو عین طریقت و حقیقت ہے خلاف ہے۔ شریعت کو بیان کیفیات سے احتراز ہے۔ یہہ مینے صرف ماسوے اللہ کی تشریح کردی کہ اس اصطلاح سے میری غرض کیا ہے۔

المختصر جس عالم مین خدا نے ہمکو پیدا کیا تو ہمارے تعلقات بھی اوسکے ساتھہ وابستہ کر دیئے۔ اور اون کی مناسبت سے قوتین بھی دین بس جتنے تعلقات جسکے ساتھہ ہمارے ہون اوتنے اوسکے حقوق ہم پر ہین اور جب قوتین ان خدمات کے لئے ملی ہین۔ تو خدا کی مرضی صاف کھل گئی کہ وہ حقوق ادا کئے جائین۔

جتنی قوتین اور نعمتین خدا نے ہم کو عنایت کین ان مین سے بعض کو کام مین لانے کے لئے ہم دوسرونکے محتاج نہین ہین جنگل اور کوہستانون مین بند ہوکر بھی ہم اون قوتون کو کام مین لاسکتے ہین اون کو کام مین لانا اللہ کا حق ہے جسکا بیان ہوچکا۔ اور بعض قوتون اور نعمتون کو کام مین لانے کے لئے ہم دوسرون کے محتاج ہین۔ گرچہ وہ بھی اللہ ہی کا حق ہے۔ کیونکہ حق اللہ کا دائرہ سب کو محیط ہے۔ مگر چونکہ اونکی ادائیگی مین ہم دوسرونکے محتاج ہین اس لئے اسکو ماسوے اللہ کا حق مین کہتا ہون۔ مثلاً حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان ان حقوق کی ادائیگی مین ہمکو انکی طرف توجہہ کرنا ہے۔

حقوق انسان

اصول اخلاق اور اوسکے چاردن ارکان کو اچھی طرح دھیان مین رکھو اوسکے ساتھہ حقوق پر توجہ کرو جو تم پر اوسی خدا کی طرف سے ہین جس نے تمہین تو تین در نعمتین دی ہین۔

حقوق انسان مین داخل ہین۔ اولاً والدین[1]۔ پھر اقربا[2] یعنی اولاد۔ زن وشو۔ بھائی بہن۔ پھر قرابتمند[3]۔ قرابت والے ہمسائے[5]۔ غیر قرابت والے ہمسایے[6]۔ ہمنشین[7]۔ یتامے[8]۔ مساکین[9]۔ مسافر[10]۔ مملوک[11]۔ سائل[12]۔ تنگدست[13] جو سوال نہ کرین[14] مصیبت زدے۔ حقوق قوم[15]۔ حقوق عامہ عباد۔

خدا نے جسکو جتنا ترتیب تم سے کیا ہے اوس کا اوسی درجہ تم پر حق ہے۔ الاقرب فالاقرب۔

اقربا مین اولاد۔ زن وشو۔ اور بھائی بہن کو اس لئے مین نے داخل کیا ہے کہ خدا نے ترکہ اقربون کو دلایا ہے وہ بھی ہین جنکو خدا نے قطعاً وارث بنایا ہے۔ اقربون کا ترجمہ مینے اقربا کیا۔ اور دوسرے قرابتمند کو خدا نے اولوالقربی فرمایا۔ اسلئے اوسکا ترجمہ مین نے قرابتمند کیا۔

سرخی تو اتنی بڑی اب اگر ہر ایک حقدار کے حق مفصل بیان کرون۔ کہ کیون اونکے حقوق قایم کئے گئے اور ہر کے حدود کیا کیا ہین تو اسکی گنجایش اس کتاب مین تو نہین اس لئے محض اختصار کے ساتھہ کچھ کچھ بیان کرونگا۔ کیونکہ کتاب حجیم ہوتی جارہی ہے۔ اور ابھی ریاضات ومجاہدات باقی ہی ہین۔

حقوق والدین۔ خدا فرماتا ہے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ۝ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا ۝ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا ۝ بنی اسرائیل

خدا نے قطعی حکم کیا کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نکرو۔ اور والدین کے ساتھہ باحسان ونیکی پیش آؤ۔ اگر والدین مین سے کوئی تمہارے سامنے بوڑھے ہوجائین تو اونکے آگے اُف تک نکرو۔ اون کو جھڑکو تک نہین اور

اون کے آگے باتین ایسی کرو جو اون کی بزرگی کے شایان ہون ۔ اون کے آگے نیاز سے عاجزی کا بازو جھکائے رہو ۔ اور اون کے لئے دعا کرتے رہو ۔ کہ اے خدا ان دونون پر مہربانی اور رحم کر جیسا کہ ان دونون نے ہمارے بچپنے مین ہماری پرورش کی خدا تمہارے دلون کا دانائے حال ہے ۔ اگر تم سعادتمند ہوگے تو جو خدا کی طرف رجوع کرتے ہین (یعنی حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہین) خدا اونہین بخشدیتا ہے اس زمانہ مین ان احکام کا جو خون خرابہ ہو رہا ہے وہ روز روشن کی طرح روشن ہے ۔

دوسری جگہ خدا نے فرمایا ان اشکر لی ولوالدیک میرا اور والدین کا شکر کیا کرو ۔ نہ حقیقت کچھ ہو اور نہ مجاز کو ۔ الغرض یہہ احسان اور شکر ایسے وسیع الفاظ ہین کہ کوئی بھلائیان اوٹھہ رہین ۔ جو ان دو لفظون مین نہ گھلدگئین ۔ والدین کے ساتھہ نیکیون اور بھلائیون کے ساتھہ پیش آنا احسان ہے اور اپنی ساری قوت سے اونکی خدمت کرنی شکر ۔ اس مین تکلیف بہو پہنچے تو برداشت کرو اف تک نکرو مختصر یہہ کہ خدا کے بعد والدین کا حق پہچانو یعنی نگہداشت اصول اخلاق اور اسکے چارون ارکان کو ان کی خدمت مین لگاؤ سعہ اون کے صفات فروعی کے ۔ تو والدین کے شکر کے لئے بہتیری قوتین درکار ہون گی ۔ مثلاً اطاعت ۔ فرمانبرداری قوت خدمت گذاری (سچی) ۔ ہمدردی ۔ دلسوزی ۔ قوت برداشت خوش کرنا ۔ اون کے سامنے خوش رہنا نرم زبانی ۔ بردباری ۔ انکسار ۔ صبر و ایثار ۔ غمخواری ۔ قوت مالی ۔ قوت دماغی ۔ قوت جسمانی وغیرہ وغیرہ یعنی نعماے الہیہ کا صحیح استعمال جب والدین کی آنکھون کی ٹھنڈک بن سکوگے ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین ۔ اے خدا ہماری بیبیون اور ہماری اولاد کی طرف سے ہمکو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک عنایت فرما ۔ (فرقان ع۶) ۔

حقوق اقربا ۔ میننے بیان کیا ہے کہ اس مین داخل ہین ۔ نزدیک کے قرابتمند یعنی اولاد ۔ زن و شو ۔ اور بھائی بہن ۔ اور علی ہذا فروع و اصول ۔ خدا نے فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی اے پیغمبر کہہ دے مین تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی مزد نہین مانگتا ۔ مگر محبت اقربا دیکھو محبت اقربا مین کس شدت و تاکید یہہ تمدن کی بنیاد ہے یہی صلہ رحم ہے ۔ اسی کی تاکید طرح طرح سے خدا نے کی ہے ۔ اور اوسکا توڑنے والا مردود و ملعون ہے ۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ کچھ بعید نہین کہ اگر تم صاحب حکومت بن جاؤ تو
تم دنیا مین فساد کرنے اور قطع قرابت کرنے (محمد ع ۳) جو کہا گیا تھا وہ ہوکر رہا۔ جو صاحب حکومت بنے
اونہون نے پہلے صلہ رحم کو ذبح کر لیا تب وہ اس سے سلطنت کرنے لگے۔ ایسے لوگون کی شان مین ارشاد
فرمایا ہے اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم۔ یہی لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور انکو
بہرا بنا دیا ہے اور اندھا بنا دیا ہے۔ (محمد ع ۳)
قطع صلہ رحمی کا تو یہہ استناع کہ وہ ملعون ہوا مگر اسکے نافرمان ہوئے کبھی تو مسلمان ہی بیٹے بیٹیون کو
مان باپ کو۔ بھائی بھائی کو۔ اور زن وشو کو۔ یا تو رجسٹری مین تمسک پر اقرار کرتے۔ یا تھانے مین اطلاع
لکھواتے۔ یا وکلا کے اوفس مین عرضی دعوے درست کرلیتے یا مختارون کے یہان جھوٹ گواہ تعلیم کرتے
یا جج کے اجلاس پر یاد گئے یا اور مختلف عنوانون سے ایک دوسرے کی ڈگریون لگے ہوئے۔ صلہ رحم ٹوٹ
گیا خون قرابت سفید ہو گیا۔ والدین اور بیٹے۔ بھائی اور بھائی۔ شوہر اور بیوی اور عدالت اور کچہری مقدمات
اور جھوٹ۔ ایک دوسرے کا اس درجہ بدخواہ۔ زمین کیون نہین پھٹ جاتی۔ آسمان کیون نہین ٹوٹ پڑتا
ایسے حال مین مسلمان جس حال کو نہ پہونچین وہ تھوڑا ہے۔ اے لوگو جس کشتی پر سوار ہو اوس کشتی کی خیر مناؤ
کشتی ڈوبی تو دریا اور دریا کے تگر۔ تمہاری حکومت تمہاری دولت وثروت۔ اور تمہاری حکام رسی اور بے
وقعت خلعت وخطاب سے نہ ڈرینگے تمہاری تعلیون کے فسانے دریا برد ہو جائینگے۔ اور تمہارا نشان صفحہ ہستی سے
مٹ جائیگا ہوش کرو خدا نے فرمایا الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ذی عقل وہ ہین جو صلہ رحم کو جوڑتے
ہین جنکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (رعد ع ۳) جو صلہ رحم توڑتے ہین جنکے جوڑنے کا خدا نے
حکم دیا ہے۔ اور دنیا مین فساد پھیلاتے ہین تو یہی ہین جن پر خدا کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔
ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار
(رعد ع ۳)
قطع رحم دنیا مین فساد پھیلانا ہے۔ اور قطع رحم کرنے والے ملعون ہین۔ کہان ہین نوری ذرہ سی باتون پر

یا طمع اور خواہشات نفسانی کے جھپیٹ مین آکر یا چالاک اور ہوشیار بنکر اقربا سے مقدمہ بازی کرنے
والے اور حقوق قرابت کو فرد گذاشت کرنے والے اور جھوٹ مقدمہ بنا کر اپنے بہائی کو جیل بھیجنے
کی کوشش کرنے والے آئین سوچین اور اپنے جہنم کے گھر کو جو جیل سے زیادہ بدتر ہے خیال کرین
جو خدا کے ملعونون کا گھر ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون به والارحام - خدا سے ڈرتے رہو جسکا تم باہم واسطہ
دیا کرتے ہو اور صلہ رحم کا خیال رکہو (نساء ع ۱)۔

اقربا کے ساتہہ مالی قوت صرف کرنے پر زیادہ توجہہ دلائی گئی ہے کیونکہ جسکے ساتہہ انسان اپنا پسینا
گرا کر جمع کیا ہوا مال خرچ کریگا - اوسکے ساتہہ لازماً ہر طرح کی ہمدردی پر متوجہ ہوگا - اس لئے خدا نے
فرمایا یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمیٰ والمساکین وابن
السبیل وما تفعلوا من خیر فان اللہ به علیم - تم سے لوگ پوچھتے ہین کہ کیا خرچ کرین تو اونہین تم بتادو کہ
والدین - اقربا یتیم و مسکین و مسافر کے لئے خرچ کرو اور جو کچھہ تم انکے ساتہ بھلائی کروگے (بظاہر یا پوشیدہ)
تو خدا اوسکا خوب دانائے حال ہے - (بقرہ ع ۲۶)

تو اقربا کے حق مین نعمائے الہیہ کو کام مین لانے سے دریغ نکرو - اور اصول اخلاق کو نہ بہولو کہ اس مین
تمہارا ہی بہلا ہے -

والدین، اقربا، قرابتمند یتیمون محتاجون قرابت والے پڑوسیون غیر قرابت والے پڑوسیون ہمنشینون
مسافرون اور مملوکون کے حقوق کی نسبت خدا فرماتا ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین
احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل
وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا الذین یبخلون ویامرون الناس
بالبخل ویکتمون ما اتاهم اللہ من فضله واعتدنا للکفرین عذابا مهینا ط

اے لوگو! خدا کی عبادت کرتے رہو - اور کسی چیز کو اوسکا شریک نہ ٹھہراؤ - اور والدین اور صاحب قرابت

اور یتیم و مسکین - قرابت والے پڑوسی اور غیر قرابت والے پڑوسی اور ہمنشین - اور مسافر - اور مملوک سب کے ساتھہ باحسان و سلوک پیش آؤ - بیشک اللہ اترانے والون اور بڑائی مارنے والون کو جو آپ بھی بخل کرین - اور دوسرون کو بھی بخل کی ہدایت کرین - اور افضال الہیہ جو اونکو ملے ہین اونکو چھپائین پسند نہین کرتا - اور کفران نعمت کرنے والون کے لئے عذاب دردناک مہیا کیا ہے -

(نساء ع ٦) سب کے ساتھہ باحسان پیش آنا اور بخل نہ کرنا یعنی بسلوک پیش آنا اور افضال و نعماء الہیہ جو اون کو ملے ہین اونکو نہ چھپانا - اور اونکو کام مین لانے سے دریغ نہ کرنا - خدا کا فرض کردہ ہے - اور اوسکا نافرمان ایک طرح کا کافر ہے - کافر نعمت جسکے لئے عذاب دردناک ہے -

بقرہ کے بائیسوین رکوع مین لیس البر کی آیت ہے اوسمین بھی نہین اہل حقوق کی فہرست دی گئی ہے - وہ قرآن مجید مین دیکھہ لو مجھے اختصار مقصود ہے - اوس آیت مین دو باتین زیادہ ہین - ع۱ ایک تو یہہ کہ ان اہل حقوق مین جو مال خرچ کرو - وہ بلا اسراف عند النفس علی حبہ ہونا چاہئے - خدا کی محبت و رضا مین ع۲ دوسرے اس آیت مین وفی الرقاب ایک اہل حق زیادہ ہے یعنی مصیبت زدون کو مصیبت سے چھوڑانا -

خدا نے فرمایا و فی اموالھم حق للسائل والمحروم اون کے مال مین سائل کا اور ایسے تنگدست کا جو سوال نکرے حق ہے (الذاریات) حقوق یتیم کی نسبت خدا فرماتا ہے یسئلونک عن الیتمٰی قل اصلاح لھم خیر و ان تخالطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح یتیم کے بارہ مین تم سے لوگ پوچھتے ہین تو اونہین تم سمجھا دو کہ اصلاح کرنا اون کے لئے بہتر ہے - اور اگر تم اون کے ساتھہ مل جل کے رہو تو یہہ تمہارے بھائی ہین - اور اللہ بگاڑنے والے اور سنوارنے والے کو خوب جانتا ہے - (بقرہ ع ۲۷) اصلاح بہت وسیع اور بہت عام لفظ ہے - یتیمون کی تعلیم و تربیت اون کے توسے کی شگفتگی اون کے جان و مال اونکے اخلاق و اطوار سب کی نگہداشت لفظ اصلاح مین داخل ہے بلکہ کونسی بھلائی ہے - جو اس لفظ مین

داخل نہین ۔ مگر افسوس ہے کہ اجکل قوم نے اصلاح کے معنی حجامت کے سمجھ لیا ہے ۔ اور یتیمون کا مال ہضم کرنا ہوشیاری سمجھی گئی ہے ۔ داصلاح سمجھا دینے کو نظم کر لیا اور سب ہضم مگر یہہ ہضم ہونیکا نہین ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلماً انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا ۔ جو لوگ یتیم کا مال ناروا کہا تے ہین وہ آگ ہی کہاتے ہین اور وہ جہنم مین جائینگے اس لئے ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن مال یتیم کے نزدیک نہ جاؤ مگر بہ نیت استحسان المختصر اصول اخلاق کی نگہداشت بہولو نہین اگر خداوند عالم ہمکو اس قسم کے قوے اور قدرتین عطیات اور نعمتین عنایت ہی نہ کرتا کہ ان حقوق کو ادا کر سکین ۔ تو یہہ حقوق ہمارے ذمہ بھی نہ کرتا اور جب اوس نے ہمکو ہر طرح کی قوتون اور نعمتون سے مالا مال کر لیا ہے ۔ تو اتنے سارے حقوق بھی جنکی ادائیگی کے لئے ہمکو یہہ نعمتین ملی ہین ۔ ہمارے ذمہ لگا دیئے ہین ۔

یہنے زن و شو کو آپس مین قرابت مین داخل کر کے اقربا مین داخل کیا ہے ۔ چونکہ خدا نے وراثت مین ایسا ہی کیا ہے ۔ اور اقربا کے حقوق بیان ہو چکے ۔ گرچہ زن و شو مین خونی قرابت نہین مگر خدائی قرابت ہے ۔ خدا کی قایم کردہ جسکو اقتضائے فطری نے جوڑا ہے ۔ وہ کسی طرح کسی قرابت سے کمزور نہین چونکہ اس قرابت کے حقوق کمزور ہو گئے اور افراط و تفریط کے درجہ پر پہونچ گئے ہین اسلئے خصوصیت کے ساتھہ مجھے ان حقوق کی نسبت کچھہ بیان کرنا ضرور ہے ۔

خدا نے فرمایا ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃً ورحمۃً خدا کی نشانیون مین سے یہہ بھی ہے کہ اوس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے جوڑا پیدا کیا ہے ۔ تاکہ تم اوس سے تسکین دلی حاصل کرو اور تم دونون مین محبت و مہربانی ڈال دی (روم ۳) اقتضائے فطری اور نعمائے فطری کو بیان کر دیا تو محبت و مہربانی اور سکون دلی کے جو حقوق ہون ادا کرو اور ان قوتون اور نعمتون کو ایک دوسرے کے ساتھہ بھلائی اور خوبی سے صرف کرتے رہو ۔

اسمین شک نہین کہ از روئے بدیہیات بھی مردون کا درجہ عورتون سے بڑا ہے وللرجال علیھن درجۃ

مگر اسکے یہہ معنی نہین کہ مرد سجدہ کئے جانیکا یا پرستش کئے جانیکا مستحق ہو. کیونکہ حقوق مین مساوات ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف جو حقوق عورتون پر ہین ویسے ہی حقوق عورتون کے ہین کہین ایک کو ترجیح ہے تو کہین دوسرے کو. کما نا کھجانا اور بیرونی کل انتظام مردون کے متعلق. اور پرورش اولاد. خانہ داری اور اندرونی کل نظم عورتون کے متعلق یون تقسیم حقوق مین مساوات قایم کیگئی ہو. اسی لیے خدا نے حکم دیا عاشروھن بالمعروف عورتون کے ساتھہ بحسن سلوک معاشرت کرو. اور اصول اخلاق کو ہاتھہ سے جانے نہ دو نہ اوسکے ارکان کو بے راہ ہونے دو.

مگر فطرت تو نیرنگ ہے. عورتین خوبصورت بھی ہوتی ہین. اور بدصورت بھی. آنکھین ہین کہ فطرتاً خوبصورتی پر مائل. پھر بدصورت عورتون کے ساتھہ بحسن سلوک معاشرت کیونکر ہو. اور یہہ بے قصور مخلوق جس کے اختیار سے باہر ہے کہ اپنے کو خوبصورت بناسکے وہ کیا کرے. تو خدا نے اوسکا بھی خیال کیا اور فرمایا فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا. اگر وہ تمہین بدصورت معلوم ہون تو بہت ایسا ہوتا ہے کہ تمکو ایک چیز بری معلوم ہو اور خدا نے اوسمین بہتیری بھلائیان رکھی ہون (سورہ نساء ع ۳) ضرورت ہے کہ اس آیت کو مین ذرا پھیلا دون.

مینے اکثر دیکھا بھی ہے اور سنا بھی کہ جو لوگ بدچلن ہین اکثر اونکی بیبیان خوبصورت ہین. اور جو نیک چلن ہین اکثر اونکی بیبیان بدصورت. آخر اسکی وجہ کیا. غور کرنے سے سمجھ مین بھی آیا. جو خدا نے اس آیت مین فرمایا یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا یعنی حسن سیرت. حسن صورت ناپایدار ہے. اور حسن سیرت پایدار. بچے ظاہر پر چلتے ہین اور عقل والے باطن پر. حسن صورت. اور حسن سیرت دونون ہو. یہہ ناممکن. آدمی یہہ صفت موصوف نہین ہو سکتا بے عیب ذات خدا ہی کی. دوسرے تقسیم عطیات کی عجب شان ہے. بظاہر تو اتنا تفرقہ کہ اولٹا نظر آئے اور حقیقت مین تقسیم مساوی. مثلاً دولت بڑی نعمت ہے تو بے فکری اور صحت اوس سے کم نہین. ایک کو دولتمند بنایا تو اوسے تعلقات اور روگ کا معدن بھی بنایا اوسکی احتیاج

بھی بڑا بادی۔ دوسرے کو غریب بنا یا تو اوسکے تعلقات بھی اوسی درجہ کم کردے۔ اور صحت وبیفکری سے اوسے مطمئن بھی کیا غرض جو ہے وہ اپنے اک حال مین مست ہے۔ سب مساوی خوش ہو لیتے ہین اور سب مساوی غم کر لیتے ہین بس اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ حسن صورت دل مین زخم اور زخمون مین نشتر کا کام کرتا ہے۔ اور حسن سیرت دل کے زخمون کو بے نشتر اچھا کرتا ہے۔ صورت کا حسن جب ڈھلا تو صورت پرستون نے تاک جھانک شروع کی اور حسن سیرت تو بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس لئے ایسی عورتین اپنے شوہرون کو مار رکھتی ہین اور بھٹکنے نہین دیتین۔

حقوق قوم ولقد ارسلنا موسیٰ بایٰتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور و ذکرھم بایام اللہ (ابراھیم ع۱) ہم نے موسیٰ کو کتاب دیکر بھیجا۔ اور کہا کہ اپنی قوم کو ظلمت سے نور کے طرف نکالو۔ اور اونکو اللہ کے ایام یاد دلاؤ۔ کہ ایام اللہ کن کن عبرتون سے گذرے ہین۔ یہہ قومی حق ہے کہ قوم کو ظلمت سے نور کے طرف نکالو۔ اور اونکو واقعات عالم سے عبرت دلاتے رہو۔ وعظ و نصیحت اور ہدایت کی قوت اسی لئے دی گئی ہے۔

اپنی ہی قوم سے محبت و مودت برتنا اور غیر قومون سے محبت و مودت نہ برتنا۔ بلکہ محبت کی جگہ اون کے ساتھہ نیکی اور عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا یہہ قومی حق ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا۔ مسلمانون کے سوا کافرون کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر خدا کا صریح الزام لیا چاہتے ہو۔ (نساء ع۲۱) خدا نے مسلمانون سے محبت کرنے اور کافرون سے محبت نہ کرنیکی ہدایت فرمائی۔ مگر کافرون کے ساتھہ عدل و انصاف کو منع نہین کیا۔ خدا کا یہہ مطلب نہین کہ کافرون کے ساتھہ لڑائی جھگڑے مین اپنے منفعات کھویا کرو۔ اون کے ساتھہ بھی تمھین بھلائی اور انصاف کرنا چاہیے وہ فرماتا ہے لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔

جو لوگ تم سے دین کے بارے مین نہ لڑے اور تم کو گہرون سے نہ نکالا تو خدا تم کو اس سے منع نہین کرتا کہ تم اونکے ساتہہ بہلائی کرو. اون کے حق مین انصاف کرو۔ خدا تو انصاف کرنے والون کو پسند کرتا ہے (ممتحنہ ۲ع) انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظلمون۰ ہان جو تم سے دین کے بارے مین لڑے جنہون نے تم کو جلاوطن کیا۔ یا جلاوطنی پر مدد کی، تو خدا تم کو منع کرتا ہے کہ تم انہین دوست رکہو جو اونکو دوست رکہیگا وہ ظالم ہے۔ (ممتحنہ ع۱) بظاہر دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیتین اون کافرون کی نسبت ہین جنہون نے مسلمانون سے مقابلہ کیا تہا۔ اور مظالم کئے تہے لیا سارے ہی احکام کے مخاطب اوس وقت کے مسلمان تہے۔ مگر حکم قطعی ہے۔ جو کل تہا وہ آج ہے۔ ان دونون آیتون کا مطلب اسی قدر ہے کہ جو تم سے لڑے یا جنہون نے تم پر مظالم کئے اونکے ساتہہ تمہاری دوستی ممنوع کی گئی اور جو نہ لڑے اور نہ مظالم کئے اون کے ساتہہ عدل وانصاف اور بہلائی کرنی ممنوع نہین مگر اون کے ساتہہ بہی محبت کرنیکو جائز نہین کیا کیونکہ محبت جو قومی حق ہے۔ اوسکو بے جگہ صرف کرنا ہوگا۔

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ جو لوگ خدا اور آخرت پر یقین رکہتے ہین تم اونکو نہ پاوگے کہ وہ مخالفین خدا ورسول کو دوست رکہین۔ گو وہ اون کے باپ بیٹے بہائی اور اقربا ہی کیون نہون یہی لوگ ہین جنکے دلون مین خدا نے ایمان لکہدیا ہے۔ اور فیضان غیبی سے اونکی تائید کی ہے (مجادلہ ع۳) کیسی صاف اور صریح آیت ہے۔ غرض محبت ومودت یہہ قومی حق ہے۔ مخالفین خدا ورسول اسکے حصہ دار نہین ہو سکتے۔

اگر تم یہہ سمجہو کہ تم اون سے ملجاوگے تو وہ مخالف نہ رہینگے۔ تو سمجہ لو۔ ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداءً ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون۰ اگر کفار تمکو پالین تو تمہارے دشمن ہوجائین اور تم پر برائی کے ساتہہ

دست درازیان۔ اور زبان درازیان کرنے لگین۔ اور چاہنے لگین کہ تم کافر ہو جاؤ (ممتحنہ ع۱) کبھی
اگر تم اس خیال سے اون سے محبت کرو کہ تم اونکو راضی کر لوگے تو یاد رکھو۔ ولن ترضٰی عنک الیهود ولا النصاریٰ
حتی تتبع ملتهم یہود ہون یا نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہون گے جب تک کہ تم اونکی ملت مین نہ آجاؤ۔
(بقرہ ع۱۸) عدل وانصاف مین تو اپنے پرائے سب مساوی۔ مگر محبت ومودت تو قومی حق ہے۔
اسے بے جگہ نکرو۔ محبت ہر کسی سے ہونا فطرت مین بھی نہین۔ محبت کا بازار مختلف جنسونکا نہین محبت
کے لئے وحدت خیالی اور یکجہتی ضروری ہے۔ دینی دشمن کے ساتھہ محبت تو جھوٹ ہے۔ اور دشمن
کو پیار کرنا فطرت کے خلاف۔ خالق فطرت نے دشمن کے پیار کرنیکو کہان حکم دیا ہے۔ وہ خود بھی تو دشمنان
خدا ورسول کو پیار نہین کرتا۔ ایسی محبت تو نفاق ہے۔ اور منافقون کی شان مین خدا نے فرمایا بشر
المنٰفقین بان لهم عذابًا الیما الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین منافقون کو عذاب
دردناک کی بشارت دو۔ منافقین وہ ہین جو مومنون کو چھوڑ کافرون کو دوست رکھتے ہین۔
یا ایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من الله فی شیء الا
ان تتقوا منهم تقٰىة ایمان والو! مومنون کے سوا کافرون کو دوست نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ اللہ کا
کوئی نہین۔ مگر اس صورت مین کہ تم اونکے شر سے بچنا چاہو (ال عمران ع۳) مطلب ہے محبت کے
برتاؤ سے کیونکہ شر سے بچنے کے لئے محبت کے برتاؤ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ دلی محبت کی۔ اسکے
بعد ہی خدا نے فرمایا ویحذرکم الله نفسه۔ اللہ اپنی ذات سے تمکو ڈراتا ہے۔ تو اورون سے نہ ڈرو
کہ انکو اپنے وہمی نقصان کے خوف سے قوم کو ذبح کرنے اور اغیار کی الفت کا دم بھرنے لگو۔ ایسا کروگے
تو تم کو خدا سے کوئی واسطہ نہین اور ایسا کرنا قومی شیرازہ کو بکھیر دیگا۔ اور اغیار کے اطوار وخصائل
مذموم بھی تم کو بھلے معلوم ہونے لگینگے۔ اور دلون مین چور اور رہزنون کے لئے سیکڑون رخنے
پڑجائینگے۔ شہنشاہ اکبر نے یہی کانٹا تو بویا۔ اور روحانی اسلام کو نفسانی اسلام بناکر رسوماتی اور بدعتی

اسلام بنادیا اس نے اخوت اسلامی کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ مسلمانون مین اوسوقت سے تباہی شروع ہوئی
خدا نے ترقی اور غلبہ قومی کا اصول بنایا تہا ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ۝
جو خدا اور رسول اور مومنون کو دوست رکہیگا۔ تو وہ اللہ کی جماعت مین ہوگا۔ اور اللہ ہی کی جماعت
غالب ہوگی۔ یہہ پہل ہے محبت کو اصول اخلاق پر برتنے کا۔ جب محبت بیجگہ صرف ہوئی تو اوسکا
نتیجہ آج مسلمان بہگت رہے ہین کہ ان کا تمدن بگڑ گیا۔ شادی وغمی کی تباہکن رسمون نے تباہ کر
چہوڑا۔ سب رسومات آئے اغیار سے اور اسی غلط محبت کی بدولت جیسے آج بہی یورپ کی تباہکن
معاشرتے اور تباہی پر تباہی کا سامان ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوًا ولعبًا من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم والکفار اولیاء
واتقوا اللہ ان کنتم مومنین مومنو! جن لوگون نے تمہارے دین کو ہنسی کہیل بنالیا ہے۔ اگلے اہل کتاب
ہون یا کفار اونکو دوست نہ بناؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم کو ایمان ہے (مائدہ ع ۹) بہتیری آیتین
ہین۔ کہان تک دی جائین۔ غرض محبت ایک بیش بہا نعمت ہے اور یہہ خدا ورسول اور قوم کا حق ہے،
اسکو بیجگہ نہ کرو یہہ خدا کی مرضا اور اخلاق کے خلاف ہوگا۔

من تشبہ بقوم فھو منھم صحیح حدیث نہو نہ سہی۔ اس پر قوم بہت جہگڑ رہی تو جہگڑا کرے۔ مگر خدا کی اس
آیت کا کیا جواب ہے۔ اوس نے فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصارٰی اولیاء بعضھم
اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین فتری الذین فی قلوبھم مرض
یسارعون فیھم یقولون نخشٰی ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہٖ فیصبحوا
علی ما اسروا فی انفسھم ندمین ۝ مومنو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ تو آپس مین ایک دوسرے
کے دوست بنے ہوئے ہین۔ اور جو کوئی تم مین سے اون کو دوست بنائیگا۔ وہ اونہین مین کا ایک ہے
(المرء من احب) بیشک اللہ ظالمون کو راہ راست نہین دکہاتا جن دلون مین مرض نفاق ہے

اونکو دیکھو گے کہ وہ اونکی دوستی مین بڑی جلدی کرتے ہین کہتے ہین کہ ہم کو تو اس بات کا خوف ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آپڑے (کم سے کم تو یہہ کہ خطاب نہ ملے) تو قریب ہے کہ اللہ فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے بھیجے تو اوسوقت وہ اپنی بدگمانی پر جو اپنے دلون مین چھپاتے تھے پشیمان ہون گے۔ (مائدہ ع ۸) زمانہ حال اس آیت کا پورہ ترجمہ ہے۔

تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لہم انفسہم ان سخط اللہ علیہم وفی العذاب ہم خلدون ۰ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوہم اولیاء ولکن کثیرا منہم فسقون

اے رسول تم ان مین سے بہتیرون کو دیکھو گے کہ کافرون سے دوستی کرتے ہین۔ البتہ انہون نے اپنے لئے برا سامان بھیجا۔ کہ اللہ کا اون پر غضب ہو۔ اور وہ جہنم مین ہمیشہ رہینگے۔ اگر وہ خدا و رسول و قرآن پر ایمان رکھتے تو کافرون کو دوست نہ بناتے لیکن ان مین بہتیرے فاسق ہین (مائدہ ع ۱۱) ایسے لوگ پہلے بھی دیکھے جاتے تھے۔ اب بھی دیکھے جاتے ہین۔ پہلے کم تھے اب بہت ہین۔ آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمانون نے کتنی آیتون کا حق فراموش کر دیا۔ وجہہ یہی کہ اصول اخلاق سے منہ موڑ لیا اور خدا کی نعمتون کو بے فکر صرف کیا جسکے لئے وہ ملین نہ تھین۔

حقوق قومی کی نسبت خدا نے یہ فرمایا تھا فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم خدا سے ڈرتے رہو۔ اور آپس مین صلح کراتے رہو۔ (انفال ع ۱) یہہ اتفاق قومی کی تعلیم تھی۔ علی ہذا۔ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم ایمان والے آپس مین بھائی ہین۔ تو بھائیون مین صلح کراتے رہو۔ (حجرات ع ۱) اتفاق قومی کی تعلیم تھی کہ آپس مین جھگڑا بھی پڑین تو صلح کرا دو۔ علی ہذا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور آپس مین جھگڑو نہین۔ آپس کے جھگڑے مین پڑو گے تو ہمت ہار دوگے اور تمہاری ہوا اوکھڑ جائیگی۔ اگر تمہین تکلیف پہونچے تو صبر کرتے رہو۔ خدا صبر والون کے ساتھہ ہے (انفال ع ۶) ان آیتون کی تعمیل مسلمانون نے یہی کی کہ بجائے

صلح کرلینے کے کمروز پر ایک ردہ اور رکھدیا۔ اور جھوٹی گواہی سے دلیرانہ مدد بھی کی۔ کچھ یون بھی اسکے نت نئے تماشے روز جاکر دیکھہ لو۔ یہہ مسلمان آپس مین خدائی رشتہ کے بھائی ہین۔ اور یہہ بھائیو ساتھہ کے سلوک مین۔ چونکہ خدا کی رضا کے خلاف۔ اصول اخلاق توڑ دیا گیا۔ تو یہہ آپس ہین جھگڑے بھی بہت کبھی ہار بیٹھے اور اونکی ہوا بھی اوکھڑ گئی۔ خدا کی مسجد کو جھگڑا کر کوئی فرقہ اپنی مسجد بنا لے آمین بالجہر اور رفع یدین کی تکرار پر آج جوتی بیزار کرلو۔ خلافت نبوت تیرہ سو برسون کے بعد کسی کو دو علم اور تابوت کی نسبت آج خون خرابہ کرلو۔ مگر کل خدا کے حضور مین یہہ آستین اپنا خون بہا ضرور لیکر رہین گی۔ اور نہ دینے پر حبس دوام کا جیل ضرور جھیلنا پڑے گا۔ اس مین سنی شیعہ۔ اہل حدیث کوئی ہون۔ اس مین مشائخین و مجتہدین یا علما اہل حدیث کوئی ہون۔ ان جھگڑون مین جب مسلمانون کی ہوا اوکھڑ چکی تو مخالف ہوا مین کشتی پار لگے تو کیونکر۔ کہا گیا تہا کہ اتفاق قومی مین تکلیف ہو تجھے تو صبر کرو۔ نہ کیا۔ تو اب اپنے ادبار پر صبر کرنا پڑا۔

صرف اتفاق قومی کو کہا نہ گیا تہا۔ بلکہ حکم تہا۔ واخفض جناحک للمومنین مسلمانون کے لیے اپنے بازؤن کو جھکائے رہو۔ (حجر ع ۶) اسکے یہہ معنی نہین کہ مسلمانون کو دیکھہ کر لیٹ جاؤ۔ اسکے معنی یہی تھے کہ جتنی نعمتین اور توفیقین خدا نے تمہین دین جو اس دنیا مین گذران کے لیے بمنزلہ بازو کے ہین جنکے بل بوتے پر تم اوڑتے ہو وہ قومی خدمات مین صرف کرو۔ وہ سارے صفات جو محبت کے اقتضا سے ہین۔ اون سارے حقوق مین جو برادرانہ اور قومی اقتضا سے ہین صرف کئے جائین۔

اب آخر مین ہین قوم کے مفہوم کو جو مختلف فیہ ہو رہا ہے۔ صاف کردینا چاہتا ہون بعض مسلمانون نے دہوکے اور غلطی مین پڑکر قوم کے معنی اک ملک کے باشندون کے سمجھا ہے۔ اور منطق یہہ قایم کی ہے کہ ہندوستان کے باشندے ہندو ہین اور ہم ہندوستانکے باشندے ہین۔ تو ہم بھی ہندو ہین اونکو ہندو ہونا مبارک۔ مگر وہ زبان اور ادب نہ جاننے کے سبب ہندو ہوے ہین یہ ہندی یا

ہندوستانی ہونا اور ہے اور ہندو ہونا اور ہے۔ اصطلاحاً ہندو بمقابلہ انگلش نہین ہے۔ بمقابلہ عیسائی ہے جیسے انڈین یعنی ہندوستانی بمقابلہ محمدن نہین ہے۔ انڈین کے معنی ہندو کے نہین ہندوستانی کے ہین۔ یوروپین کے معنی عیسائی کے نہین بلکہ باشندہ یورپ کے ہین مسلمان بہارتی یا ہندوستانی ہین۔ مگر ہندو نہین ہین۔ ہندو مسلمان اصطلاحاً دو مذہب کے پیروؤن کو بولا جاتا ہے۔ خدا نے قوم کی تقسیم مذہب پر کی ہے جتنی قومین ہوئین وہ اپنے پیغمبرون کے نام کے ساتھہ منسوب ہوتی رہین۔ اب لوگون نے قوم کی تقسیم ملک پر کرنا چاہا ہے۔ مگر یہہ بولتے ہی کا ہے۔ عملاً ہوتا تو ترکون کے ساتھہ جو سلوک ہوا کیا وہ ہونا تہا اور کوئی ہندوستانی اگر عیسائی ہو جائے تو اوسکو جو حقوق ملجاتے ہین وہ نہ ملتے اور مذہب بدلنے پر بھی وہ ہندوستانی ہی سمجھا جاتا اور شہنشاہ نہ ہو سکنا اسی کے ساتھہ بادشاہ کے لئے پروٹسٹنٹ ہونے کی قید اور حلف لینا اوٹہا دیا جاتا غرض عملاً یہی کہ قومیت کی تقسیم مذہب پر ہے۔ اور یہہ ہے بہی صحیح کہ اگر ساری دنیا ایک مذہب پر آجائے تو ساری دنیا اک قوم ہو سکتی ہے۔ ملکی تقسیم سے تو تفرقے مٹ ہی نہین سکتے اور یہہ تقسیم ہمیشہ خونخرابہ ہی کا باعث ہو گی۔ عملاً یہی خدائی تقسیم ہے۔ جو نہ کسی کے مٹائے مٹی ہے۔ نہ مٹے گی اور قوم سے میری مراد بھی یہی ہے۔

حقوق عامہ عباد۔ عامہ عباد یعنی انسان ہین سارے ہی انسان انسانی حقوق کے حصہ دار ہین اور اپنے پرائے سب داخل۔ وہ بھی جنکے حقوق بیان ہو چکے اور وہ بھی جنکے حقوق بیان نہین ہوے۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تم کو کنبون اور قبیلون مین تقسیم کیا تاکہ تم اچھی طرح پہچانو کہ خدا کے نزدیک جو پرہیزگارتر ہے وہ معززتر ہے (حجرات ع ۲) سارے انسان ایک مرد و عورت سے پیدا ہوے سب کی حیثیت ایک خلقت ایک طرح کی۔ پہر مغایرت کیون برتو۔ ہم جلنسی کا حق بھی کوئی معمولی حق نہین۔ اگر حق ہم جنسی تم اپنا دوسرون پر سمجھتے ہو تو دوسرون کا بھی اپنے اوپر سمجھو۔ اسلئے

جو اپنے لئے چاہو وہی دوسرون کے لئے بھی۔ انسانی ہمدردی انسانی اخوت کا انسانی حق ہے جو ہر کسی کا ہر کسی پر ہے۔

خدا نے فرمایا انا خلقنٰکم سارے انسان کا خالق خدائے واحد ہے۔ اوس نے سب پر ہی رحم و کرم کی نظر رکھی۔ انسان کو جماعتون اور امتون مین تقسیم کیا تو ہر امت کے پاس الگ الگ رسول بھیجا۔ ولکل امۃ الرسول مگر سب امتون نے ایک دوسرے کی تصدیق نہ کی بلکہ مخالفت پیدا کی اس لئے آخر مین سب کے لئے ایک ہی خاتم المرسلین کو بھیجا یاایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم (نساء ع۲۳) اور سارے انسان کے پاس برحق احکام اور برحق ہدایتین بھی آئین یاایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم (نساء ع۲۴) اور قد جاءکم الحق من ربکم (یونس ع۱۱) اور قد جاءتکم موعظۃ من ربکم (یونس ع۶) سب کی غرض یہی رہی لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور تاکہ لوگون کو تاریکی سے روشنی کی طرف لائے۔ (ابراھیم ع۱) غرض انسان کو تاریکی سے نکالنا۔ اور کتاب اللہ تبلیغ کرنی انسانی فرض ہے۔ اور امتون نے کتاب اللہ ضایع کی۔ مگر مسلمانون کے پاس کتاب اللہ جون کی تون موجود ہے۔ جسکا ثبوت **شرعۃ الحق** مین دیکھو۔ اس لئے ہم مسلمانون پر تبلیغ کتاب اللہ فرض ہے۔ اور یہہ ہم مسلمانون پر انسانی حق ہے جو افسوس ہے کہ ایک مدت سے متروک ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نیکیون اور پرہیزگاریون مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و سرکشی مین ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (مائدہ ع۱) یہہ انسان پر انسانی حق ہے۔ انسان اگر اس پر عمل ہو تو دنیا سے برائیان اوٹھہ جائین اور دنیا بہشت ہو جائے۔

لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس اپنی قسمون کے باعث خدا کو اسکا مانع نہ بناؤ کہ لوگون کے ساتہہ سلوک کرو۔ پرہیزگاری برتو۔ اور اصلاح کرو (بقرہ ع۲۸) یہہ سارے انسانی حقوق ہین۔ ان باتون کے کرنے کی قسم بھی کہالو تو ایسی قسم کو توڑ دو۔

قولوا للناس حسنا۔ لوگون سے اچھی باتین کہا کرو (بقرہ ع۱۰) زبان کو گندے گالیان دینے۔ اور

دل دکھانیکو نہین دی گئی بلکہ قول حسن کے لئے ملی ہے تو اس نعمت کو بے جگہ نکرو۔ یہہ انسانی حق ہے۔

لا یسخر قوم من قوم ایک قوم دوسری قوم پر ٹھٹھا نہ کرے۔ (حجرات ع۲) اس سے دل دکھتا ہے۔ اور کوئی قوت دل دکھانیکی غرض سے نہین دی گئی۔

لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان نہ ایک دوسرے پر عیب لگاؤ نہ کسی کو برا لقب دو ایمان کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے (حجرات ع۲) ان آیتون پر غور کرو اور سمجھو کہ از روے اصول اخلاق کتنی کتنی قوتون کی روک تہام کی گئی ہے۔

اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا بہت گمان کرنے سے بچو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ ہے۔ نہ جاسوسی کرو نہ غیبت کرو (حجرات ع۲) عباد اللہ کا ہم پر یہہ حق ہے کہ ان پر نہ بدگمانی کی جائے نہ اونکی جاسوسی کی جائے نہ اونکی غیبت کی جائے۔ ہم کو کوئی قوت بھی ان برائیون کے لئے نہین دی۔ یہہ اعطاے الہیہ کا بیجا صرف کرنا ہوگا جو ظلم ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل جب لوگون مین حاکم بنو تو حکم انصاف سے دو (نساء ع۸) انصاف کی وضاحت دوسری جگہ کردی فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی خواہش نفسانی کے پیچھے نہ ہولو بلکہ جو حق ہو وہ لوگون مین حکم دیدو (ص ع۲) حاکم سے انصاف طلبی عباد اللہ کا حق ہے۔ پوسی سے حکم دینا انصاف نہین ہے دیکھو قوت عدل کو بیجا جگہ نہ ہونے دو۔

لوگون کے ساتہہ احسان کرنا عباد اللہ کا حق ہے لا تنسوا الفضل بینکم آپس مین احسان کرنا نہ بہولو۔ مگر اس نیت سے احسان کرنا کہ زیادہ معاوضہ اوس کا ملے ناجائز ہے ولا تمنن تستکثر (مدثر) پھر اذیت دیکر اور احسان جتا کر احسان کو باطل نکرو لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (بقرہ ع۳۶)

عباد اللہ کا یہہ حق ہے کہ ہم اپنے کو ایسا بنائین کہ وہ ہم سے نفرت نہ کرین بلکہ اون کے دل مائل ہون اسکے لئے ظاہری اور باطنی صفا درکار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تہی فاجعل افئدۃ من الناس

تھوی الیہم اے خدا لوگون کے دلون کو اونکی طرف (یعنی میری اولاد کے طرف) مائل کردے۔
(ابراہیم ۲۶) یہہ کوئی تسخیر کی دعا نہ تھی بلکہ یہہ تسخیر سے اعلی درجہ کی دعا تھی۔ اس کے معنی یہہ تھے کہ اونکو ایسا اور ایسے اطوار کا بنا کہ لوگون کے قلوب اودہر مائل ہو جائین۔ خدا نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کہا فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ یہہ تو خدا کی طرف سے رحمت تھی کہ تم اونکو نرم دل ملے۔ اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو لوگ جو تم کو گھیرے ہوے ہین۔ تتر بتر ہو جاتے تو اون کو معاف دیا کرو۔ اون کے لئے مغفرت مانگا کرو۔ اور کامون مین اون سے مشورہ لیا کرو (ال عمران ۱۷) نرم دل ہونا۔ معاف دینا۔ مشورہ کرنا۔ یہہ انسانی حقوق ہین اور کل وہ باتین جو دل کو مائل کرین۔ خوش لباس ہونا۔ خوش کلام ہونا۔ خوش بیان ہونا خوش مزاج ہونا۔ خوش کردار ہونا۔ خوش خلق ہونا یہہ سارے انسانی حقوق ہین۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حکم سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس لئے اچھی باتون کا حکم کرنا اور بری باتون سے روکنا یہہ انسانی حق ہے۔ مگر اس کے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے جو خدا نے فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون وہ کیون کہو جو خود نکرو۔ ایسا کہنا جو خود نہ کرو۔ خدا کے نزدیک تو نہایت ناپسندیدہ بات ہے (صف ۱) اس لئے یہہ انسانی حق ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو اوسکے بعد امر معروف اور نہی منکر کی خدمت انجام دو۔

خلاق فطرت نے جب ان سارے احکام کی ادائگی کی توفیق تم کو دے دی ہین جب اون احکام کا حکم کیا ہے تو اپنی قوتون پر نگاہ کرو اونکی اصلاح کرو اونکو سیدہی راہ پر چلاؤ۔ اونکو بے راہ کرکے ظالم نہ بنو۔
ھذا بلاغ للناس یہہ لوگون کے لئے تبلیغ ہے اور اسوقت اتنی تبلیغ بہت کافی ہے۔

حقوق ماسوائے انسان

جس طرح انسان سے تمہارے تعلقات ہین اوسی طرح ماسوائے انسان سے بھی اور جسقدر جسکے

تعلقات مین اوسی درجہ اونکا تم پر حق ہے ماسوائے انسان مین زمین و آسمان اور اون دونون کی جاندار مخلوق اور غیر جاندار مخلوق سب شامل ہین ہو الذی خلق لکم ما فی السموات وما فی الارض وہ خدا ہی ہے جس نے زمین و آسمان کی کل چیزین تمہارے ہی لئے بنائی ہین۔ تو یہہ خدا کی نعمتین ہین جو تم کو ملی ہین جنپر تم کو دسترسی دی گئی ہے اونکو اونہین کامون مین لاؤ جن کامون کے لئے وہ تم کو ملی ہین یہی اون کا تم پر حق ہے یہی رضائے مولیٰ ہے اور یہی اصول اخلاق ہے۔ اور جو قوتین تم کو ملی ہین اون کو ان نعماء الٰہیہ کے ساتھ بیجا نہ صرف کرو کہ یہہ رضائے مولیٰ اور اصول اخلاق کے خلاف ہوگا۔

زمین منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا پھر مٹی مین ملا دینگے اور پھر مٹی ہی سے تم کو دوبارہ جی اوٹھائینگے (طٰہٰ ۳) تم زمین کی مخلوق ہو۔ زمین پر رہتے سہتے اور زمین ہی کی قوت پر گذران کرنے والے ہو ولقد مكنكم فی الارض وجعلنا لكم فيها معايش ہم نے تمکو زمین مین بسایا اور اُس مین تمہارے لئے سامان زندگی مہیا کردیا (اعراف ۱) ولكم فی الارض مستقر ومتاع الی حین - اور زمین مین تمہارے لئے ایک مدت تک تمہاری قرارگاہ اور کام چلاؤ سامان ہین (بقرہ ۴) تو زمین کا حق تم پر یہہ ہے کہ تم اوسے آباد کرو۔ پر رونق کرو۔ اوسکو گلزار بناؤ۔ اوسی کی پیداوار سے تم زندگی کرتے۔ اوسی کی آب و ہوا سے تم زندہ ہو اور اوس سے ہر طرح کے فائدے اوٹھاتے ہو تو کیا یہہ ناشکری نہو گی اگر تم اوسکا حق نہ پہچانو اور اوسکی فطرتی رونق کو بے رونق۔ اوسکی آبادی کو اوجاڑ اور سنسان بناؤ۔ اسکی بیضرر مخلوق پر ظلم وستم روا رکھو بے ضرر جانورون کو ناحق مار ڈالو پھل دار اور سایہ دار درختون کو بے وجہ کاٹ دو۔ زمین کا یہہ تم پر پہلا حق ہے۔ کہ تم زمین کی آغوش مین رہکر اوسکی انکہون مین انگلیان نہ گاڑو۔ اوسکی مخلوق پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اوسکی آراستگی کو ویران اور اوجاڑ نہ کرو۔ اوسکو اپنی برائیون اور گناہون سے آلودہ نکرو۔ ہان اوس سے فائدے اوٹھاؤ اسکا تم کو فطرتاً حق حاصل ہے یجعلکم خلفاء الارض خدا نے تم کو زمین مین اپنا خلیفہ بنایا ہے (نمل ۵)

یہہ خدا کا دیا ہوا حق ہے جو بدیہی ہے تو اس حق و اختیار کو بے راہ روی مین نہ صرف کرو۔ خلیفہ کا یہہ
کام نہین کہ سلطنت کو تباہ کرے۔ بلکہ خدا کی خلافت کا اقتضا یہہ ہے کہ جو برتاؤ مخلوق کے ساتہہ
خدا نے کیا ہے وہ تم کرو اور ہر مخلوق کو اونہین آنکہون نکہو جن آنکہون اوس نے دیکہا ہے: تخلقوا
باخلاق اللہ۔

اسے تفصیل مین دیکہو۔ خدا نے فرمایا ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا جو کچہہ زمین مین ہے۔
خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے (بقرہ ۳/) تو تمہارے تعلقات مخلوق ارضی کے ساتہہ
طرح طرح کے ہین۔ بعض چیزین تمہاری مدار زندگی ہین جیسے آب و دانہ بعض تمہاری محافظ ہین
جیسے کپڑے مکان اور سواری کی چیزین۔ بعض تمہاری قوت ہین تلوار گڑاسے اور لٹہہ وغیرہ بعض
جانور تمہاری نیتون سے بلٹی صاف کرتے ہین جیسے سور چیل اور گدہ وغیرہ۔ درندے تمہین کاٹے کہاتے
ہین اور حشرات الارض تمہاری جان کے گاہک ہین۔ تو جو تمہارے لئے دشمن اور زہر ہین۔ وہ تمہارے
دشمن کے لئے بہی دشمن اور تمہارے دوسرے زہرون کے لئے تریاق ہین۔ شیر کے کل اجزا اور سانپ
بچہو کے زہر کیسے کیسے صعب امراض مین کام آتے ہین۔ تو یہہ احسان نہ اموشی ہوگی۔ اگر تم ان نعمتون کو
اون کامون مین لاؤ جن کامون کے لئے یہہ نہین ملی ہین۔ یا اپنی دیگر قوتون کو ان نعمتون کے برباد کرنے
مین لگاؤ۔ اور ظلم کرو۔ خلیفۃ اللہ بن کے رہو۔ اور اوسکی مملکت مین اخلاق الٰہی کا برتاؤ کرو۔

جمادات۔ مٹی اور پتہرون سے تم مکان بناتے عمارتین اوٹہاتے اور سو طرح کے کام لیتے ہو۔
جواہرات موتی۔ یاقوت۔ زمرد۔ زبرجد۔ ہیرے ان کی تو تم نے پوری ہی قدر کی کہ ان کی قیمت سیکڑون
عزیز جانون سے بہی بالاتر ہے۔ یہہ تمہاری زینتون کے لئے خدا نے بنائے ہین۔ اسی لئے زینت کو
حرام بہی نہین کیا من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ کس نے زینت کو حرام کیا جو خدا نے اپنے بندون
کے لئے بنائی سونا چاندی سکون مین کام آتے اور لازمہ حیات ہو گئے ہین۔ یہان بظاہر یہہ تم کو

بیکار معلوم ہوتے ہین۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْھٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ وَعَلٰمٰتٍ زمین پر خدا نے پہاڑ ڈالدئے کہ زمین تم کو لیکر جہک نہ پڑے۔ اور ندیان نکالین رستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ اور بہتیری نشانیان (نحل ۲) پہاڑ بھی بیکار نہین پتھر کی کتنی چیزین تمہاری ضروریات زندگی سے ہین۔ پھر گرمیون مین ذرا پہاڑ پر جاؤ تو بہشت ہی معلوم ہوگا۔ پھر پہاڑ سے زلزلے نہین آتے جھرنے اور ندیون نالون سے نہ انسان حیوان ہی کو سیراب کیا بلکہ زمینون کو بھی۔ باہمہ ناہمواری اوس مین رستے بنائے جس سے آدمی پہاڑون کو بھی پہاند جاتا ہے۔ یہہ سب خدا نے تمہارے فائدون ہی کے لئے بنایا ہے۔ تو اوس سے تمتع حاصل کرو مگر حد سے نہ بڑہو۔

بناتات یعنی پہلون اور زراعتون کی نسبت خدا نے فرمایا کُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ جب وہ پہل لائین تو پہلون کو کھاؤ اور اوسکا حق درو ہی کے دن نکال دیا کرو (انعام ۱۷) یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِہِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ زراعت۔ زیتون کہجورین۔ انگور۔ اور ہر قسم کے پہل خدا نے تمہارے لئے اوگائے ہین۔ تو انہین کہاؤ اور خدا کا شکر کرو نہ یہہ کہ ناحق پہلون کو توڑ کے پھینکدو۔ یا درختون کو کاٹ کر بیکار بھی ضایع کردو۔ اور ناشکری کرو۔ غرض نعماے الہیہ کو اونہین کامون مین لاؤ جن کامون کے لئے وہ ملے ہین یہی رضاے مولا اور یہی اصول اخلاق ہے۔

حیوانات اسکے متعلق قرآن مجید مین بہتیری آیتین ہین۔ ان کے حقوق سے تم فطرتاً آگاہ بھی ہو۔ اور عمل بھی پرند چرند چوپائے تم سب کو پکڑتے پالتے شکار کرتے اور کہاتے ہو۔ پالتے ہو تو اون کے آب ودانہ اور آرام دہی کا خیال کرتے ہو۔ شکار کرتے ہو تو بچہ دینے کے زمانے مین اون کے بچون پر رحم کھاکر شکار سے باز رہتے ہو۔ یہہ سارے اخلاقی برتاؤ ہین جنکو تم برتتے ہی ہو۔ پہر تفصیل سے کتاب کو طول کیون دیا جائے۔ ہان جانورون کو لڑانا یہہ تمہارا ظلم ہوگا۔ یہہ ساری مخلوق اور بے زبان مخلوق لڑانے کو پیدا نہین کی گئی۔

چوپایون کی نسبت قرآن مجید مین بعتیری آیتین ہین بلکہ رکوع کی رکوع جنکا بیان کرنا طوالت طلب ہے۔ مگر خدانے یہہ کہین نہین فرمایا کہ اونٹ جو دودہ دیتا ہے۔ گہی دیتا ہے۔ اور ایسی ریتلی زمین پر جہان اور جانور سواری کے کام نہ آسکین۔ یہہ غریب کم کہانے والا اونٹ کام دیتا ہے۔ یہی جانور ہے کم کہانے والا۔ اور زیادہ کام دینے والا۔ یا۔ بیل جو کہیت جوتنے کے کام آتا ہے جسکی محنت پر ہندوستانی زراعت کا دارو مدار ہے یا بوجہ لادنے یا گاڑیون کے کام مین۔ یا گائے جو دودہ دیتی ہے ان جانورن کو باہمہ ان کی مجبوریون ان کی جسمانی پلیدیون کے کہ یہہ مخلوق اپنی ناپاکی دہونے کی بہی قدرت نہین رکہتی۔ پرند کے مقابلہ مین بہی نہین۔ پوجو انکی پرستش کرو۔ یہہ کونسی ناانصافی ہے کہ زراعت کو پہلون کو کہ یہہ بہی نباتی جان رکھتے ہین۔ پرند اور چرند کو اور یہہ چہوٹی چہوٹی مخلوق پانی کے کیڑون ہوا کے کیڑون کو کہاؤ اور ہضم کرو۔ اور اونکو کہانا بے رحمی اور جان مارنا نہ سمجہو۔ اور ان چوپایون کے کہانے کو جو تمہارے کہانے کی چیز ہے۔ بیرحمی اور جان مارنا سمجہو اور اس جہالت کی سمجہہ پر انسان کا خون ناحق کرڈالو اور سراسر ظلم ہے۔ مارنا تو کسی کی جان کا ہو ظلم ہے۔ اور حق پر مارنا کسی کی جان کا کبہی ظلم نہین بلکہ کہانیکی چیز جو خدانے دی ہے اوسکو ذبح کرنا اور کہانا عبادت ہے اور نعمت کی شکر گزاری ہے۔ اون جانورون کو کہانا جو کہانے کے ہین۔ اور اون جانورون کو نہ کہانا جو نہ کہانے کے ہین۔ رضاے مولیٰ اصول اخلاق۔ اور لقاے الہیہ کا صحیح استعمال ہے۔

یہ بہی یاد رکھو ولاضلنہم ولامنینہم ولامرنہم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنہم فلیغیرن خلق اللہ ومن یتخذ الشیطن ولیا من دون اللہ فقد خسر خسرانا مبینا شیطان نے خدا سے کہا تیرے بندون کو بالضرور مین بہکاؤن گا بالضرور اونکو امیدین دلاؤن گا۔ بالضرور اون کو سمجہاؤن گا تو وہ جانورون کے کان کاٹینگے اونکو سمجہاؤن گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلا کرینگے۔ تو جو کوئی خدا کو چہوڑکر شیطان کو دوست بنائیگا وہ صریح گہاٹا اوٹہائیگا۔ (نساء ۱۸) مین اپنے بچپنے مین جب عیسائیون کے کتون کو

انکی دم کٹی ہوئی اور کان کٹے ہوئے یا گھوڑون کو انکی دم کٹی ہوئی دیکھتا تھا تو خیال ہوتا تھا کہ یہہ کس جرم کی سزا ہے۔ کہ گھوڑا مکھیون کے ظلم سے پریشان ہے۔ اور اوسکا خدا کا دیا ہوا مورچھل بے قصور چھین لیا گیا ہے۔ یا اب اس پیری مین مردون کو ڈاڑہی مونچھہ منڈا کر زنانہ صورت بنتے اور خلقت کو متغیر کرنے کا شوق دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ آخر اس کی بنیاد کیا ہے۔ مگر اس آیت نے تشفی کر دی کہ یہہ شیطانی کام ہے اور شیطان کی مانگی مراد۔ تو اسے لوگو! یہہ کتون یا گھوڑون کی دم کاٹنی جو خدا نے اوس بے زبان اور بیکس مخلوق کو ہاتھہ کی جگہ مکھیون اور پتنگون سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے دی ہے کوئی نئی تہذیب اور علمی انکشاف نہین ہے۔ بلکہ یہہ پرانی ممنوع شدہ ہندی رسم ہے۔ جب تو خدا نے منع کیا کہ یہہ شیطانی کام ہے۔ اور اون حیوانون پر صریح ظلم۔ اسی طرح ڈاڑہی مونچھہ منڈانے کا گھاٹا بہی دیکھہ لو۔ وہ بھی کھلا کھلا ہے کہ وہ قومی شناخت سے نکل جاتا ہے۔ قوم جسوقت قومی حقوق کی ادائیگی پر مائل ہو تو وہ عدم شناخت کی وجہ سے اوس حق کی ادائیگی سے مجبور ہو جائیگی کیا یہہ گھاٹا نہین۔ اس سے آدمی ہندو یا عیسائی تو ہو جائیگا مگر زنانہ صورت بنا کر فلیغیرن خلق اللہ مین کیون نہ داخل ہوگا۔ ایسے سارے افعال رضاے مولیٰ اور اصول اخلاق کے خلاف ہین۔

چوپایون کی طرح پرندون کا بھی تم پر حق ہے وہ بھی تمہاری ہی طرح کی مخلوق ہے وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم سارے چوپاے جو زمین پر ہین اور سارے پرند جو اپنے بازوون پر اوڑتے ہین وہ بھی تمہاری ہی طرح کی امتین ہین (الانعام ع ۴) اونکا نظم و انتظام۔ اون کا تمدن۔ اون کی گفتگو اونکی ہمدردی۔ علی ہذا بہتیری باتین اگر تم فکر کرو تو سمجھوگے۔ اور عجائبات قدرت تم کو دکھائی دینگے تو اونکو کہانے کے لئے شکار کرو تو کرو مگر مشق شکار کے لئے تو اون پر ظلم نہ کرو بس اتنا یاد رکھو کہ نعماء الہیہ کا استعمال غلط اور بے راہ نہو جاے۔ کیونکہ یہہ اصول اخلاق اور رضاے مولیٰ کے خلاف ہوگا۔

آسمان سخرلکم ما فی السموات وما فی الارض خدا نے آسمان و زمین کی کل چیزون کو تمہارے کام مین

لگا دیا (جاثیہ ع۲) یہہ ساری چیزین تمہاری خدمت مین لگی ہین۔ تو ایسے بیوقوف تم کیون بنو کہ انہین پوجکر تم انکی خدمت مین لگو۔ مگر جسطرح زمین کی چیزین ہمارے کام مین لگی ہین اوس طرح آسمانی چیزین ہمارے کام مین نہین لگی ہین زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم زمین اور اوسکی آب و ہوا کو چہوڑکر باقی چیزون سے ہم کام لیتے ہین اور دنیا کی ساری چیزون پر ہماری دسترسی ہے۔ مگر آسمانی چیزین ہمارے کام مین بغیر ہماری دسترسی کے لگی ہوئی ہین۔ مثلاً جیسا کہ چوپایون کی نسبت خدا نے فرمایا۔ انتم لہا مالکون تم اون کے مالک ہو اون پر اختیار تصرف رکھتے ہو۔ لیکن آسمانی چیزون کی نسبت اوس نے فرمایا وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ اوس نے رات، دن، آفتاب و ماہتاب اور ستارون کو تمہارے کام مین لگا دئے جو تمہارے کام مین خدا کے حکم سے لگے ہوے ہین۔ (نحل ع۲)۔

آسمانی نعماے الہیہ کچہ تہوڑے نہین۔ یہہ سب بے تہاہ وسعت بے جان نہین بیکار نہین۔ خدا جانے کتنے راز اسکے اندر ہین ان مین سے بیہ۔ روشنی آفتاب ماہتاب۔ رفتار سیارے قیام ثوابت۔ بجلی کی رَو۔ اور علیٰ ہذا جو چیزین کسی قدر احاطہ علم کے اندر ہین وہ کیا کم ہین۔ اون کے متعلق ہم صرف برقی رَو دریافت کر سکے ہین اور ہوائی جہاز چلانا سیکہا ہے باقی دو لعیتین ہنوز راز سربستہ ہی ہین جو ترقی کی آیندہ دور کے لئے ہین یہہ بہی معلوم نہین کہ یہہ کس قوم کے علمی اور عملی خزانہ کے راس المال ہونگے۔

آسمانی نعماے الہیہ جو مشاہدات انسانی سے پرے ہین وہ انسانی دسترسی سے باہر ہین نہ ہمارا اختیار اون پر نہ ہمارے حقوق اون پر۔ نہ انکا اختیار ہم پر نہ اون کے حقوق ہم پر وہ ہمین کچہہ فائدہ پہونچاتے نہین مگر یہہ تو خدا کی مہربانی ہے کہ ہم کو اون سے فوائد پہونچتے ہین تو خدا نے جسکو راز سربستہ کی طرح رکہا ہے اوسے راز سربستہ ہی رہنے دو۔ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا۔

مینے اصول اخلاق بیان کیا۔ اور اسکے چارون ارکان یا چارون قوتین بہی جن قوتون پر اصول اخلاق کی بنیاد قایم ہے پہر یہہ اصول اخلاق کن کن کے ساتہہ کس کس طرح برتا جائیگا۔ اسکے دوائر بہی بیان کئے ہی ہے۔

توشۂ آخرت۔ اور زراعت آخرت۔ تو یہہ زراعت کہان کی جائے اوسے اب بیان کرنا ہے۔

دنیا

یہہ دنیا کیا ہے جس پر دنیا دل لے رہے ہین۔ اور اوسے ملعون بھی کہا۔ اور اوسکا نام مزرعۃ الآخرۃ بھی کہا۔ یہی دنیا ہے کہ تماشا گاہ قدرت ہے۔ یہی دنیا ہے کہ تماشا گاہ فطرت ہے۔ اسی کے تماشے دیدنی ہین۔ اسی کے افسانے شنیدنی ہین۔ اسکی شراب تیز و تند اور خواب آور ہے جنہون نے پی وہ غفلت کی نیند سو گئے مبارک وہ جو بیدار رہے اور تماشہ بینی مین حقیقت بین رہے۔ اونہون نے دیکھا کہ دنیا کا ہر ایک ذرہ اک کتاب ہے۔ اور ہر ایک کتاب اپنی عبارت جدا رکھتی ہے۔ مگر مفہوم ایک ہی رکھتی ہے۔ ہر ایک کتاب اپنا باب جدا فصل جدا مگر موضوع ایک ہی رکھتی ہے۔ جیسے لیمپ کے شعلون پر چمنیان اور چمنیون پر غبارے اس لئے یہہ مصحف عالم پڑہنے کا اور غور و فکر کرنے کا ہے۔ اسکے عجیب و غریب اسرار کھلتے بھی جاتے ہین۔ پھر بھی راز ہی ہین۔

دنیا کی یہہ نیرنگیان ہین کہ گلستان کے ساتھہ خارستان بھی۔ راحت کے ساتھہ مصیبت بھی۔ رنج کے ساتھہ خوشی بھی تلخی کے ساتھہ شیرینی بھی۔ بھلائی برائی توام یعنی یہہ متضاد مجمع البحرین عالم ہے۔ اسکے باشندے بھی جیسے صورت مین مختلف سیرت مین مختلف ویسے ہی مذہب اور خیال مین مختلف ہین۔ تو ایک گروہ یہہ کہنے لگا ہے کھڑا ہوا کہ ہم دنیا کے لئے پیدا کئے گئے۔ ہمارا کام ہے دنیا مین عیش و عشرت منانا اور مر جانا۔ اور دوسرا گروہ یہہ کہنے لگا کھڑا ہوا کہ دنیا ہمارے لئے پیدا کی گئی۔ ہمارا کام ہے اس مزرعۃ الآخرۃ مین زراعت کرنا۔ اور دوسرے عالم کے لئے ذخیرہ کرنا۔ تو پہلا گروہ دنیا کا ہو رہا چند دنون کی بات تہی۔ ادہر مرا اودہر دنیا دوسرے کی ہو گئی دوسرا گروہ دو جماعتون مین منقسم ہوا۔ ایک جماعت نے دنیا کو چھوڑا۔ مگر دنیا نے اوسے نچھوڑا۔ دوسری جماعت نے اس مزرعۃ الآخرۃ مین زراعت کی محنت کی۔ اور محاصل کاٹ کر بامراد گھر کو لے گیا۔ تو دنیا کیا بری ہو گئی۔ اور کیون بری ہونے لگی۔ غریب زمین نے کیا بگاڑا۔ یہہ تیلے آسمان نے کیا گولے برسائے

یہہ زمین و آسمان کی مخلوق نے کیا پہاڑ توڑے۔ یہہ دنیا تو انسان کے لئے ہے جسکے ساتھہ اسکے فوائد اور اوسکی حیات وابستہ ہے۔ اس لئے یہہ دنیا بری نہین حیات دنیاوی ہی کو بری کہو یا بہلی کہو۔ اگر حیات دنیاوی تمہارے درستی اخلاق سے دین ہو گئی ہے تو تمہاری دنیا دین ہے۔ اور اگر حیات دنیاوی پر ماسوے اللہ اور دنیاوی چیزون نے غلبہ اور سطوت حاصل کر لی ہے نہ اوسمین دینی ہدایات بہی ٹہک سکے تو تمہارا دین بہی دنیا ہے۔ اسی لئے خدا نے بہی اس دنیا کی مذمت نہین کی۔ نہ اسکو چہوڑ دینے کو کہا۔ نہ کوئی دنیاوی مخلوق دنیا کو چہوڑ کر باہر جا بہی سکی۔ ہان حیات دنیاوی کی نسبت اوسکی واضح ہدایتین ہین۔ مختصر یہہ کہ حیات دنیاوی ہی دنیا یا دین ہے اب اسکو جیسی بناؤ۔

خدا فرماتا ہے زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا کافرون کو حیات دنیاوی بہلی دکہائی گئی (بقرہ ۲۶) دنیاوی زندگانی پر ریجہنا کافرون کی شان ہے۔ مگر فی زمانا مسلمانون کا بہی یہی حال ہو رہا ہے دولت و زر دنیاوی ہی بہڑک کو اونہون نے اپنے کمال ترقی کی معراج سمجہا ہے۔ اور اس مین منہمک ہو کر مذہب اور عزت سب کو خیرباد کہنے کو مستعد ہو گئے ہین۔ پہر بہی دنیا انکی نہ ہوئی۔ دنیا کے چلتے دین بہی گیا۔ خسر الدنیا والاخرہ (حج ۲) یہہ دنیا کے ہو گئے تو دنیا ان پر حکمران ہو گئی اگر یہہ دنیا اور خواہشات پر حکمران ہوتے تو یہہ دنیا انکی ہوتی اور محکوم ہو کر۔

حیات دنیاوی کا دوسرا نام حب الشہوات ہے۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب۔ حب الشہوات انسان کو بہلی دکہائی گئی یعنی محبت عورتون بیٹون سونے چاندی کے خزانون نشان کئے ہوئے گہوڑون مویشیون اور کہیتی کی۔ یہہ تو حیات دنیاوی کے فوائد ہین۔ اور بہتر ٹہکانا تو خدا کے قرب مین ہے (آل عمران ۳) پناہ خدا ہی کے قرب مین ملتی ہے۔ یہہ چیزین پناہ دینے والی نہین بلکہ ان کی محبت تباہ کن اور پریشان حال کرنے والی ہے۔ نہ اس مین سکون

ہے نہ اطمینان جس نے ان سے دل لگایا وہ بے پناہ ہوا۔ دیکھ لو دنیا اسی مین ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے۔

خدا نے حب النساء والبنین نہین فرمایا بلکہ حب الشہوات من النساء والبنین۔ فرمایا کیونکہ نہ بیبیان اور بیٹے دشمن نہ انکی محبت جو محدود بحدود اللہ ہو۔ وہ مضر اور تباہ کن۔ کیونکہ بیبیان کرنی اقتضائے فطرت ہے خدا ہی نے فرمایا عورتین اس لئے پیدا کی گئین لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودة ورحمة سورت توفطرتاً خدا ہی نے ڈالدی پھر وہ اسکو مذموم کیون قرار دیتا۔ اسی طرح اولاد کی محبت۔ اسی لئے خدا نے فرمایا بیٹون اور بیبیون کے ساتھہ خواہشات نفسانی کی محبت بھلی دکھائی گئی یعنی وہ محبت نہین جو فطرتی ہو بلکہ حد سے تجاوز کی ہوئی اور شہوات کے درجہ پر پہونچی ہوئی محبت کو مذموم فرمایا کہ یہہ بھلی ہے نہین مگر بھلی دکھائی گئی ہے کہ اسی پر دنیا سری ہٹی ہوئی ہے۔

دنیاوی چیزون سے دل لگانا تو سراب کے پیچھے دھوکا کھانا ہے وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور حیات دنیاوی تو غرور کی پونجی ہے (حدید پ ۲۷ ع ۳) اور غرور کا موجد شیطان ہے پہلے اوسی نے غرور کیا اور غرور کا تخم بویا۔ اسی غرور سے ملعون بھی ہوا۔ اور غرور تو تائب ہونے دیتا نہین۔ اب تک وہ تائب بھی نہوا۔ دنیا کو دیکھو تو یا غرور کرنے یا غرور کے مواد حاصل کرنے مین پڑی ہے۔ اور دنیا مین بہت زیادہ فساد اسی کا ہے حیات دنیاوی اسی کے ہاتھون مذبوح ہے۔

خدا نے فرمایا ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ان لوگون کے بعد ہم نے تم کو دنیا مین خلیفہ بنایا تاکہ دیکھین کہ تم کیسے عمال کرتے ہو (یونس ع ۲) یہہ دنیا تو دار الامتحان ہے اس امتحان سے کون بچا۔ یہہ ہم کیون بچتے تو بطور آزمائش اوس نے ہم کو اونچا بھی کیا۔ اور نیچا بھی۔ او نچے ہوے تو دنیاوی عیش و عشرت پر لوٹے اور نیچے ہوے تو سب کچھ کھونے کے ساتھہ دینی دولتون کو بھی کھو بیٹھے۔ خدا نے ہوشیار کر دیا تھا۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متیٰ نصر اللہ الا

ان نصر اللہ قریب

کیا تم یہہ گمان کئے ہوئے ہو کہ تم جنت مین داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اونکی حالتین جو تم سے پہلے
گذر چکے ہین تم کو پیش نہین آئین۔ اونکو سختیان پہونچین تکلیفین پہونچین وہ جھڑجھڑا بھی گئے یہانتک
تک کہ رسول اور اون کے ساتھی مومنین پکار اوٹھے کہ مدد کب آئیگی تو خدا نے جواب دیا کہ سنو
اللہ کی مدد قریب ہے۔ (بقرہ ع ۲۶) غرض اس دار الامتحان مین عبودیت اور محبت کا امتحان ہے
اور کامیاب ہونے کا نمبر اور معیار تم کو بتا دیا گیا ہے کہ تمہارا حال ہو جانا چاہئے انت ولیی فی الدنیا
والاخرۃ دین و دنیا مین تو ہی ہمارا دوست ہے۔ (یوسف ع ۱۱)
خدا نے فرمایا اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب و لهو وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد
آگاہ ہو کہ حیات دنیا وہی کھیل اور تماشا ہے۔ زینت ہے۔ اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و
اولاد مین بڑھوتی چاہنا (حدید ع ۳) دنیا والون کو دیکھو تو اونکی زندگانی اونہین باتون مین منہمک
ہے لیکن ۱ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ ع ۲ من یرد ثواب الدنیا نؤتہ
منہا ومن یرد ثواب الاخرۃ نؤتہ منہا ع ۳ من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ ومن کان
یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب بعض تم مین دنیا کے طالب ہین اور بعض آخرت کے
ع ۲ جو کوئی دنیا وی بھلائی کی نیت کرے تو اوسے ہم وہی دینگے۔ اور جو کوئی آخرت کی بھلائی کی نیت
کرے تو اوسے بھی ہم وہی دینگے جو وہ چاہتا ہے ع ۳ جسکی نیت آخرت کی کھیتی کی ہوگی تو اوسکی کھیتی
مین ہم بڑھوتی دینگے یعنی آخرت کے ساتھہ دنیا بھی اور جسکی نیت دنیا کی کھیتی کی ہوگی تو اوسے ہم دنیا تو
دینگے مگر آخرت مین اوسکا کچھہ حصہ نہو گا (ع ۱ ال عمران ع ۱۶ و ع ۲ ال عمران ع ۱۵ و ع ۳ شوریٰ ع ۳) یعنی بنا
اصل مین نیت ہے۔ تو چاہئے تم دین اور دنیا کی روش اختیار کرو کہ تم کو دین و دنیا دونون ملین یا یہ
یورپین ترقی کی روش کہ دنیا مین تمہاری کامیابی ہو مگر آخرت مین تمہارا کوئی حصہ نہو۔ چند روزہ کامیابی
کو کامیابی کہو یا ناکامی۔ ڈوب کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مطلب بہت یکسوئی۔ فراغ قلبی استقلال اور

حسن اخلاق۔ یہہ صفات ہین کہ کامیابی انہین پر منحصر ہے۔ مگر اس روشن زمانہ کی رفتار ترقی پر چلو تو طلب
کر سکتے ہو۔ ہمت کر سکتے ہو۔ اس مین کلام نہین مگر ذرہی ناکامی مین بھی دونون کھو سکتے ہو۔ کیونکہ یکسوئی
اور فراغ قلبی جو اسکی حفاظت کرنے والی ہے۔ وہ یورپین رفتار ترقی مین نہین۔ استقلال ہے مگر
حسن اخلاق سنافقانہ۔ اور بعض ان صفات کے ترقی۔ ترقی نہین ہے۔ اک فوق السطح کی نمائش ہے
دولت و ثروت تو بیون کو ہے۔ مگر انسانی صفات مین وہ کورے۔ ایسے حال مین کامیابی جو ہوگی
وہ بھی نمائشی ہوگی۔ گو یہہ غلغلہ آمیز ہو۔ مگر چھوٹی قلبی چند دنون کی۔ اسکی تصدیق آنےوالی نسلین کرینگی
اگر اسلامی رفتار سے ترقی کرنی چاہو تو تمہین تصفیہ و تزکیہ حاصل ہوگا اور خدائی محبت اور رضا ے
ہرنے جو اصول اخلاق ہے۔ تمہارے ہر کام کا مرجع ہوگی جس سے تمہارے روحانی صفات چمک
اوٹھینگے۔ اور نہ بھٹکنے والی طلب نہ ٹوٹنے والی ہمت۔ ایمانی فراغ قلبی اور اخلاص سنداۃ حسن اخلاق
تمہین ایسا کامیاب بنائینگے جو ظاہری بھی ہو۔ اور باطنی بھی۔ اور وہ ناگزیر ہوگی لیے ارادہ۔ یہہ دور
ایک دن آنے والا ہے۔ جو آکر رہیگا۔ اور اگر دنیا کی طلب دنیا کے محکوم بنکر۔ دنیا کے قیدی
بنکر کروگے۔ تو تمہاری دنیا بوجھل پریشان کن۔ خانہ جنگیون کا میدان۔ ناشدنی ہوسون کا خارزار ہوگی
گرچہ ظاہر مین اطمینان و سکون نظر آئے۔ جیسے آج کل کا حال ہے تحسبہم جمیعا و قلوبہم
شتی بینہم تو یہہ تمہاری پیٹھ مین ایسا سرطانی زخم ہوگا کہ نہ تم اوسے دیکھ سکو نہ اپنے ہاتھون
مرہم پٹی کر سکو۔ نہ اوس مین سنہ ہو۔ نہ وہ پہسلے نہ بھٹے۔ یا تو وہ پھیلا جائے یا اندر ہی اندر بڑھ کر
ختم کولے مرے۔ اور دیکھہ لینا موجودہ ترقی اسی زہریلے زخم سے مرنے والی ہے۔

میری یہہ غرض نہین کہ دنیا چھوڑ دو۔ دنیا کی مخلوق ہو دنیا چھوڑ کر کہان جا سکتے ہو۔ آبادی بساو یا جنگل
دونون اسی دنیا مین۔ مگر دنیا اون مین نہین۔ دنیا تو تم مین ہے۔ بس اس دنیا کو دین بنا ڈالو کہ سب کچھ
کرو جو دنیا والے کرتے ہین۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر مگر اعمال کا قبلہ ایک ہی رہے۔ کہ دنیا تمہارے

لئے ہو اور تم خدا کے لئے۔ **۵**

نمی گویم کہ در گلشن گل و باغ و بہار از من — بہار از یار و باغ از یار و گل از یار و یار از من

دل بیار و دست بکار۔ مگر بجائے اسکے تمہارا حال تو یہہ ہو رہا ہے۔ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ تم چاہتے ہو مال و متاع دنیاوی اور خدا چاہتا ہے تمہاری آخرت کی بہبودی (انفال ع۹) تم خدا کے ہو رہو کہ خدا تمہارا ہو جائے تو اوسکی دنیا بھی تمہاری۔ اور دنیا کے ہو رہو گے تو دنیا کی بساط کیا چند ہی دن۔ قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی اے رسول کہدو کہ دنیا کا فائدہ تو محض قلیل ہے۔ پرہیزگارون کے لئے تو آخرت بہتر ہے۔ (نساء ع۱۱) آخرت کو گھر سمجھو اور دنیا کو تجارت کی منڈی۔ تجارت کرنے آئے ہو تو اس منڈی مین تم بھی اپنی دوکان لگاؤ۔ مگر دوکان اس لئے کرو کہ گھر بھرے۔ اس لئے نہین کہ گھر تمہاری غفلتون سے اوجڑ جائے اور دوکان پر رونق ہو جو تمہاری قیام گاہ نہین قرارگاہ نہین۔ اگر تم ایسا ہی کرو تو کیا۔ ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل کیا تم آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر راضی ہو بیٹھے تو حیات دنیاوی کی پونجی آخرت کے مقابلہ مین تھوڑی ہی ہے (توبہ ع۶) افسوس کہ تمہارا تو یہی حال ہو رہا ہے کہ تم دنیاوی ہی زندگی پر راضی ہو بیٹھے۔ اور دین کو اولٹا کھیل تماشا بنالیا ہے۔ کیونکہ تم کو دنیاوی زندگی کی کامیابون نے مغرور کردیا ہے۔ تو خدا فرماتا ہے۔ وذر الذین اتخذوا دینھم ھزوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا۔ جنہون نے اپنا دین کھیل تماشا بنالیا ہے اور اون کو دنیاوی زندگی نے دہوکے مین ڈال رکھا ہے ان کو چھوڑ دو یعنی اون سے قطع تعلق کرلو (انعام ع۸) دنیا نے تمکو اس درجہ مغرور کر رکھا ہے کہ فرمان الٰہی سنکر بھی تم ٹس سے مس نہین ہوتے۔ نامراد دنیا کی جھوٹی قلعی پر مرے مٹے ہوے ہو اور اپنے کو اہل دنیا اور طالب دنیا کہنا فخر بھی جانتے ہو۔ گرچہ ایک دن دنیا مین نہ رہوگے تم سے سب کچھ چھین لیا جائیگا

سارا بول بالا نیست ہو جائیگا ہوش آئیگا اوس وقت جب ہوش آنا کام نہ دیگا نہ ناجائز حاصل کئے ہوے پرامسیری نوٹ کام آئینگے۔ نہ کوئی انشورنس کمپنی۔ نہ فرنشڈ بلڈنگ۔ نہ کونسل کی ممبری نہ پولیٹیکل کمیٹیون کی پریزیڈنسی۔ نہ لیڈرانہ جہوٹ دا سپیچیں نہ واعظین کاریا کارانہ وعظ۔ نہ مشائخون کا عرس و رقص۔ طالب ما سوا اللہ طالب دنیا ہین اونکے لئے فلاح نہین دعز تھم الحیوۃ الدنیا۔ یہہ غور و فکر کا مقام ہے۔ حیات دنیاوی کی محبت ہی مغرور بنادیتی اور ہر طرح اولجہا کر مار رکھتی ہے۔ اسی کا ترجمہ ہو حب الدنیا راس کل خطیئۃ دنیا کی محبت ساری برائیون کی جڑ ہے۔ پہلے یہہ حیات دنیاوی پھر ایندون سے لگاؤ ن سے خدا اور رسول سے چھڑا دیتی اور تنہا چھوڑ دیتی اور کنوین ہی سے ملکا چھوڑتی ہے۔

شوہر کو بیوی سے بیٹے کو ماں باپ سے۔ بہائی کو بہائی سے دوست کو دوست سے لڑانے والی یہی اسنے والی اور ہر طرح کے فساد کا تخم ڈالنے والی غور سے دیکھو تو دنیا کی محبت ہی ہے یہہ دنیاوی زندگی دنیا نہین دنیا کی محبت دنیا ہے۔ اسکی مثال یہہ ہے۔ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماءٍ انزلنٰہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتیٰ اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتٰھا امرنا لیلًا او نھارًا فجعلنٰھا حصیدًا کان لم تغن بالامس کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم یتفکرون دنیاوی زندگی کی مثال تو ویسی ہی ہے جیسے ہم نے بدلی سے پانی برسایا اوس سے نباتات اوگے۔ جسے آدمی اور چوپائے کہاتے ہین۔ یہان تک کہ زمین جب اپنے بناؤ سنگار پر آئی اور مالک نے سمجہا کہ اب کہیتی اوسکے ہاتہہ لگ گئی تو ہمارا حکم ظاہر یا پوشیدہ آپہونچا اور ہم نے اوسے کاٹ کر ڈہیر کر دیا گویا کل یہان کہیتی تہی ہی نہین۔ ایسا ہی ہم غور کرنے والون کو کہول کہول کر پتے دیتے ہین (یونس ۳۷) بس حیات دنیاوی جسپر لوگ مرے مٹے ہوے ہین یہی ہے ہوس

کے سراب وار دریا پر طمطراق کا قلعہ اوٹھایا۔ اوسے موہوم امیدون کی آرائیشون سے سجا سجایا سمجھے کہ یہی
جنت ابدی ہے۔ بڑے بڑے بول اور تعلیون کا بازار گرم کیا اور اپنے کو دہو کا دیکر سمجھنے لگے کہ ہمیا کو
حالانکہ دنیا بہت ایسون کو نگل گئی اور ہضم بھی کر گئی موت آتے دیر نہین کہ حرف غلط کی طرح مٹ گئے گو
پیدا ہی نہوئے تھے تو اس محبت اور انہماک دنیا دی کا نقصان خدا کو کچھہ تھوڑے ہوتا ہے اپنے
گھر مین آگ تم لگاؤ۔ ہادیان مذہب کی بیمہ کی کمپنی آگ بجھانے آئے تو بجھانے نہ دو۔ نہ گھر سے نکلو تو
پڑے اوس آگ مین آپ جلا کرو۔

یا ایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیواۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم تعملون - لوگو!
تمہاری سرکشیون کا وبال تمہاری ہی جانون پر ہے۔ دنیا دی زندگی کا فائدہ اوٹھالو۔ پھر ہماری ہی طرف
تم کو لوٹنا ہے پھر تم کو تمہارے اعمال جتا دینگے (یونس ع ۳) سرکشی کی تو بھگتنا پڑے گا۔ یہہ
چندروزہ دنیا دی فوائد نے تم کو دہوکے مین رکھا۔ اور مغرور بنا دیا ہے۔ تو یہہ کئے دن آخر مرنا ہے۔
اور حضوری مین حاضر ہونا ہے۔ یہہ سارے نتیجے غفلت کے ہین۔ خدا غفلت سے اپنی پناہ دے۔

ان الذین لا یرجون لقاءنا و رضوا بالحیواۃ الدنیا و اطمأنوا بہا والذین ہم عن آیاتنا غفلون اولئک ماوٰ
النار بما کانوا یکسبون ۵ وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی اُمید نہین رکھتے۔ اور دنیا دی زندگی
پر راضی ہوگئے اور اسی کے ساتہہ اطمینان حاصل کیا اور وہ بھی جو ہماری نشانیون سے غافل ہین یہی لوگ
ہین جن کا ٹھکانا اونکی کرتوتون کے سبب جہنم ہے (یونس ع۱) لایرجون لقاءنا۔ **قرآن مجید**
مین بہتیری جگہ آیا ہے۔ اس سے لوگون نے آخرت کی ملاقات سمجہا ہے۔ مگر قرآن مجید کا کوئی لفظ یا کوئی
اشارہ ایسا پایا نہین جاتا۔ پھر اپنی راے سے قرآن مجید کو مقید کرنیکی کیا ضرورت۔ اسکی تعمیم کی تخصیص
صحیح نہین۔ خدا کی ملاقات کی اُمید نہین رکھنے کے صاف معنی یہی ہین کہ جو طالب خدا نہین ہین۔ جو
طالب خدا ہین وہ تو ملنے کی اُمید رکھتے ہین۔ یہہ بحث لغو ہے کہ وہ دیکھہ نہین سکتے اور اس دنیا مین

دیکھینگے کیونکہ نہ وہ اس دنیا میں دیکھ سکتے نہ اوس دنیا میں۔ مگر وہ قادر ہے کہ وہ اپنے کو جیسے اوس عالم میں دکھا سکتا ہے۔ اس عالم میں بھی دکھا دے۔ طالبین خدا اپنی قدرت کو دیکھ کر نا امید ہوتے ہین۔ اور اوسکی قدرت کو دیکھ کر امیدوار۔ الایمان بین الخوف والرجا ہوتا ہے۔ آیت کا مطلب یہہ ہے کہ جو لوگ یہان خدا سے ملنے اور اوسکی حضوری کے امیدوار نہین ہین۔ طلب نہین آئی۔ اور وہ حیات دنیاوی ہی پر راضی اور مطمین ہوگئے۔ اور اوسکی نشانیون سے بھی غفلت کی یعنی نہ ذکر کیا نہ فکر کیا اونکو دنیاوی مشاغل نے ادہر متوجہ ہونے نہ دیا۔ اونکو اوس سے ملنے کی بیچینی نہ ہوئی۔ وہ دنیاوی ہی فارغ البالی پر راضی ہوگئے اور خدا کی نشانیون سے جن سے اونکو طلب اور تڑپ ملنے کی پیدا ہوتی غافل ہوگئے تو وہ ایسی کرتوت کے سبب جہنمی ہین۔ ایسون پر افسوس ہے۔ اونکی نادانی دیکھو فرحوا بالحیواۃ الدنیا وما الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا متاع ٥ وہ دنیاوی ہی زندگی پر خوش ہوگئے۔ اور دنیاوی زندگی تو عاقبت کے مقابلہ مین بے حقیقت چیز ہے (رعد ع ۳) خدا کا یہہ مطلب نہین کہ بے حقیقت ہے تو اوسے چھوڑ دو بلکہ مطلب یہہ ہے کہ حیات دنیاوی بے حقیقت ہے۔ تو اوس سے دل نہ لگاو۔ خدا کی دنیا مین رہو خدا والے ہوکر۔ کہ دنیا چھوٹے نہین بلکہ دنیا دین ہو جائے۔

ورنہ یاد رکھو من کان یرید الحیواۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لا یبخسون اولئک الذین لیس لہم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیہا وبطل ما کانوا یعملون ٥ جو کوئی دنیاوی زندگانی اور دنیاوی زینت کی نیت کرتا ہے توہم اوسکے اعمال کا بدلہ دنیا ہی مین پورا بھر دیتے ہین وہ یہان گھاٹے مین نہین رہتا۔ مگر یہی لوگ ہین جن کے لئے آخرت مین جہنم کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ اونکا دنیا مین سارا کچھ کیا دہرا اسٹ گیا۔ اور اون کے اعمال نیت دنیا برباد ہوگئے (ھود ع ۲) کمانا کھانا ہو تو نماز روزہ ہو تو۔ دنیا کی نیت ہوگی تو دنیا ہے۔ اور دین کی نیت ہوگی تو دین۔ فلا تغرنکم الحیواۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور تو تم کو دنیاوی زندگی دہوکا نہ دے۔ اور تم کو اللہ کے بارے مین شیطان دغاباز فریب دے

(فاطر ع) اگر تم اب نہ چیتو گے تو ایک دن چیتو گے جس دن تم کو کہا جائیگا۔ اذھبتم طیبٰتکم فی الحیوٰۃ الدنیا واستمتعتم بھا الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون تم دنیا کی زندگی مین مزے اوڑا چکے اور اون سے فائدے اوٹھا چکے تو آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دیجائے گی کہ تم دنیا مین ناجائز تکبر کیا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ تم بدکاری کرتے تھے۔ (احقاف ع) خدا کا ہر لفظ قابل توجہ اور قابل غور و فکر ہے۔ اسی آیت کی غیرت نے بعض فقرا کو دنیاوی تمتع سے روکا اور رہبانیت کی راہ دکھائی۔ یا صحرا اور جنگل مین دیوانہ وار پھرایا۔ یا خلوت کے کونون مین بٹھا دیا۔ مگر وہ غلطی مین پڑے کیونکہ دنیاوی لطف و تمتع جرم نہ تھا بلکہ اسکا تکبر اور دنیاوی فوائد سے بدکاریان۔ بما کنتم تستکبرون اور بما کنتم تفسقون فرمایا ہے۔ دوسرے ان جرمون سے بچنے کی راہ جو رہبانیت کی اختیار کی گئی یہہ خود رضاے مولے کے خلاف ہے اور اہل کتاب کی قایم کردہ بدعت تو دیکھو۔ دنیا مین ہو دنیاوی تمتع حاصل کرو۔ مگر دنیاوی تمتع سے دل نہ لگاؤ۔ وما ھذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ۔ یہہ دنیاوی زندگانی تو بس لہو و لعب ہے حقیقت مین دار آخرت کی زندگی ہے۔ کاش لوگ سمجھتے (عنکبوت ع) کیونکہ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق جو تمہارے پاس ہے وہ تو بنڑ جائیگا۔ اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہیگا۔ (نحل ع ۱۳) مبارک وہ جو حضوری کے طلبگار رہین۔ اور افسوس اون پر جو غفلت کی نیند سوتے ہین۔ فانی سے دل لگاؤ گے تو فنا ہو جاؤ گے۔ اور یہی روحانی موت ہے۔ اور باقی سے دل لگاؤ گے تو نہ فنا ہونیوالی حیات تم کو ملے گی فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ہم اونہین زندگی بخشینگے۔ پاک زندگی یہہ حیات طیبہ ایک ایسی زندگی ہے جسکا جسم نورانی جسکی سماعت بی یسمع اور جسکی بصارت بی یبصر اور جسکا سوا جبہم سیماھم فی وجوھھم وجہ اللہ اور جسکا وجود محیای ومماتی للہ رب العلمین ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اے لوگو! جو لوگ دنیاوی چمک دمک پر مر مٹے۔ اور روحانیت سے غافل ہو گئے۔ وہ جسم ہین بے جان

لفظ ہین بےمعنی۔ اونہون نے اون نعمتون کو جو روحانیت کے لئے ملی ہین ضایع کردیا برباد کردیا تو اون سے بڑہ کر ناشکرا کفران نعمت کرنے والا کون۔ ایسے کافرون کی شان ہین خدا فرماتاہے فویل للکفرین من عذاب شدید الذین یستحبون الحیواۃ الدنیا علی الاخرۃ ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا اولئک فی ضلل بعید ٥۔ افسوس ہے کافرون کے سخت عذاب پر۔ یہہ وہ ہین جو بمقابلہ آخرت دنیاوی زندگی کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ (یعنی دنیا کو دین پر مقدم کئے ہوے ہین۔) اور لوگون کو خدا کی راہ سے روکتے ہین اس طرح کہ اوس ہین کجی ڈہونڈہتے ہین یہی لوگ پرلے درجہ کی گمراہی مین ہین (ابراھیم ع۱) افسوس فی زماننا یہی حال مسلمانون کا ہورہاہے کہ اونکی کائنات دنیا ہوگئی ہے جس مین خدا کا نام نہ آئے اور مذہب اون کے کورانہ عقلی اور گمراہانہ فلسفی اعتراضون کا نشانہ گاہ ہے۔ اونکا کام ہے۔ دہریون کے اعتراضونکا دُہرانا۔ اور قرآن اور قرآن کے ماننے والون پر اعتراض جمانا تشفی سے مطلب نہ غور و فکر سے واسطہ صرف باپ اور اقران کو خوش کرنا کہ ہم فلسفی تعلیم یافتہ اور آزاد خیال ہوگئے۔ ان پر خدا ہی رحم کرے یہہ دنیاوی خفیف کامیابیون پر مغرور ہوگئے ہین اور غرور حق طلبی کی آنکھین پھوڑ دیتاہے۔ تو مغرور نہ توبہ کرتاہے۔ نہ اوسکی توبہ قبول۔ فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیواۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم تو جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے اور حیات دنیاوی ہی کا طالب ہو اوس سے اعراض کرو۔ یہہ اس سبب سے ہوتاہے کہ اون کے علم کی رسائی یہین تک ہے (النجم ع۲) تو وہ اس کا کچھ بھلا نتیجہ نہ پائینگے۔ فاما من طغی واثر الحیواۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی جس نے سرکشی کی اور دنیاوی ہی زندگی کو بہتر سمجھا تو بےشبہ وہ گیا جہنم مین (النزعت) اتنا کچھ جان بوجھ کر بھی لوگ دنیا کے اتنا کیون گرویدہ ہین۔ جہلا تو جہلا بلکہ بہتیرے فقرا بھی اس مرض کے مریض ہین۔ آخر اسکی وجہ کیا؟ تو خدا فرماتاہے۔ یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ٥ وہ حیات دنیا کے ظاہر کو جانتے ہین اور آخرت سے تو وہ غافل ہین (روم ع۱) اور غفلت ہی ام الجرایم ہے۔

مسلمانو! اب سمجھتے ہو کہ دریا مین رہین اور مگرمچھ سے بیر۔ دنیا مین رہین اور محبت دنیا سے پرہیز ہان ہان
تمہین ایسا ہی ہونا چاہئے کہ دریا مین رہو اور مگرمچھ سے بیر رکھو اوس سے آمیزش کروگے تو وہ تمہین
نگل جائیگا۔ اسی طرح دنیا مین رہو اور اوسکی محبت سے پرہیز کرو دل لگاؤ گے تو وہ کھا جائیگی کتنون کو کھا چکی
مگر تمہاری سمجھ مین نہین آتا کہ یہہ کیونکر ممکن ہے۔ ممکن نہوتا تو خدا اسکی ہدایت ہی کیون کرتا۔ فقہائے ربانی یعنی
واعظین کی جماعت اسی لئے تو خدا نے قایم کردی ہے کہ تم خدا کی باتین سنو خدا سے ڈرو۔ اور خدا طلبی کی راہین
ڈہونڈہو۔

فقہائے ربانی یا واعظین

تفقہ کے معنی دین مین سمجھ پیدا کرلے کے ہین۔ لعلکم تفقہون اور لعلکم تعقلون سے قرآن مجید بھرا
پڑا ہے۔ خدا نے بہت کچھ اپنی نشانیان اور ملکوت زمین و آسمان اور عبرت انگیز واقعات طرح طرح
سے بیان فرما دیئے ہین تاکہ تم عقل کو کام مین لاؤ اور دین مین سمجھ پیدا کرو۔ مگر فطرت مختلف الکیفیت بنائی
گئی ہے اس لئے یہہ ہر شخص کا کام نہین۔ بہ این لحاظ نظام روحانیات نے نظم یون کیا ہے کہ ایک
جماعت ضروریا بضرورا ایسی ہونی چاہئے جو دین مین تفقہ پیدا کرے۔ اور قوم کو خدا کی عظمت و جلالت
اوسکی کبریائی اور بے نیازی سے ڈرائے کہ دلون مین ہیبت کبریائی پیدا ہو۔ کیونکہ یہی ہیبت کبریائی
قطع ماسوا۔ صفائی باطن اور حصول قرب خداوندی کا موجب ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ فلولا نفر من
کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ؁
تو کیون اونکی جماعت مین سے کچھ لوگ نہ نکلے کہ دین مین تفقہ پیدا کرین۔ اور جب قوم کی طرف
متوجہ ہون تو قوم کو ڈرائین شاید وہ بچتے رہین (توبہ ع ۱۵) یہہ انذار رسالت کی ایک
خدمت ہے اس ہدایت کے بموجب کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئین جو دین مین تفقہ پیدا کرین۔ تفقہ کے یہ
معنی نہین کہ سیاست مین بادشاہ کے سہیم و شریک ہون اور بیع و اجارہ اجتماعی مقدمات کا فیصلہ

اور فتوے دین بلکہ وہ قوم کو خدا کی عظمت و جلالت سے ڈرائین تاکہ قوم دنیوی معاملات مین بھی یعنی د
حد سے باہر نہ جلنے اور اپنے اصلاح حال کے جانب متوجہ ہو۔

فقہائے ربانی آمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ کے مظہر ہین
انکی خدمت ہے۔ عظمت و جلالت کبریائی کی سطوت دلون مین بٹھاکر امر معروف اور نہی منکر کرتا۔ مگر
یہہ خدمت وہ کب ادا کرسکینگے جب وہ خود حدود اللہ کے محافظ ہو لینگے ورنہ وہ بجائے فقیہہ ہونیکے
خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت کے مصداق ہون گے اسی لئے خدا نے فرمایا۔ والحفظون
لحدود اللہ۔

فقہا کی خدمت موعظت و نصیحت ہے تو مناسب ہی نہین بلکہ ضرور ہے کہ مین کسی قدر موعظت
کے متعلق بھی ہدایات ربانی سنادون تاکہ واعظین کو اصلاح حال کا موقع ملے۔

موعظت

فقہا کی خدمت بیان کی گئی موعظت و انذار کی۔ تو خدا کا فرمان یہہ ہے یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ
من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین ۵ لوگو! خدا کی طرف سے موعظت اور امراض باطنی کی شفا
اور مومنون کے لئے ہدایت و رحمت تمہارے پاس آچکی (یونس ع ۶) بس یہی خدائی موعظت
سنادو۔ یعنی قرآن مجید کہ یہہ تو سراسر نصیحت ہی ہے۔ خدا نے کس طرح بقسم فرمایا ہے۔ ص
والقران ذی الذکر قسم ہے قرآن نصیحت کرنے والے کی۔ موعظت و نصیحت اوسی نے بھیجی
ہے۔ اوسی کو پہونچا دینا ہے۔ مگر دین مین سمجھ پیدا کرلینے کے بعد تاکہ یہہ خدمت بے جگہ نہو۔ اور
بے فائدہ نہو جائے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنہ راہ خدا کی طرف لوگون کو عاقلانہ اور نصیحت سودمند سے
بلاؤ (نحل ع ۱۶) اوس وقت نصیحت کرو جب سمجھو کہ میری نصیحت کارگر ہو گی۔ وذکر ان

نفعت الذکریٰ (اعلیٰ ع۱) اور ان باتون سے نصیحت کرو جو فطرتاً موثر ہوا کرتی ہین۔ وذکرھم بایام اللہ اونکو ایام اللہ یاد دلاؤ۔ کہ ایام اللہ کس کس طرح گزرے ہین (ابراھیم ع۱) اس مین اگر مجادلہ کی نوبت آجائے تو جادلھم بالتی ھی احسن مجادلہ بعنوان احسن کیا کرو (نحل ع۱۶) جسکو خود خدا نے بتا بھی دیا وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر تم سے لوگ مجادلہ کرین تو کہدو کہ تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے (حج ع۹) یعنی مجادلہ سے کنارہ کش ہو۔ اور خدا کے حوالہ کرو۔ اے فقیہو دعوت الی اللہ کئے جاؤ اور عیسائیون اور آریہ کے مجادلہ مین نہ پڑو کیون کہ تفقہ کی خدمت ہے انذار۔ اور خدا نے فرمایا۔ انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب تم تو ڈراتے ہو اوسکو جس نے قرآن کی پیروی کی۔ اور بے دیکھے خدا سے ڈرا (یس ع۲) قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کہدو کہ یہی میرا راستہ ہے۔ مین اور میرے متبعین سمجھ بوجھکر دعوۃ الی اللہ کرتے ہین (یوسف ع۱۲) اس دعوۃ الی اللہ مین جنگ وجدال اور مار دھاڑ تو ہرگز جایز نہین اوسنے فرمایا ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ برائی کا دفعیہ اچھی خصلتون سے کیا کرو (مومن ع۶) قصے بھی بیان کرو تو قرآنی ہی۔ خدا نے فرمایا جاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکریٰ للمومنین ان قصون مین تمہارے پاس حق باتین اور موعظت ونصیحت مسلمانون کے لئے آچکی۔ (ھود ع۱۰)۔

المختصر تبلیغ رسالت کرنی یہی نصیحت ہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ یٰقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النٰصحین ۵ اے قوم مین تمکو تبلیغ رسالت کر چکا اور تمکو نصیحت کر دی لیکن تم ناصحون کو پسند نہین کرتے۔ (اعراف ع۱۰) معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم ایشیائی شاعرون سے سبق آموز تھی جنکو ناصحون پر آوازے کسنے مین خاص مزہ آتا ہے۔ حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا۔ ابلغکم رسلٰت ربی وانا لکم ناصح امین۔ مین تم کو تبلیغ رسالت کرتا ہون اور مین تمہارا امانتدار ناصح ہون (اعراف ع۹) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا ابلغکم

رسلت ربی والنصح لکم میں تمکو تبلیغ رسالت کرتا ہون اور تمہارا ناصح ہون (اعراف ۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ یٰقوم لقد ابلغتکم رسلٰت ربی ونصحت لکم فکیف اٰسیٰ علےٰ قوم کٰفرین۔ اے قوم مین تبلیغ رسالت کرچکا اور تمکو نصیحتین کرچکا تو کس قدر افسوس ہے نہ ماننے والون پر (اعراف ۱۱) یہی تبلیغ رسالت سب کی موعظت ونصیحت تھی اور سب نے کتاب اللہ ہی سے موعظت ونصیحت کی۔

مگر یاد رکھو جیسا کہ سینے بیان کیا ہے کہ پہلے خود اپنی اصلاح کرلو اور حدود اللہ کی حفاظت کرلو تو نعقہ کی انداز وتبلیغ کی خدمت کے لئے اٹھو خدا فرماتا ہے۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ۰ کبر مقتاً عند اللّٰہ ان تقولوا ما لا تفعلون ۰ وہ باتین کیون کہو جو خود نکرو۔ خدا کے نزدیک تو یہہ بہت ناشایستہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نکرو۔ (صف ۱) ۔

داعظو! آؤ اور اس آیت کے مطابق اپنا محاسبہ کرو۔ مگر تم محاسبہ ہرگز نکروگے۔ کیونکہ داعظین ربانی اب رہے نہین گویا اونکا سلسلہ ہی بند ہوگیا۔ اور تبلیغ اسلام کا ستارہ دہندلکی مین پڑگیا۔ آجکل کا وعظ کیا ایک قسم کا مشاعرہ نہین تو سناٹرہ ہے۔ ادہر چوٹ اودہر چشمک زنی قرآن کی آیت تو تبرکاً پڑہی گئی۔ مگر سندات مین یورپین صاحبون کے اقوال لائے جاتے مین۔ جو وحی کی جگہ قایم ہوے ہین۔ بہترین وعظ وہ ہے جسمین بار بار قوم قوم کی پکار ہو جس مین کچھ اپنے پرایون کے سفر کے فسانے بیان کرکے دلچسپی پیدا کی گئی ہو کہین اپنے مذہب کے لاجواب ہونے پر کوئی نکتہ بیان کیا گیا ہو کہین آریہ یا ہندو۔ عیسائی اہل حدیث۔ اہل فقہ۔ یا اہل تشیع اہل تسنن پر چشمک اور حملے کئے گئے ہون کہین بزرگان دین کے بغیر جانچے ہوے قصے بیان ہون اور دوسرے اشعار مثنوی معنوی گاکر یا کسی یورپین اقوال کی سند لاکر بات موثر بنائی گئی ہو۔ اور بہترین داعظین وہ جو منہ بولی باتین خوب بنائین اور ہر سکے سامنے اوسکی سی کہین موقع ومحل پہچانین اور پولٹیکس جانتے ہون۔ اور یہہ سارا کچھ

اس لئے کہ میرے وعظ کا غلغلہ بلند ہو اور ہم آزاد طبقہ مین لیڈر اور پرانے طبقہ مین ہادی تسلیم ہون ۔
قومی ہمدردی قومی ہمدردی پکارا کرتے ہین. مگر وہ اسٹیج ہی تک گھر آئے، تو وعظ کی تعریف پر کان در
اچھا مہر ملنے پر خوشی ۔ اور بعضون کا زر موعودہ ملنے کی طرف دہیان اور بعضون کو ہاتہہ پاؤن جڑ سوانے کا
غرور، نصیحت وہی کر کے آئے جسکی نصیحت کئے جانے کے وہ خود مستحق تھے ۔ اسی لئے نہ آجتک اتفاق
ہوا نہ ہمدردی ہوئی رحمہ کیا ؟ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم وہ بولتے وہین جو انکے
دلون مین نہین ۔ یہہ کچھہ قرآن تبلیغ بھی کرتے ہین تو انکی ریاکارانہ تبلیغ قرآن پر بھی پردہ ڈال دیتی ہے ۔ بات
مین جب صدق اخلاص نہین تو نتیجہ کی اُمید غلط ۔

غرض قوم کو فقہاے ربانی کی ضرورت ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے ۔ اور اوسکے دل مین خدا کی طلب
پیدا ہو ۔ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ۔ بے شبہ یہہ تو نصیحت
ہے ۔ تو جو چاہے خدا کی طرف راہ پکڑ لے ۔ (مزمل ع۱) ۔

طلب

تم نے پڑہا کہ تصوف ازلی ہے ۔ یہہ بھی پڑہا کہ تصوف کی خدائی اصطلاح صراط مستقیم یا صراط اللہ ہے
یعنی اپنے اور خدا کے درمیان خط کھینچو ۔ یا رشتۂ محبت پیدا کرو تو سب سے چھوٹا خط صراط مستقیم
یا صراط اللہ ہے ۔ تم نے یہہ بھی پڑہا کہ صراط اللہ کی رفتار و روش رہنمائے سوئے یعنی اصول اخلاق کی
تعمیل ہے ۔ تم نے یہہ بھی پڑہا کہ اسکی تعمیل کے لئے اصولی چار قوتین ہی ہین ۔ جو اوسکے ارکان ہین ۔ تم نے
یہہ بھی پڑہا کہ یہہ قوتین کہان اور کن کے ساتہہ صرف کی جائین ۔ وہ اوسکے دوائر ہین ۔ تم نے یہہ بھی
پڑہا کہ اسکی تعمیل کی جگہ یہہ دنیا ہے جو مزرعۃ الآخرت ہے ۔ تم نے یہہ بھی پڑہا کہ اس دنیا مین فقہاے
ربانی مامور بحکم خداوندی ہین ۔ جو تمہین برائیون سے روکین اور تعمیل حکم یعنی اصول اخلاق و روحانیت
کی طرف توجہ دلاتے رہین تاکہ تم مین طلب پیدا ہو ۔

اب اگر تم مین طلب آئی ہے تو اوسکی حفاظت کرو۔ اسکی پرورش کرو۔ اسکا محاسبہ کیا کرو۔ اور اسکے نگران رہو کہ یہہ تخم بڑہے اور پہول پہل لائے۔ یہہ تخم تمہارے دل مین بویا گیا ہے تو ذکر و فکر اور ریاضات و مجاہدات سے اسکو پانی دیتے رہو۔ اور سینچتے رہو کہ یہہ درخت بنے اور اپنے پورے اوٹھان پر آئے۔ یہی وہ درخت ہے جسکی شاخین آسمان سے بلند ہین۔ اسکی آیتین کلمہ طیبہ کے ذکر کے بیان مین دیجائینگی۔

ہوشیار ہو کہ طلب خالص لوجہ اللہ ہو۔ خدا کی غیرت شرکت پسند ہی نہین کرتی کہ بندہ تو ہو خدا کا اور طالب ہو ماسوا کا۔ دل کی آنکہ خیال کا ہاتہہ اودہر ہی رہے۔ اور ہاتہہ پاؤن قوے اور سارے حواس اوسی کے اشارہ سے کام مین لگے رہین۔ یہی طلب خالص ہے۔ یہہ عطیہ ایزدی ہے۔ جسکو ملے جسکو ملی وہ ناکام نہین رہا۔ اسی طلب کی قوت پر منزل تک رسائی پا سکتے ہو۔ اگر طلب کہوٹی یا بدراہ ہوئی۔ اور ایمان کا دامن اسکے ہاتہہ سے چہوٹ گیا تو جہنم کے سوا کہین مقام نہین۔

ایک بزرگ کا مین ایک خواب سناؤن۔ خواب کاہیکو اک ہدایت نامہ ہے۔ موجب عبرت ہے اور نتیجہ خیز بہی۔

ایک بزرگ نے خواب مین دیکہا کہ ایک بہت بڑا جلوس آراستہ و پیراستہ جسکے جلو مین لاکہون بلکہ کروڑون آدمیون کا لشکر ہے جاہ و جلال کے ساتہہ چلا جارہا ہے۔ ڈہول دمامے توپ بندوق سے کان پڑی آواز سنائی نہین دیتی۔ سنگین اور تیغ و تبر کی چمک دمک سے آنکہین خیرہ ہوتی ہین۔ سطوت و شوکت دل و دماغ کو متحیر کئے ہوے ہے۔ اللہ اللہ یہہ فوج کہ میدان حشر مین گویا دنیا پہیلی جارہی ہے۔ اتنے مین صاحب جلوس کے تخت رواں پر نظر پڑی۔ اسکے کیفیات کو بیان کرنے کے لئے دل و جگر چاہئے۔ بہ این شان و شکوہ یہہ جلوس نکل گیا۔ اسکے بعد دوسرا جلوس آیا۔ یہہ بہی شان و شکوہ مین تو ویسا ہی۔ مگر تعداد مین پہلے سے کم تہا۔ پہر تیسرا جلوس نکلا یہہ بہی شان و شکوہ مین تو کم نہ تہا مگر

تعداد مین دوسرے سے کم اسی طرح یکے بعد دیگرے بہتیرے جلوس آتے گئے اور نکلتے گئے مگر تعداد مین ایک دوسرے سے کم ہوتے گئے آخری جلوس جو دیکھا تو اوسکے ساتھہ نہ ڈھول نہ دمامے نہ آرایش نہ زیبایش محض بے تکلفانہ اور سادہ تھا پھر تھوڑی دیر تک خاموشی و سکون کا عالم رہا۔ اتنے مین ایک مریل گھوڑے پر جسکی نہ زین درست نہ لگام ٹھیک ایک بڈھا سوار اکیلا جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اکیلا دیکھ کر غریب زدہ دل نے ہمت کی تو اوس بڈھے سے پوچھا کہ تمہین اکیلے دیکھ کر مجھے اس سوال کی جرأت ہوئی ہے مین یہہ پوچھنا چاہتا ہون کہ تم کون ہو۔ اور یہہ جلوس جو جاتے گئے کس کے تھے؟ اوس بڈھے نے جواب دیا کہ تم نے پہچانا نہین مین ہی تو تم لوگون کا خدا ہون۔ اور یہہ بڑے بڑے جلوس جو نکلتے گئے حضرت عیسیٰ۔ رام دستیا۔ حضرت سید الشہدا۔ حضرت مشکلکشا حضرت پیر دستگیر۔ حضرت خواجہ غریب نواز۔ حضرت امام بخاری حضرت امام مسلم۔ اور ہمارے اُن برگزیدہ بندون کے تھے جنکو ہمارے بندون نے ہماری جگہ خدا بنالیا ہے اور خدائی کا حصہ دار تسلیم کرلیا ہے۔ سب کے آخر مین نبی آخر الزمان کے نام کا جلوس تہا۔ اور جلوس والے احمد بے میم کا نعرہ لگانے والے تھے۔ ہمارے بندے ہمارے پیدا کئے ہوے۔ ہمارے پرورش کئے ہوے۔ ہماری روزی کھائے ہوے۔ ہماری نعمتین پائے ہوے۔ کوئی اوس جلوس مین گیا۔ کوئی اوس مین گیا۔ کوئی اوس مین گیا ہم ویسے ہی اکیلے کے اکیلے تھوڑے سے جو میرے پاس آئے بھی تو اونکو ہم نے اپنے خاص محل مین آرام دیا ہے۔ کہ وہ بہت تھکے ہوے اور جان پر کھیل کر یہہ پہنچے تھے۔ آج یہہ جلوس والے اپنی اپنی بغلین گرمالین ہم نے ان کو آزاد کیا ہے جدہر چاہین جائین لیکن اوسدن جبکہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کی آواز عالم مین گونجیگی اوسکا جائزہ لیا جائیگا۔

یہہ خواب کیا ہے دنیا والون اور مسلمانون کے حال کا مرقع ہے اور عبرت کی تصویر۔ مطلب کی سبیلے راہ اور افسوس کی جگہ۔ کیا مریدون نے پیرون کو خدا کے تخت پر نہین بٹھایا۔ پیرون کو اپنا کارساز و مددگار نہین

بنالیا۔ اونکے ہاتہون مردہ بدست غسال نہ بنے۔ برزخی معبودون کی پرستش نہ کی۔ اون کے احکام نے قرآن مجید کی جگہ نہین لے لی۔ ؟ خدا سے زبانی جمع خرچ کے سوا واسطہ کیا رہا۔

یہہ طلب کی بے راہ روی ہے کہ چلے تو خدا کو ڈہونڈہنے۔ اور لگے زید و عمرو کی پاؤن چپی کرنے ہمہ تن لگ جانا تہا طلب محبوب مین مگر لگ گئے تماشہ بینی مین جب تصوف اس حال کو پہونچا تو قابل افسوس کیون نہو۔

طلب جس مین مجاہدہ نہو وہ ہوس ہے۔ اور ہوس نامراد۔ میدان طلب مین جس نے قدم ڈالا تو اسکے راہ رو کو دو دقتین پیش آتی ہین۔ جہو سین کو یہہ دو دریا ناپیدا کنار نظر آتے ہین اور سچے طالبین اسے پایاب سمجھ کر پار اوتر جاتے ہین۔ یہہ دونون دقتین یہہ ہین۔

۱۔ پہلی وقت تو یہہ ہے کہ ہم اللہ کے طالب ہین تو ہم کو صراط اللہ پر چلنا ہے۔ اور صراط اللہ کیا ہے کلام اللہ کی جسمانی اور روحانی احکام و ہدایات کی تعمیل۔ تو اتنے اوامر و نواہی اور اتنی روحانی ہدایتون کی فرمانبرداری ایک انسان ضعیف البنیان سے جسکے نفس و شیطان جیسے قوی دشمن مار آستین بنکر سوتے جاگتے ساتہہ لگے ہون۔ کیونکر انجام پائین پہلی چیز ایمان ہے تو اقرار باللسان تو آسان ہے مگر تصدیق بالقلب مشکل اور دعایہ فعل مشکل در مشکل۔ پہر عبادات تیوہار کی طرح کرنے پڑین تو آسان ہین مگر پاس اوقات مشکل اور پاس آداب مشکل در مشکل۔ روحانیات مین خون لگاکر شہید ہونا تو آسان ہے۔ مگر پاس انفاس مشکل اور پاس حواس مشکل در مشکل۔ اخلاق مین حقہ پان کی یا سگرٹ اور سگار کی دعوت تو آسان ہے۔ مگر ادائے حقوق مشکل اور اوس مین عدل و اخلاص مشکل در مشکل۔ ایک انسان ایک ٹیلہ تو اوٹھا نہین سکتا یہہ پہاڑون کا سلسلہ کیونکر اوٹھائے۔

۲۔ دوسری وقت یہہ کہ ساری قوتین تو روح کی ماتحت بلکہ روح کے لئے اوزار ہین۔ اصل روح ہے جو بانی مبانی فعال ہے۔ اگر روح صحیح الحال ہے تو انسان فائز المرام ہے۔ اگر بیمار ہے تو ایسے

پوشیدہ بیمار کی بیماری کس درجہ پوشیدگی مین ہو گی۔ ایسی بیماری کی تشخیص مشکل اور علاج مشکل در مشکل اگر علاج ہو جائے اور روح صحیح الحال ہو جائے تو سارے مراحل طے ہین مگر یہہ ہو کیونکر۔

یہی دو مصیبتین انگلون کو بھی پیش آئین جو اول اول اہل طالب کو پیش آتی ہین۔ مگر وہ خدا کے شیدا صراط اللہ کے طالب عندیت یعنی قرب الہی کے آرزومند ہوے۔ دین حنیف کے جاندادہ ہوئے۔ اپنے نفس کو بیچتے پھرے کہ خوشنودی خدا و رسول ﷺ اوسکی قیمت ملے تو اونکو دقتون کا سامنا تو ہوا۔ مگر اونہون نے ہمت کی قیمۃ المرء ھمتہ وہ سمجھے کہ کرنے والے کے لئے سب آسان ہے اور نہ کرنے والے کے لیے سب ہی مشکل جس نے بسم اللہ کی اور چلا ہمت کی اور توکل کیا تو وہ آخر کار پہونچا بھی اور بامراد بھی ہوا۔ اور جو سوچتا ہی رہا وہ رہ ہی گیا۔ وہ ہوس ہے۔ اور ہوس کسی مرض کی دوا نہین۔ اس لئے طلب کے پاؤن کو توڑو نہین۔ بلکہ مجاہدہ کے میدان مین ڈالو کہ یہی طلب مودت ہو۔ خلت ہو۔ محبت ہو۔ اور اشد حبا للہ۔ تک رسا ہو کہ یہی کل امراض باطنی کا علاج ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما۔ اے دوا رنخوت و ناموس ما۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما۔ بہوکھ پیاس ہی نہو تو آب و دانہ ہوتے بھی کوئی نہین کھاتا۔ محبت ہی نہو تو محبوب ہی نہو گا۔ محبوب تک رسائی کیا ہو گی۔ سمجھ رکھو کہ ہوس بری طرف جائے تو خواہش نفسانی ہے۔ اور بھلی طرف جائے تو طلب ہے۔ طلب جستجو اور مجاہدہ مین پڑکر مودت ہو جاتی ہے۔ اور مودت گرما کر محبت ہو جاتی ہے۔ اور محبت رسا ہو کر خلت ہو جاتی ہے۔ اور خلت کامل ہو کر عبودیت ہو جاتی ہے جسطرح تخم کا کمال یہہ ہے کہ پہول پہل کر پہل مین پھر تخم ہو جائے اوسی طرح طلب کا کمال یہہ ہے کہ مودت محبت اور خلت ہو کر عبودیت ہو جائے۔

طلب اک جذبۂ خداوندی ہے اور اک فضل بے علت ہے۔ یہہ میدان شوق و مجاہدہ مین مردانہ

ریاضت سے مودت ہوجاتی ہے۔ خدا نے فرمایا ان الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا ۝ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے تو خدا اونہیں مودت عنایت کریگا۔ (مریم ع۶) مودت کے لئے ایمان و عمل صالح ضرور ہے۔ انکی صفت خدا نے فرمائی۔

لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر یوادّون من حادّ اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون ۝

تم ان لوگون کو جو خدا اور آخرت پر یقین رکھتے ہین نہ پاؤ گے کہ وہ مخالفین خدا و رسول سے دوستی اور مودت کرین گو اون کے باپ بیٹے بہائی اور کنبے ہی کیون نہون یہی لوگ ہین جنکے دلون مین خدا نے ایمان لکھدیا ہے (اگر دل کی آنکہ روشن ہو تو دیکہ لو یا نقشبندیون کی شہادت پر جو اوس نقش کو دیکھتے ہین یقین کرو) اور اونکی تائید فیضان غیبی سے کی ہے۔ اونکو خدا بہشت یعنی وصال گاہ مین داخل کریگا۔ ایسے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہون گی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے۔ اللہ ان سے راضی۔ اور یہ اللہ سے راضی۔ یہی خدائی لشکر ہین۔ اور اللہ ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (مجادلہ ع۳) زیادہ محبت کا لشکر نہین یہی مودت ہے جو اطاعت قرآن مجید مین لگ کر محبت ہوجاتی ہے ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو۔ خدا بھی تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہ معاف کردیگا (ال عمران ع۴) یعنی تمہین یحبھم و یحبونہ (خدا دوست رکھتا ہے اونہین اور وہ دوست رکھتے ہین خدا کو (مائدہ ع۸) کا خلعت عطا کیا جائیگا۔ اور تمہاری شناخت کا نشان ہوگا یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم اللہ کی راہ مین مجاہدہ کرتے ہین اور ملامت کرنے والون کی ملامت سے نہین ڈرتے۔

یہہ محبت اگر مقدس صورت مین ہوگی جس مین عظمت و تقدس بے کیفی اور تنزہ کے انوار ہون

اور باطل کے چھینٹون سے محفوظ تو خلت ہوجائے گی و اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا تمہین
خلت عطا کی جاوے گی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا حال قرآن مجید مین پڑھ لو۔ اسی مقام مین اولاد
سی پیاری چیز کا خدا پر قربان کردینا سہل ہوجاتا اور خدا کی رضا اپنی رضا ہوجاتی ہے۔ اور آگ سی جلانے
والی چیز بھی گل و گلزار ہی بنکر نمودار ہوتی ہے۔ اور ہر حال مین لا خوف علیھم ولاھم یحزنون ٥
انکا حال ہوجاتا ہے۔

پھر یہی خلت منزہ اور کامل ہوکر عبودیت ہوجاتی ہے۔ عباد الرحمن کی تعریف مین سورہ فرقان کا آخر
رکوع پڑھجاؤ اور اوس مین تدبر وتفکر کرو۔ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ـــ

اے لوگو! طلب کی پرورش کرو کہ وہ پھول پھل لائے تاکہ تم مراد کو پہونچو۔

طلب جب پیدا ہوتی ہے تو وہ صراط اللہ کی تجسس اور متلاشی ہوتی ہے۔ اور جانبازانہ میدان مجاہدہ
مین کودنا چاہتی ہے تو وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ٥
(مائدہ ع۶) پہلے وسیلہ ڈھونڈہ لو تو مجاہدہ صراط اللہ مین قدم ڈالو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اس فرمان مین
ہدایت کی امام ربانی اور مرشد ربانی کی تلاش کی طرف۔

امام ربانی

جو ہادی برحق اور راہ رشد بتائے وہ مرشد برحق ہے۔ اور جو مرشد برحق فقیہہ ربانی بھی ہو وہ امام ہے۔
مفصلہ ذیل آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے رسولون کو امام کہا اور کتاب اللہ کو بھی۔ رسول گویا فعلی
امام ہین۔ اور کتاب اللہ قولی امام۔ اور خدا کے برگزیدہ بندے بھی امام ہوتے ہین۔ دو امامون مین
اختلاف نہین ہوسکتا۔ اس لئے کوئی امام کتاب اللہ کے خلاف قولاً یا فعلاً کسی طرح بھی نہین ہوسکتا۔
حضرت یعقوب علیہ السلام۔ اور حضرت اسحق علیہ السلام کو خدا نے امام فرمایا۔ وجعلنٰھم ائمۃ
یھدون بامرنا ہم نے اونکو امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہین (انبیاء ع۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما ط قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظلمین۔ اے ابراہیم ہم تم کو لوگوں کا امام بناتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔ اور میری اولاد میں سے؟ تو خدا نے فرمایا کہ ہاں۔ مگر جو ظالم ہوں گے وہ نہیں۔ (بقرہ ۱۳/ـ) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر امام ہوتے ہیں۔ اور اولاد پیغمبر سے بھی جو ظالم نہ ہوں۔ ومن ذریتی میں پیغمبری کی قید نہیں ہے ذریت ایک قابل توجہ لفظ ہے۔ اگر اسکے معنی اولاد صلبی ہی کے ہوں تو اولاد پیغمبر ہی امام ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اصطلاحاً اسکے معنی متبعین کے ہوں تو متقین و پرہیزگار لوگوں میں بھی امام ہو سکتے ہیں۔ اس گتھی کو بھی خدا نے سلجھا دیا ہے۔ سورہ فرقان کا پانچواں رکوع عباد الرحمن کی تعریف میں ہے۔ اس میں خدا نے فرمایا۔ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اور عباد الرحمن وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے خدا ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما۔ اور ہم کو متقیوں کا امام بنا۔ یعنی عباد الرحمن میں سے جو عبودیت میں پورا اترے۔ اور ان صفات کا ہو۔ جو صفتیں اس رکوع میں بیان ہوئی ہیں وہ امام ہو سکتا ہے۔ اس لئے ذریت کے معنی متبعین کامل کے بھی ہوئے۔

کتاب الہیہ کو خدا نے امام فرمایا۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ اور پیشتر اسکے ہم نے موسیٰ کی کتاب اتاری یعنی توریت جو امام و رحمت ہے (ھود ۲/ـ) خدا نے توریت کو امام فرمایا

قرآن مجید کی نسبت فرمایا کل شئی احصینہ فی امام مبین ہر چیز ہم نے قرآن مجید میں بیان کر دی ہے۔ جو کھلا کھلا امام ہے (یٰس ۲/ـ) دین کی کل باتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ یہ بھی کہ ہم مردوں کو جلائیں گے۔ اور یہ بھی کہ ہمارے پاس ہر کسی کا نامہ اعمال لکھا ہوا موجود ہے۔ خدا نے

علام الغیوب ہے ہی پھر لوح محفوظ مین نامہ اعمال اگر لکھا رہا تو اس سے بندون کو کیا فائدہ پہونچا۔ اس لئے امام سے لوح محفوظ مراد لینے کے ساتھہ میرا اتفاق نہین۔ خدا نے قرآن مجید کی طرف ستوجہ کیا ہے۔ جسکی امامت کہلی کہلی روشن ہے۔

دوسرا ثبوت اسکا کہ امام مبین قرآن مجید ہی ہے۔ یہہ ہے کہ خدا نے فرمایا کل امة تدعیٰ الیٰ کتابھا قیامت کے دن ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائیگی (جاثیہ ع۴) اور یہہ بھی فرمایا یوم ندعو کل اناس بامامھم قیامت کے دن ہم لوگون کو ان کے امام کے ساتھہ بلائینگے۔ (بنی اسرائیل ع۸) دونون آیتون کا مفہوم ایک ہے۔ ہر شخص کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے گا یا امام کے ساتھہ بلایا جائیگا۔ اور اوس سے جائزہ لیا جائیگا۔ کہ تم نے ہماری بیجھی ہوئی کتاب اللہ کی تعمیل کی یا انحراف کیا۔ اس سے صاف ہوگیا کہ کتاب اللہ امام ہے۔ نامہ اعمال احکام قرآنی پر تولا جائیگا اوسوقت خاتم الرسل شفیع المذنبین کی فریاد بارگاہ رب العزت مین ہوگی تو یہہ ہوگی۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا۔ اے خدا ہماری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تہا۔ اور اسکے مخاطب ہون گے آجکل کے مسلمان اور دیگر انبیا کی فریاد یہہ ہوگی کہ ہماری قوم نے کتاب اللہ مین تحریف بھی کی اور بالآخر ضایع بھی کر دیا جسکا واضح بیان جسے دیکھنا ہو وہ **شرعة الحق** مین دیکھے۔

پیغمبر تو اب کوئی آنے والا ہے نہین۔ اور دنیا پلٹا کھاتی ہی رہتی ہے۔ اس لئے اب ہدایت کی خدمت خدا اماموں اور مرشدون سے لیا کرتا ہے۔ کیونکہ اوس نے کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ اوٹھالیا ہے کتاب اللہ موجود رہتے رسول کی ضرورت نہین رہی مجددین اور ہادیان برحق کی ضرورت سو جو طالبین حق کے لئے وسیلہ بنین وہ خدا کے مخلصین بندے ہین جنکی یہہ دعا ہوا کرتی ہے کہ ہم کو متقیون کا امام بنا تو خدا قبول کر کے جسکو بنا دے وہ بنے گا ہی بنتے بھی اور بنینگے بھی۔ مگر انکی تصدیق امت کے سے

کوئی وحی اوترنے والی نہین۔ ہان قرآن مجید کے ہادی و امام ہونے مین کوئی کلام نہین اور یہہ بھی عقلی بات ہے کہ دو اماموں مین اختلاف ہونا چاہئے نہین۔ اس لئے انکی تصدیق امامت کے لئے یہہ صریح پہچان ہے کہ وہ بالکل متبع قرآن ہون ہر حیثیت سے ظاہراً بھی باطناً بھی اور روحانیتہً بھی۔ اگر ایسا کوئی امام نہ ملے تو قرآن مجید تو ہے جو قطعی امام ہے۔ قرآن مجید کو اپنا امام و پیشوا بناؤ۔ اور اوسکو معزول کر کے کسی دوسرے کے جھنڈے کے نیچے نہ جاؤ۔ قرآن مجید تمہاری امامت کرے گا جسکے وسیلہ سے تم خدا تک پہونچو گے۔ مبارک وہ جسکو قولی امام کی امامت پہونچے۔ اور مبارک تر وہ جسکو قولی اور فعلی دونون اماموں کی امامت سے فیضیاب ہونے کا موقع ہاتھ آئے۔

امامت سے میری مراد وہ رشد و ارشاد ہے جو بوسیلہ امام پہونچے۔

مرشد ربانی

مرشد کے معنی راہ بتانے والے یعنی ہادی صراط اللہ کے ہین۔ جو تمہین خدا کی راہ بتائے وہ تمہارا مرشد ہے ہادی حقیقی تو خدا ہے راہ اوسکی بنائی ہوئی۔ راہ یابی کی توفیق اوسکی وہی ہوئی تحریک اوسکی طرف سے۔ توفیق اوسی کی طرف سے۔ اس لئے ہدایت حقیقی اوسی کا حصہ ہے۔ لکن اللہ یھدی من یشآء اللہ ہی جسکو چاہے ہدایت کرے (قصص ۶) عالم اسباب مین نظام مطلق نے ہدایت کا نظم بھی قایم کیا ہے۔ اور عالم مجاز مین مجازی صورتین بھی قایم کی ہین۔ ہمارے رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہادی مجازی ہین انک لتھدی الی صراط مستقیم بے شک تم صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہو۔ (زخرف ۵) اور قرآن مجید کو بھی خدا نے ھدی و نور فرمایا اور ھدی للمتقین (بقرہ ۱) قرآن بھی ہادی ہے۔ اور جن و انس دونون کے لئے الجنہ نے بھی اقرار کیا تھا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو رشد کی طرف ہدایت کرتا ہے تو ہم اوس پر ایمان لائے (جن ۱) پھر جو متبع رسول و قرآن ہو۔ مجازدر مجاز وہ بھی ہادی ہے۔

وممن خلقنا امة یھدون بالحق ہماری مخلوق مین ایسی جماعت ہے جو ہدایت حقہ کرتی ہے۔ (اعراف ۲۲) یہی خدائی ہدایت جن کو پہونچی وہ مسترشد۔ اور جنہون نے دوسرون کو پہونچائی وہی مرشد ہین من یھدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا جسکی ہدایت خدا کرے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اوسکے لئے تم کوئی ولی مرشد نپاؤ گے۔ (کھف ۲) یعنی خدا جسکی ہدایت کرتا ہے تو عالم اسباب مین اوسکی ہدایت بذریعہ ولی مرشد کے کرتا ہے۔ ایسے لوگون کو ولی مرشد ملتے ہین جو ایسے گمراہ کو جسکی خدا ہدایت کرے اور جسے خدا گمراہ کرے نہ ملین گے وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۵ خدا کی طرف وسیلہ ڈہونڈہو اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرو۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو (مائدہ ۶) پہلے وسیلہ ڈہونڈھنے کو فرمایا۔ اوس کے بعد مجاہدہ کرنے کو۔ یہی مرشد ہین جو روحانی ہادی ہین۔ اور یہی وسیلہ ہین جن کے وسیلہ سے خدا کی راہ ملتی اور خدا ملتا ہے۔

مضمون دوہرانے کا کیا فائدہ مین رشد و ارشاد ہی کو کیون نہ بیان کردن کہ اونہین آیتون سے رشد کا پتہ مرشد کا پتہ اور کسی قدر مرشد کے صفات کا پتہ لگ جائیگا۔

رشد وارشاد

رشد و ارشاد و مرشد کی سند تو قرآن مجید مین موجود ہے اور متعدد جگہ ہے۔ مگر پیر کی سند نہین۔ پیر عربی لفظ بھی نہین ہے۔ یہہ اک بدعتی لفظ ہے۔ مرشد ہی کو پیر کہو تو کہو یہہ کہ سکتے ہو اس مین کلام نہین۔ مگر مرشد اور پیر سے فرق کرکے جو مفہوم مفہوم القوم ہے وہ مستند علی بینۃ رب نہین ہے۔ رشد و ارشاد کی آیتین ملاحظہ ہون۔

ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم کو راہ رشد بتائی تھی کیونکہ ہم اوسکی صلاحیت سے واقف تھے (انبیا ۵) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبری

زہد خشک نہین ہے بلکہ پہلے مرشد ہی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جس مین صلاحیت ہو۔ اوسی کو راہ رشد بتانی چاہئے۔ وقال الذی اٰمن یٰقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد اوس شخص نے کہا جو ایمان لاچکا تہا۔ اے قوم میری پیروی کرو مین تمہین راہ رشد کی ہدایت کرونگا (مومن ۴) یہہ اوسی اصول پر ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔اگر خدا سے محبت رکہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہین پیار کریگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ رشد بتانے والے کو چاہئے کہ اپنی پیروی کی فرمایش کرے۔ مگر وہ خود متبع خدا ورسول یعنی قرآن ہو تاکہ اتباع مین مخالفت نہ پڑے۔ اور مسترشد کو راہ رشد ملے کہ ظاہری اور باطنی احکام مولیٰ کی تعمیل کس طرح کرنا چاہئے۔ اور ولولہ محبت اور جذبہ عشق کو کس طرح راہ پر لگانا چاہئے کہ یہہ محبت و عشق بجاے جنون پیدا کرنے کے موصل الی المطلوب ہون

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی ۔ دین کے بارے مین کچہہ زور زبردستی تو ہے نہین کیونکہ قرآن مجید مین رشد کی راہ گمراہی سے ممیز ہو چکی (بقرہ ۳۴) یعنی قرآن مجید مین جو زہد خشک سمجہا جاتا ہے راہ رشد تعلیم کردی گئی ہے تو اس سے سیکہو عملاً اور قولاً اسی سے سکہاو بھی کیونکہ خدا نے فرمایا ساصرف عن اٰیٰتنا الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل اٰیۃ لا یومنوا بہا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا ۔ وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ۔ ذلک بانہم کذبوا باٰیٰتنا وکانوا عنہا غٰفلین ۔ جو لوگ دنیا مین ناحق متکبر ہین اپنی آیتون کے سمجہنے سے باز رکہونگا۔ یہہ اگر ساری نشانیان بھی دیکھ لین۔ جب بھی ایمان نہ لائین۔ اگر راہ رشد بھی دیکھ پائین تو اوس پر نہ چلین اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لین تو اوس پر چلنے لگین۔ یہہ اس سبب سے کہ اونہون نے ہماری آیتون کو جہٹلایا اور اون سے غافل رہے (اعراف ۱۷) خدا متکبر کو اور جو خدا کی آیتون کو جہٹلاے اور جو خدا کی آیتون سے غافل رہے اوسکو وہ اپنی آیتون کے سمجہنے سے باز رکہے گا جس مین راہ رشد

کو اوس سنے راہ ضلالت سے تمیز کیا ہے تو وہ راہ رشد پائینگے۔

واذکر ربک اذا نسیت وقل عسیٰ ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا یادکرو خدا کو اوس وقت بھی کہ بھولو اور کہو کہ اُمید ہے کہ ہمارا پروردگار اس سے بھی قریب تر راہ رشد کی ہدایت کرے۔ (کہف ع۳) اذا نسیت کا ترجمہ اوسوقت بھی کہ نہ بھولو اسکے ساتھ میرا اتفاق نہین۔ خدا کا مطلب ہے کہ غفلت مین بھی خدا کو نہ بھولو۔ مشاغل کے وقت کہ دماغ دوسری طرف ہو یا نیند مین کہ سب سارے بھولنے کے اوقات ہین یہان تک کہ نیند کی غایت یعنی موت مین بھی خدا کو نہ بھولو۔ اگر ایسا ہوا ہو کہ اگر تمہارے حواس معطل ہوجائین تو تمہارا قلب تمہاری روح اور تمہارا وجود ذاکر رہے۔ کیا ذاکر دل کا ذکر نیند مین تم سنے نہین سنا۔ کاروبار تجارت کی مشغولی مین نہین سنا۔ خیر اسکا بیان تو ذکر کے زیر سرخی آچکا۔ یہان پر مطلب یہہ ہے کہ ایسے ذکر سے قریب تر راہ رشد کی امید کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ رشد ذکر سے متعلق ہے۔

راہ رشد ہے کیا؟ تو خدا نے فرمایا۔ فمن اسلم فاولئک تحروا رشدا ۔ جس نے اپنے آپ کو خدا کو سونپا تو اوس نے راہ رشد کا قصد کیا۔ (جن ع۲) راہ رشد اختیار کرنے کے معنی یہہ ہین کہ آدمی وہ راہ اختیار کرے جس راہ سے آدمی اپنے کو خدا کے حوالہ کردے۔ یعنی راہ رشد اپنے کو حوالہ بخدا کرنے کی راہ ہے۔ اپنے کو خدا کے حوالہ کرنے کے معنی یہہ ہین۔ کہ جسم و روح اور اپنی ساری قوتین طلب رضاے مولیٰ مین ایسی سرگرم ہوجائین کہ وہ خدا کی جیتی جاگتی مشین ہو جسکو اخلاق کی زیر سرخی مینے بیان کیا ہے۔ اس مقام پر پہونچکر آدمی استرشاد سے نکل جاتا ہے۔ اور خدائی مرشد ہوجاتا ہے بس اس سے مرشد کی پہچان سمجھ لو۔

یہان پر بہتیرے یہہ کہنے کھڑے ہوجائینگے کہ اسلم کے معنی مسلمان ہونے کے ہین کہ جو مسلمان ہوا اوس نے راہ رشد پائی یا لیا نہین ہے بلکہ راہ رشد مسلمان ہونے کے بعد کی ہے۔ جب تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے جس پیغمبر کو مرشد بنایا تہا اون سے راہ رشد طلب کی تہی۔ قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا ۔ موسیٰ نے ان سے کہا کہ آیا ہم آپکے ساتہہ رہین اس شرط پر کہ جو راہ رشد خدا نے آپ کو سکہائی ہے۔ وہ مجھے سکہا دین (کہف ع ۹) مینے مسترشد کے بیان مین قرآن مجید ہی کی آیتون سے واضح کیا ہے کہ یہہ مرشد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت خضر نہ تھے۔ بلکہ وہ کوئی پیغمبر تھے جنکا نام بتایا گیا۔ یہہ ویسے ہی تہا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اصطباغ لینا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مسلمان تھے تو راہ رشد پا چکے تھے۔ پھر وہ راہ رشد کے طالب کیا ہوسے تھے۔ اس سے میری غرض یہہ ہے کہ اس آیت مین اسلم کے معنی اپنے کو حوالہ کرنے کے ہین جس نے اپنے کو خدا کے حوالہ کیا اور اوسکا حال ہو گیا۔ ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین اوس نے راہ رشد پائی

صفات مرشد

جنکا رشد کامل ہو چکا۔ اور جنکو بیعت خدائی نصیب ہو چکی (خدائی بیعت کا بیان آگے آئیگا) وہ مرشد ہونے کے اہل ہین۔ جنکو خدا نے بشارت دی فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ذالک ھو الفوز العظیم اپنے اس بیعت کی جو تم نے خدا کے ساتہہ کی ہے خوشیان مناؤ کہ اس معاملہ مین تمہاری بڑی کامیابی ہے (توبہ ع ۱۴) اونکی صفت بیان فرمائی التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ وبشر المومنین ۝ توبہ کرنے والے عبادت گذار حمد و ثنا کرنے والے بے تعلق رہنے والے۔ رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے۔ بھلے کامون کی ہدایت کرنے والے۔ برے کامون سے منع کرنے والے۔ اور حدود اللہ کے محافظ۔ تو اے پیغمبر ایسے ایمان والون کو خوشخبری سنادو (توبہ ع ۱۴)۔

پہلی صفت ہے۔ توبہ کرنے والے۔ توبہ کا بیان آگے آئیگا۔ ابتدائی اور ظاہری توبہ تو ہے گناہون سے تائب ہونا اور انتہائی توبہ ہے۔ راہ خدا مین اپنے موجودہ حال سے تائب ہوتے رہنا یعنی ماسوے اللہ سے تائب ہونا۔ یہہ توبہ سب کو شامل اور عام ہے۔

دوسری صفت ہے۔ عبادت گذار۔ یہہ تو کہلی آنکھون بھی دیکھ سکتے ہو۔ مگر عبادت کے معنی صرف نماز وروزہ ہی کے نہین ہین۔ احکام خداوندی کی تعمیل کے ہین اس مین مجاہدات روحانی اور اداے حقوق وغیرہ سب داخل ہین مختصراً قرآن مجید کی ہدایتون کی تعمیل سب عبادت ہے۔ اگر ریاکاری سے نہو۔ اور خالصاً لوجہ اللہ ہو۔

تیسری صفت ہے حمد وثنا کرنے والے۔ صرف زبانی ہی نہین بلکہ دلی۔ مگر دلی حمد وثنا اوسی وقت ادا ہوسکتی ہے جب صبر وشکر ورضا وتسلیم مین ثبات حاصل ہوسکے۔ ورنہ حمد وثنا زبانی جمع خرچ ہوگی۔ کہ دل تو گلہ مند ہو اور زبان پر حمد۔

چوتھی صفت بے تعلق رہنے والے۔ جب تک خدا کی محبت کامل نہوگی۔ اس دنیا مین مطلق بے تعلقی نصیب نہین ہوسکتی۔ جبتک صادق اور خالص محبت سے اسلم وجہہ للّٰہ۔ کا نور جلوہ آرا نہو دنیاوی تعلقات کے دام سے نجات ناممکن۔

پانچوین صفت۔ رکوع وسجود کرنے والے یعنی پابند صلواۃ ہونا چاہئے۔ جو معراج المومنین ہے۔

چھٹی صفت۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی وہ کرتے رہتے ہون۔ مگر اسکا استحقاق جب ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ جب وہ خود بھلے کامون کے عمل اور برے کامون سے محترز ہون۔ اور اس کے ساتھہ اون کے دل مین سچا درد بھی ہو کہ لوگ بھلے کام کرین اور برے کامون سے بچین۔ جب تو وہ صدق سے اس خدمت کو انجام دے سکتے ہین۔

ساتوین صفت۔ حدود اللہ کے محافظ ہون یعنی عمل بالقرآن۔ اس مین سب کچھہ آگیا۔ واقعی قرآن مجید

جسطرح حق و باطل کی ترازو ہے۔ مرشد کی بھی ترازو ہے۔

مرشد کی ایک صفت منیب کی بھی ہونی چاہئے کہ وہ ایسا رجوع الی اللہ ہو کہ اوسکے ہر کام کا مرجع خدا ہی ہوگیا ہو جسکی نسبت فرمایا گیا۔ واتبع سبیل من اناب الی جس نے میری طرف رجوع کیا اوسکا اتباع کرو (لقمن ۲) رجوع کے یہہ معنی نہین کہ ظاہر مین تو رجوع الی اللہ ہو۔ اور باطن مین رجوع الی النفس ہو یہہ تو ریا ہے اور بدترین جرم۔

مرشد کی صفت خدا نے یہہ بھی فرمائی ہے اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما۔ ہم نے اون کو اپنے پاس سے رحمت دی اور اپنے پاس سے اک علم تعلیم کیا (کہف ۹) یہہ صفت اونکی ہے جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام رشد حاصل کرنے گئے تھے یعنی مرشد کامل وہ ہے جو مورد رحمت خاص ہو۔ اور اوسکو علم لدنی حاصل ہو۔

مرشد کی صفتون کے متعلق بھی قرآن مجید سے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر زیادہ لکھنے سے کچھ یاد نہ رہیگا۔ یہہ جتنا کچھ لکھا گیا بہت حاوی اور ماقل و دل ہے کہ متلاشی وسیلہ ان چند آیتون کو یاد رکھ سکتا اور مراد کو پا سکتا ہے۔

ایسا نہین ہے کہ مرشد نہین ملتے۔ خدا نے تو فرما دیا ہے ممن خلقنا امۃ یھدون بالحق ہماری مخلوق مین ایک جماعت ہے جو ہدایت بحق کرتی رہتی ہے (اعراف ۲۲) رحمت کا دریا جاری ہے۔ گھاٹ بھی بنے ہوے ہین۔ مگر اس دریا کے پیاسے نہین ہین۔ لوگ کنوئین سے پانی پینے کے عادی ہو گئے ہین۔

فرائض مرشد

ممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون ۞ ہماری مخلوق مین اک جماعت ہے۔ جو حق کی ہدایت کرتی رہتی - اور حق سے عدل کرتی رہتی ہے (اعراف ۲۲) مرشد کا فرض ہے۔

ہدایت بحق کرنا اور عدل بحق کرنا۔ عدل اک نہایت وسیع المعنیٰ اور وسیع الفرائض لفظ ہے۔ جسکا ہاتھہ ہر ایک فعل پر پہونچتا ہے ظاہری ہو یا باطنی۔

ومن قوم موسیٰ امة یھدون بالحق وبہ یعدلون قوم موسیٰ مین بھی ہدایت بحق اور عدل بحق کرنے والی ایک جماعت تھی (اعراف ۲۰)

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم مین بھی ایک جماعت ہونی چاہئے۔ جو بھلائی کی طرف لوگون کو پکارے اور امر معروف اور نہی منکر کرتی رہے (آل عمران ۱۱) جس نے اس خدمت کو انجام دیا وہ مرشد ہے۔ اور جو مرشد ہے اوسے یہہ خدمت انجام دینی چاہئے آجکل داعی الی اللہ کی جماعت تو ہے۔ مگر وہ امر معروف اور نہی منکر سے غافل ہے۔ اوسکو تنازعہ عجائب سے فرصت نہین۔

امر معروف اور نہی منکر مرشدون کی خدمت ہے۔ انہین کا لقب ہے ربانیون۔ اللہ والے۔ انہین کا لقب یہودیون مین تہا۔ احبار اور انہین کا لقب ہم محمدیون مین ہے صوفی لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت کیون نہین اللہ والے یعنی صوفیون اور علما نے لوگونکو بری باتین بولنے اور حرام خواری سے روکا۔ (مائدہ ۹) بہت سے گناہون کی جڑ ہی زبان ہے اور حرام خواری اگر صوفیاے کرام ان دو برائیون کی نصیحتون کی طرف بہت متوجہ ہون تو کم سے کم سقد مات کے سلسلے تو بند ہوجائین۔ سقدمات کی جڑ یہی بد زبانی اور دوسرونکا مال ناجایز کھانا ہے

وقال الذی امن یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد ٥ یقوم انما ھذہ الحیوٰة الدنیا متاع وان الاخرة ھی دار القرار ٥ کہا اس ایمان والے نے۔ اے قوم میرے کہے پر چل مین تجھے راہ رشد کی ہدایت کرونگا۔ اے قوم یہہ دنیا دی زندگی تو چند روزہ فائدہ کی ہے اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ (مومن ۵) مرشد کو چاہئے کہ وہ قوم کو ہدایت کرین کہ دنیا کے کام کرو تو اوس سے دل

انکا کے اور اوسکو بدی جان سکے نہ کرو۔ بلکہ آخرت کے دار القرار ہونیکو سوچو اور سمجھو۔

اگر مرشد اپنی آواز تمام نہ پہونچا سکے تو وہ اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرے جس کو اسکا اہل سمجھے۔

قال موسیٰ لاخیہ ھٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بہائی حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ میری قوم مین میرے پیچھے مین خلافت کرو انکی اصلاح کرتے رہنا۔ اور مفسدون کی راہ نہ چلنا (اعراف ۱۷) مرشد جن کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی خلافت بذریعہ اپنے مرشد کے پہونچی ہے۔ اونکو قوم مین اصلاح کرتے رہنا چاہیئے۔ یہہ اصلاح کا لفظ بہت وسیع ہے۔ اس پر تفکر لازم ہے۔ اس مین امر معروف اور نہی منکر سب داخل ہے۔

من احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین۔ اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے۔ جو دعوت الی اللہ کرے اور عمل صالح کرتا رہے۔ اور اقرار کرے کہ مین فرمان بردار بندون مین ہون (حم السجدہ ۵) مرشد کو چاہیئے کہ خود تو عمل صالح کرتا رہے کہ اوسکے اعمال قرآن مجید سے باہر نہون اور فعلاً و قولاً دعوت الی اللہ کرتا رہے۔ کافرون کو اسلام کی طرف۔ اور مسلمون کو خدا کی طرف یہہ سب دعوۃ الی اللہ ہے۔ اور کسی نئے طریقہ کا موجد یا مدعی نہو۔ بلکہ اوس کا دعوے یہہ ہو کہ ہم مسلمان ہین۔

فذکر انما انت مذکر تو نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ تم تو نصیحت کرنے والے ہو۔ (غاشیہ) مرشد کا کام قولاً و فعلاً نصیحت کرنے کا ہے وہ کوئی وکیل و کارساز اور ذمہ دار نہین ہے نہ قیامت کے دن بوجھہ اوٹھانے والا۔

فذکر بالقرآن من یخاف وعید جس کے دل مین خدا کے وعدون کا خوف ہو اوسکو قرآن مجید سے نصیحت کرتے رہو (ق ۳) مرشد کو قرآن مجید سے نصیحت کرنی چاہیئے۔ قرآن تو سراسر نصیحت

ہی ہے۔ ص۔ والقرآن ذی الذکر۔

وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت مومنون کو نفع بخش ہوگی (الذٰریٰت ع۳)

مرشدون کو چاہئے کہ بجائے اسکے کہ معتقدون کو بے درآیت قصون مین لگاکر کرامات اولیا کا معتقد بنائین اور اون کے ریاضات شاقہ کے افسانے سناکر مجاہدہ کی راہ مین معتقدون کو پست ہمت اور مایوس کرین اونکو چاہئے کہ معتقدون کے دل مین خدا کی محبت اور عظمت بٹھائین خدا کے کلام سے اونکو ہدایت کرین اور خدا اور رسول سے اونکی نسبت جوڑین کہ وہ خدا اور رسول کے آگے سرخرو ہون یہی دعوت الی اللہ ہے۔ مومنون کے لئے اس سے بڑھکر اور کونسی بات نفع بخش ہوسکتی ہے۔

فذکر ان نفعت الذکریٰ اوس وقت نصیحت کرو جب دیکھو کہ نصیحت کارگر ہوگی (اعلےٰ) یعنی نصیحت کی لکڑی نہ مارو بلکہ موقع سے قابلیت سماعت کا اندازہ کرکے نصیحت کیا کرو۔

عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکی اویذکر فتنفعہ الذکریٰ چین بجبین ہوا اور منہ موڑ بیٹھا اس بات پر کہ اوسکے پاس اندھا آیا۔ اور تم کیا جانو شاید وہ سنور جائے یا نصیحتین سنے اور وہ سودمند ہوجائین (عبس) یہہ بھی مرشدون کے لئے ہدایت ہے کہ اونہین طالبین حق کو کن آنکھون دیکھنا چاہئے۔ وہ اندھا ہے جب تو آیا ہے آنکہ قدح کرانے خدا قادر ہے کہ اوسکی آنکھون کو روشن کردے یہہ ساری سورے مرشدون ہی کے لئے ہدایت ہے۔ اسمین تدبر کرو۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا ۵ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جو لوگ صبح وشام خدا کی یاد یا اوسکا دھیان کرتے ہین۔ اور خدا ہی کے طالب ہین۔ اونکی صحبت و معیت کے لئے اپنے نفس کو مجبور کرو۔ اون سے تمہاری آنکھین ہٹنے نہ پائین کہ تم زندگانی دنیا کی زینت چاہو۔ اور جسکے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا اور وہ

اپنی خواہش نفسانی کا ہو رہا۔ اور اوسکی دنیاداری حد سے بڑھ گئی۔ اوسکی بات نہ ماننا۔ خدا کی طرف سے جو حق تم کو پہونچا وہ کہدو چاہے ماننے یا نہ ماننے (کہف ع۴) یہہ مرشدون کو ہدایت ہے کہ طالبین خدا جو سچے اور اوسی کے طالب ہین ماسوائے کے نہین۔ ادن کے ساتھہ صحبت رکھنا۔ اون کی صحبت مین تکلیف بھی پہونچے تو صبر کرنا اور اپنی آنکھین ادن سے نہ ہٹانا (یہہ عام ظاہری اور باطنی دونون یعنی توجہہ عینی اور توجہہ قلبی سے غافل ہونا) ایسا ہو کہ تم اون سے زینت دنیاوی اور ظاہری گرم بازاری کا خیال کرو۔ اور جو ہماری یاد سے بے پرواہ ہین اون سے تم بے پرواہ اور بے لگاؤ رہنا یعنی غافلون اور بندۂ خواہشات کی باتون پر کان نہ دینا۔ اور احقاق حق کرتے رہنا۔ یہہ سارے فرائض مرشدان اسلے اللہ اور ہادیان اسلے اللہ کے ہین۔ گرچہ مخاطب ہمارے رسول ہین۔ مگر مامور سب ہین جو اوسکے اہل ہون۔ جیسے آپ بندگی کے مامور ہین تو اوس مین سارے بندے داخل ہین۔ اگر آپ بحیثیت رشد و ہدایت مامور ہین تو اوس مین بھی سارے مرشدان اسلے اللہ داخل ہین۔ کلام باری کی یہی روش ہے۔

وعظهم وقل لهم فی انفسهم قولاً بلیغاً - اور اون کو نصیحت کرتے رہو۔ اور کہو اون کے نفس مین قول پہونچنے والا (النساء ع۹) فی انفسهم کی قید سے پتہ لگتا ہے کہ یہہ خداوند عالم نے القاء ذکر کو فرمایا ہے ورنہ فی انفسهم کی ضرورت نہ تھی۔ مرشد کی خدمت القائے ذکر بھی ہے۔ کہ یہی راہ رشد ہے۔ ظاہری تبلیغ اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور باطنی تبلیغ القائے کلمۃ اللہ ہے۔

مرشدون کے فرائض کا زیادہ بیان تو فضول ہے۔ کیونکہ قرآن کی تلاوت اور اوسمین تدبر و تفکر تو اونکا شخصی فرض ہے اس سے تو وہ غافل ہون گے نہین۔ پھر جسکے سامنے قرآن مجید کہلا ہو۔ اوس سے میرا کچھ لکھنا تو سراسر لغو ہے یہ اتنا جو لکھا گیا وہ صرف متوجہ کرنے کے لئے متوجہ کرنا اس طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ تبلیغ رسالت کے آپنے قرآن مجید لاکر ہمین دیا۔ آپنے

رشد و امامت کی خدمت بھی جو رسالت کے ماتحت اور رسالت کا ظل ہے۔ بکمالہ انجام دی۔ اور روحانیات قرانی کی تربیت سے قوم کو فیض یاب کیا۔ اس لئے جتنی ہدایتین رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تخاطب دی گئی ہین۔ وہ مرشدون کے لئے دستور العمل ہین۔ مرشدون کو لازم ہے کہ کہ بہ این اصول قرآن مجید سے وہ اپنا دستور العمل بنائین۔ قرآن مجید پڑہین پڑہائین۔ اوس مین خود بھی تدبر و تفکر کرین اور مسترشدون کو بھی اوسکی تاکید فرماتے رہین۔ خود بھی عمل بالقرآن ہو کر اس کی تبلیغ فرمائین اور مسترشدون کو بھی اسکی تاکید فرمائین کہ امر معروف اون کا فرض منصبی ہے۔

ہدایات للمسترشد

مسترشدون کی تعلیم و ہدایت کے متعلق تو یہہ کتاب ہی ہے۔ مگر اس سرخی سے میرا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مرشدون کے ساتھہ مسترشدون کے کیسے تعلقات ہین۔ اور مرشدون کے ساتھہ کیسے برتاؤ کرنے چاہئین۔ آیا ویسا ہی جیسا کہ رہنما کے ساتھہ ہوتا ہے یا فنا فی الشیخ ہو کر مردہ بدست غسال ہو کر یا اک گونہ معبود بنا کر۔

مینے شرعۃ الحق مین قرآن مجید کی آیتون سے یہہ ثابت کیا ہے کہ قصص قرانی ہر چند من حیث تاریخ صحیح تر واقعہ ہے مگر وہ بیان کیا گیا ہے موعظت و ہدایت ہی کی غرض سے قصص بھی اک طرز بیان ہے جس سے بات موثر ہو جاتی ہے۔ قرآنی قصص مین ہدایات و نصایح بھرے ہوے ہین سورہ کہف مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آخر کے چند رکوع مین بہ تعلق رشد و ارشاد ہی بیان ہوا ہے قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علی ان تعلمن مما عملت رشداo قال انک لن تستطیع معی صبراo و کیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبراo قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا و لا اعصی لک امرا حضرت موسیٰ نے ان سے کہا اجازت دو تو مین تمہارے ساتھہ رہون بہ این شرط کہ راہ رشد جو تمہین سکھائی گئی ہے وہ مجھے

سکہاؤ۔ اونہون نے جواب دیا کہ تم میرے ساتہہ ہرگز صبر نہ کر سکو گے اور کیونکر صبر کر سکتے ہو۔ اوس چیز پر جسکا سمجہنا تمہارے قابو مین نہین ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ تم مجکو انشاء اللہ صابر پاؤ گے اور مین تمہارے کسی حکم کے خلاف نکرونگا (کہف ۷ع ۹) اس آیت سے مفصلہ ذیل باتین معلوم ہوئین۔

ع۱ رشد سیکہنے سکہانے سے حاصل ہوتا ہے۔

ع۲ صحبت مرشد ضرور ہے جسکے خواستگار حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے۔

ع۳ صحبت مرشد مین صبر ضرور ہے۔

ع۴ مرشد کے خلاف حکم نہ کرنا۔

اگر راہ رشد سیکہنے سے حاصل ہو سکتی تو مرشد بنانا بیکار۔ اور علی ان تعلمن مما علمت رشدا فرمانا بے سود تہا۔ یہہ تو سیکہنے ہی سے آتی ہے۔ جب تو مرشد وسیلہ ہوتا ہے اور اوسکے رشد وارشاد کے مطابق مجاہدہ کیا جاتا ہے۔ مرشد کی تشریف قرآن مجید سے ہم بیان کر چکے ہین دیا مرشد تمہین عمل بالقرآن بنا کر خدا تک پہونچا چہوڑے گا۔ مگر تعلیم کے ساتہہ ضرورت ہے۔ تربیت کی تعلیم بے تربیت نارسا ہے اس لئے صحبت مرشد کی ضرورت ہے۔ صحبت مین اک عجیب پوشیدہ تاثیر خدا نے ودیعت رکہی ہے۔ مگر صحبت مین بہتیری باتین مسترشد کی سمجہ سے باہر معلوم ہونگی۔ کیونکہ وہ رسیدہ ہے۔ اپنے علم کا ماہر اور یہہ طالب علم ہر علم کے عالم کے ساتہہ نوسکہ کا یہی حال ہوتا ہے تو اس لاعلمی کے سبب اعتراض کی آنکہ نہ ڈالو ورنہ سعیت ٹوٹ جائیگی اور صحبت درہم وبرہم ہو جائیگی۔ اس لئے صحبت مین صبر ضرور ہے بے صبر کے کام نہین چلتا۔ اگر صبر سے کام نہ لیا جائے تو مرشد کے حکم وہدایت کی تعمیل نہو سکیگی اسی لئے فرمایا تہا۔ ولا اعصی لک امرا۔ غور کرو تو ان چار باتون مین ساری وہ باتین آجاتی ہین جو مسترشد کے فرائض مین سے ہین۔

اتنا یاد رکہنا چاہئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ پیغمبری کے لئے انکا انتخاب ہو چکا تہا۔ اور زیادہ قرب کے

خواستگار رہے۔ انکی طلب کی پیاس نہ بجھی۔ ان کے ارنی اور لن ترانی کی گونج آجتک گونج رہی ہے۔
مرشدون کو بھی چاہئے کہ اپنی طلب کھوٹی نہ کرین۔ یہہ زندگی طلب و محنت ہی کی ہے۔ مگر طلب خدا مین
صبر اور جلد باز ہے تو صبر کی باگ ہاتہہ سے نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ خدا صابرون کے ساتہہ ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ولی کا درجہ کسی پیغمبر سے بڑا ہو سکتا ہے
اور کوئی ولی پیغمبر کا مرشد ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض لوگون نے خیال کیا ہے کیونکہ اگر کوئی پیغمبر کسی ولی کو
مرشد بنائے ہوتے تو اوسکے معنی یہہ ہوتے کہ پیغمبر جنکی تعلیم و تربیت بے واسطہ اور بلا تعلیم و تعلم خدا سے
ہوتی ہے وہ ولی مرشد کو آداب رشد سکہانا چاہتے ہین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکے پاس بنظر رشد
گئے تھے۔ یہ بتایا نہ گیا کہ وہ ولی تھے یا پیغمبر۔ یہہ خیال کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اور یہہ ولی زندہ
ہین آجتک زندہ اور دریا کے مالک ہین بے سند غیر معتبر کہانیان ہین۔ قرآن اسکی حمایت نہین کرتا۔ یہہ
عقیدہ علی مابیۂ رب نہین ہے۔ قرآن مجید مین تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
جنکے پاس بنظر رشد گئے تھے وہ ولی نہین بلکہ پیغمبر تھے۔ دو وجہون سے ایک تو یہہ کہ حضرت موسےٰ
علیہ السلام کے جواب مین اونہون نے فرمایا ما فعلتہ عن امری یہہ سب خلاف قیاس کام اور علم غیب
کی بنا پر ہم نے خود اپنے ارادہ سے نہین کیا بلکہ خدا کے حکم سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائی احکام
اونکو آتے تھے۔ اور یہہ شان پیغمبری ہے۔ دوسرے یہ کہ اونپر بھیتری آتین دی ہین۔ جس مین خدا نے
صاف صاف فرما دیا ہے کہ علم غیب ہمارے سوا کسی کو نہین اور ہم بعض رسولون کے سوا علم غیب
سے کسی کو مطلع کرتے بھی نہین ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (ال عمران ۱۸۰)
اس سنتہ اللہ کے مطابق جب اونکو علم غیب بالاطلاع خداوندی ہوا تو ضرور وہ پیغمبر تھے۔ گرچہ اونکا نام
بتایا نہ گیا۔ بہتیرے پیغمبرون کا نام بتایا نہین گیا ہے۔ یہہ ویسے ہی تہا۔ جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام
حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بپتسما لینے گئے تھے کسی پیغمبر کسی پیغمبر سے رشد و ارشاد حاصل کرنے

میں کوئی مضایقہ نہیں حضرت خضر علیہ السلام کو اس آیت سے مراد لینا غیر قطعی اور فرضی ہے۔ اسی مراد لینے سے تو میں گھبراتا ہوں جو قطعی کو غیر قطعی کر دیتا ہے۔ اور اوس پر اعتراضات کی اونگلیاں اوٹھ جاتی ہیں اور ہدایات، خداوندی انسانی خیالات سے آمیزش پاکر خلط ملط ہو جاتے ہیں پیغمبر من حیث رشد و روحانیت تمام قطعی ہیں۔ اور اولیاء اللہ ان کے ظل۔ مجاز در مجاز۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا قال رب انی دعوت قومی لیلا و نھارا فلم یزدھم دعائی الا فرارا ہ وانی کلما دعوتھم لتغفر لھم جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا ثم انی دعوتھم جھارا ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا ہ نوح نے کہا اے میرے پروردگار میں رات دن اپنی قوم کو بلاتا رہا مگر وہ اور بھاگتی ہی رہی۔ اور میرا غرض کہ تو اونکو بخشدے میں نے جب جب بلایا تو اونہوں نے اپنے کانوں میں اونگلیاں رکھ لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور ضد کی۔ اور بڑے مغرور ہو کر غرور کرتے رہے۔ میں نے پھر اونکو پکار کر بلایا پھر میں نے اونکو ظاہر بھی سمجھایا اور پوشیدہ بھی۔ پھر میں نے اونہیں کہا کہ خدا سے معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے (نوح ع۱) اس آیت سے مرشد اور مسترشد دونوں کے لئے ہدایتیں معلوم ہوتی ہیں نہ مرشد کو اپنی تعلیم و ہدایت سے تھکنا اور مایوس ہو کر چھوڑ دینا چاہئے نہ اپنے آگے جھکانا نہ اپنے کو اوسکا مقصود و معبود بنانا چاہئے۔ بلکہ خدا کے آگے جھکانا چاہئے ظاہراً بھی باطناً بھی۔ اور مسترشد کو نہ ہدایت مرشد سے روگردانی کرنی چاہئے کہ وہ راہ بھٹکے نہ بھاگنا چاہئے کہ گمراہی میں پڑے۔ نہ ہدایت مرشد سے کان بند کر لینا چاہئے نہ آرام طلبی کی چادر اوڑھ لینی چاہئے۔ اور نہ ضد نہ تکبر کرنا چاہئے کہ یہہ نامرادی کی روش ہے۔

یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم مومنو اللہ و رسول کا حکم مانو جب وہ تم کو بلائے تاکہ زندگی بخشے (انفال ع۳) یہہ زندگی روحانی زندگی ہے۔ کیونکہ جسمانی

زندگی ہی کی صورت مین تو یہہ دعوت دی گئی ہے۔ دوسرے یہہ دعوت اسلے الاسلام نہین ہے۔ کیونکہ مومنون کی طرف تخاطب ہے پس ایسی ہی اسکے مجاز کی صورت ہے۔ کہ مرشد جب زندہ دلی کے لئے کسی امر کی ہدایت کرے تو اوسکا حکم مانو۔ کیونکہ وہ بموجب حکم فذکر بالقرآن تم کو خدا اور رسول ہی کی طرف ہدایت کریگا۔ تو اوسکے حکم کا انحراف خدا اور رسول کے حکم کا انحراف ہوگا۔ یہہ حیات اطاعت قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

خدا نے عباد الرحمن کی تعریف مین فرمایا ہے والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صماً و عمیانا ہ عباد الرحمن وہ ہین کہ جب اونکو خدا کی آیتون سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے ہوکر نہین گر پڑتے (فرقان ۶) یعنی مرشد جو خدا کی آیتون سے نصیحت کرے تو بہرے اور اندھے ہوکر اوس پر نگرو۔ بلکہ حق شنو کان لیکر اور حق بین آنکھ لیکر تاکہ تم خدا کا فرمان سن سکو۔ اور تجلیات ربانی دیکھ سکو۔ ورنہ اندھے بہرے کو نہ نصیحت کارگر ہو سکتی نہ راہ سجھائی دے سکتی ہے۔ اندھے بہرے ہوکر سنوگے تو اگر کوئی مرشد صورت خلاف حکم خدا اور رسول بہکائیگا تو تم بہکاوے مین آکر دوری مین پڑ سکتے ہو۔

مومن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے انما یومن بایتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجداً و سبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و مما رزقنھم ینفقون ہ پس ہماری آیتون پر تو وہی ایمان لاتے ہین کہ جب اونکو ان آیتون کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے مین گر پڑتے ہین اور پروردگار کی صفتون کی تسبیح کرنے لگتے ہین۔ اور وہ تکبر نہین کرتے ان کے پہلو بسترون سے الگ رہتے ہین بیم و امید کے ساتھہ خدا کو پکارتے رہتے ہین۔ اور ہماری دی ہوئی روزی مین سے خرچ بھی کرتے ہین (السجدہ ۲) روزی مین سے خرچ کرنے کے معنی یہہ ہین کہ وہ مال سی عزیز چیز کا مٹھہ سے نکال کر اپنے خالص طلب و محبت کا ثبوت دیتے ہین مگر یہہ مضمون قرآن مجید مین بہتیری جگہ ہے۔ مما رزقنھم ینفقون ہ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔

ہر جگہ ایک ہی معنی لینا کچھ فائدہ نہ دیگا اس لئے سیاق عبارت سے جو مفہوم پوری آیت سے پیدا ہوتا ہے جس سے آیت دو لخت بھی نہین ہوجاتی وہ یہہ ہے کہ بس ہماری آیتون پر ایمان کا حق تو وہی ادا کرتے ہین کہ جب ہماری آیتین وہ سنتے ہین تو اوسکے فیضان سے وہ متاثر ہوتے ہین۔ اور اوس سے دوسرونکو بھی فیض یاب کرتے ہین۔ یہہ جو خدا نے اونہین روزی دی اس مین بخل نہین کرتے بلکہ خرچ کرتے اور فیض تقسیم کرتے رہتے ہین واللہ اعلم۔ تو مرشد جب قرانی نصایح سنے تو چاہئے کہ اوسکے دل مین خشوع وخضوع پیدا ہو۔ خوف ورجا پیدا ہو اور حضور وشہود حاصل ہو۔ اوسکا دل اس طرح خدا کو پکارنے جیسے بے چین کہ اوسکی پیٹھ بستر سے نہین لگتی ایسے مومنون کے لئے اس آیت کے بعد جنت کا عطیہ نہین بتلایا گیا۔ کیونکہ اوسکا تو تم کوئی اندازہ کرسکتے ہو۔ اس لئے ایسون کے لئے اجر بیان کیا گیا ہے۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین ط جزاءً بما کانوا یعملون ۝ کوئی شخص جان نہین سکتا کہ اون کے اعمال کے بدلے اونکی آنکہون کی ٹھنڈک کیا چھپا رکھی گئی ہے (السجدہ ع۲) یعنی تشنہ دیدار کو نعمت دیدار ہی ملے گی۔ جیسے پیاسے کو پانی کہ پیاس غذا سے نہین بجھتی ویسے ہی تشنہ دیدار کی پیاس نعمائے بہشت سے نہین بجھنے کی۔

طالب علم کو اوستاد کی محبت نہو تو اوسکی تعلیم کیا دل مین جگہ کرے گی جو بچون کو والدین سے محبت نہو تو اونکی تعلیم وتربیت کیا کارگر ہوگی اوسی طرح اگر مسترشد کے دل مین مرشد کی محبت نہو مرشد کی عظمت اور تقدس نہو تو پتھریلی زمین کی بارش کی طرح فیضان بھی پتھر کو دہونے کے سوا کچھ برگ وبار نہ لائیگا۔ اس لئے ضرورت ہے مرشد کی محبت کی۔ اسی کو خدا نے فرمایا یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین ۝ ما کان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو اور صادقون کی معیت اختیار کرو (یعنی سچے مرشدون کی) اہل مدینہ اور گرد ونواح کے اعراب کو مناسب نہ تہا کہ رسول اللہ کی ہمراہی

سے پیچھے رہ جائین۔ اور نہ یہہ کہ اپنی جانون کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ چاہین۔ (توبۃ ۱۵)
ہر تبلیغ رشد و رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرشد کی خدمت ہے۔ اس لئے مجازاً اور تبعاً
للرسول مرشد مستحق ہے۔ اوس محبت کا جو ہادی ہونے کی حیثیت سے اوسکے ساتھہ ہونی لازم
ہے کم سے کم مسترشدون کے لئے اون کی جان سے زیادہ۔ جب تو جب ہدایت مرشد اصلاح
نفس اور تنبیہ نفس کا ریاض انجام پا سکیگا۔ اسی لئے صحبت مرشد کی تاکید کے ساتھہ خدا اور رسول
کی محبت کو خدا نے بتایا تاکہ سمجھو کہ ویسے ہی بہ تبتع رسول مرشد کی محبت ہے۔ کیونکہ مرشد جب
رسول کی خدمت انجام دے رہا ہے تو وہ رسول کا ظل اور مجازاً وہ رسول کی جگہ کا نبیا بنی اسرائیل ہے
باوجود اس درجہ کی محبت اور کامل درجہ کی اطاعت کے یاد رکھو کہ وسیلہ وسیلہ ہی رہے۔
مقصود نہ بن جائے ورنہ وسیلہ بھی کھو جائیگا۔ اور مقصود بھی۔ جو مقصود کا دامن دہرے ہوتا ہے وہی
راہ وہی پاتا ہے۔ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (آل عمران ۱۰) مرشد کا
کام راہ رشد بتانا ہے۔ اور منزل تک پہونچانے والا خدا ہی ہے۔ خدا ہی۔ کفار اسی مین تو مارے
پڑے۔ کہ وسیلہ ہی کو مقصود بنا لیا تو یہہ تحصیل حاصل تھی ایسے مقصود کا ملنا نہ ملنا دونون برابر۔ اونکا
مقصود بھی تو تقرب کا خواستگار اور عذاب خداوندی سے خائف ہے۔ اولئک الذین یدعون
یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ جن کو اونہون نے مقصود بنایا
ہے۔ وہ خود خدا تک وسیلہ ڈہونڈہتے ہین کہ کونسا قریب تر وسیلہ ملے اور وہ خود اوسکی رحمت کے
خواستگار اور اوسکے عذاب سے خائف ہین۔ (بنی اسرائیل ۶) وسیلہ بناؤ۔ مگر کافرون جیسا نہین
ورنہ مارے پڑوگے صحابہ جیسا بناؤ کہ یہہ ماقدروا اللہ حق قدرہ (جو قدر خدا کی کرنی چاہیئے
تھی۔ اونہون نے نہ کی (انعام ۱۱) کے مورد نہ بنے۔ اور یدعون من دون اللہ (ماسوا اللہ
کو پکارتے ہین۔ نحل ۲) کے جیل مین نہ پڑے۔ اور شرک معنوی کے خاردار زنجیر سے پابزنجیر

نہ ہوئے۔ اونکی رفتار صراط مستقیم پر رہی اور یہہ بے کھٹکے مراد تک پہونچے اولئك هم المومنون حقا دیکھنا ہوشیار۔ تجاوز عن الحد کے گڑھے مین نہ گرنا۔ خدا نے چونکا دیا ہے ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادًا يحبونهم كحب الله ؕ والذين اٰمنوا اشد حبا لله ۔ بعض آدمی ماسوا اللہ کے ساتھہ ایسی محبت رکھتے ہین جو محبت خدا کے ساتھہ رکھنی چاہئے تھی۔ اور ایمان والون کی محبت تو خدا سے شدید ہوتی ہے۔ (بقرہ ۲) سو سنو! تم خدا کو چھوڑکر ماسوے اللہ سے ایسی محبت نہ کرنے لگ جانا اور یہہ نہ سمجھنے لگنا کہ فنا فی الشیخ ماسوا کی محبت نہین ہے۔ کیونکہ شیخ خدا نہین ہوتا من دون اللہ مین وہ بھی داخل ہے۔ ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له ؕ وان يسلبهم الذباب شيئًا لا يستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب جو خدا کے سوا دوسرون کو پکارتے ہین تو اونکا حال تو یہہ ہے کہ اگر وہ سب کے سب بھی جمع ہون تو ایک مکھی نہین بنا سکتے۔ اور اگر مکھی کچھ اون سے لے بھاگے تو وہ اوس سے چھین نہین سکتے۔ طالب و مطلوب دونون بے بس ہین (حج ۱۰)۔

اگر شیطان تم سے یہہ چتکی لے کہ پیر پرستی تو تقرباً الی اللہ کی جاتی ہے تو ہوشیار اوسکے دہوکے مین نہ آنا۔ خدا نے اسکو بھی جائز نہین رکھا۔ یہی تو کافرون کا خیال تھا۔ وہ بھی تو بتون کی خالقیت کے قائل نہ تھے۔ قل لمن الارض ومن فيها ان كنتم تعلمون ○ سيقولون لله ؕ قل افلا تذكرون ○ قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظيم ○ سيقولون لله ؕ قل افلا تتقون ○ قل من بيده ملكوت كل شيء وهو يجير ولا يجار عليه ان كنتم تعلمون ○ سيقولون لله ؕ قل فانّٰى تسحرون اے محمد پوچھو تو سہی کہ زمین اور جو اوس مین ہین کسکی ہے اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ جواب دینگے کہ سب اللہ کا ہے تو اون سے کہو کہ کیا تم غور نہین کرتے۔ اون سے پوچھو کہ ساتون آسمان اور عظیم الشان عرش کا مالک کون ہے۔ وہ جواب دینگے کہ سب کچھہ اللہ کا ہے تو اون سے کہو کہ پھر کیا تم ڈرتے نہین

اون سے پوچھو کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھہ مین سب چیز کی حکومت ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے۔اور
اوسکے مقابلہ مین کسی کو پناہ نہین۔ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ کہینگے۔ کہ یہہ سب صفتین اللہ کی ہین
تو اون سے کہو کہ پھر تم پر کہان سے جادو پڑ جاتا ہے۔ (مومنون ۵) خدا کے اور اوسکی خدائی کے
تو وہ بھی قائل تھے مگر بتون کی پرستش کرتے تھے تو وہ بھی تقربًا الی اللہ ہی کرتے تھے۔ والذین
اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ جن لوگون نے ماسوائے اللہ
کو دوست رکھا تو وہ یہی کہتے ہین کہ ہم تو انکی تقربًا الی اللہ ہی پرستش کرتے ہین کہ وہ ہم کو خدا کے
نزدیک کردین (زمر ۱) وہ سمجھتے ہین کہ خدا کے یہان یہہ ہمارے شفیع ہون گے۔
هؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (یونس ۱) یاد رکھو ماسوائے اللہ کو دوست بنانا اور اون سے محبت
کرنی یا صفات باری کی سی کوئی صفت کسی مین تسلیم کرنی عبادت غیر اللہ اور شرک ہے۔ کہلا کہلا
شرک خفی۔ اکثر اس وہم و گمان کے پیچھے پڑ لیتے ہین کہ خدا نے فلان فلان اختیارات فلان کو دے
رکھے ہین تو سارے اختیارات جو کسی مین پائے جاتے ہین کافرون اور مشرکون کے اختیارات
بھی یہہ سب تو خدا ہی کے دے پائے جاتے ہین۔ اگر کسی کو خاص خدائی اختیارات مین سے کوئی
حصہ ملا ہے۔ تو اسکا کوئی خدائی پروانہ تو نہین دکہایا جاسکتا۔ یہہ اون کے اوہام ہین۔ وما یتبع
اکثرهم الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ اکثر وہم و گمان کے پیچھے ہو لیتے ہین۔ اور
گمان حق سے بے نیاز نہین کرسکتا (یونس ۴) اے لوگو الا للہ الدین الخالص
ہوشیار اللہ کے لئے دین خالص ہے۔ فاعبد اللہ مخلصا له الدین عبادت کرو اللہ کی اوسی
کے لئے دین کو خالص بنا کر (زمر ۱) یعنی خدا ہی کے ہو رہو خدا ہی کے الیس اللہ بکاف
عبده کیا خدا اپنے بندے کو خدا کافی نہین۔ (زمر ۴)۔
آخر مین اتنا کہدینا ضرور ہے۔ ویل لکل افاک اثیم یسمع آیت اللہ تتلی علیه ثم یصر مستکبرا

کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرافبشرھم بعذاب الیم ـ خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کی کہ خدا کی آیتین جو اوسکو سنائی جاتی ہین اوسکو سنتا ہے۔ پھر بھی مغرور بنکر ایسا اڑا ہوتا ہے۔ گویا آیتون کو سنا ہی نہین۔ تو اوسکو عذاب دردناک کی بشارت سنا دو (جاثیہ ع۱)۔

پیری ومریدی

پیری مریدی کا لفظ قرآن مجید مین نہین ہے۔ اس لئے پیری مریدی جو مفہوم القوم ہے وہ علی ابنہٖ ربہٖ صحیح نہین ہے۔ یہہ حدود قرآنی سے باہر ہے اور اسی لئے داخل فی الدین نہین ہان مگر مرشد کو پیر کہو تو اصطلاح مین بحث نہین کہہ سکتے ہو۔ مگر ایسا نہین کہا جاتا۔ اور ایسا نہین سمجھا جاتا جس سے رشد وارشاد حاصل کیا وہ مرشد اور جس سے بیعت کی وہ پیر اور قرآن مجید سے اسکی سند یون لی جاتی ہے کہ بیعت قرآن مجید مین ہے۔ تو جس سے بیعت کی وہ پیر ہے۔ اور اسطرح پیری مریدی احاطہ قرآنی کے اندر ہے لفظ بیعت تو قرآن مجید مین ہے تو اس سے رسمی بیعت ثابت نہین ہوتی۔ حقیقی بیعت جو قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے۔ اوسے مین اسکے بعد کی سرخی مین بیان کرونگا۔ اس مین بیان کرنا ہے رسمی بیعت کو کہ وہ ہے کیا۔ آیا خدا کی بتائی ہوئی ہے یا رسم گھڑی کی ہوئی ہے۔

چار ارکان ادا ہونے سے رسمی بیعت پیری ومریدی کی ادا ہوتی ہے۔ ع۱ تلقین توبہ۔ ع۲ ہاتھہ پر ہاتھہ مارنا۔ ع۳ مقراض رانی ع۴ طاقیہ یعنی کلاہ پوشانی۔ طریقہ نقشبندیہ نے اول دو نمبر پر اکتفا کیا ہے اور قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ فردوسیہ۔ وغیرہ مین مقراض رانی اور کلاہ پوشانی ضرور ہے۔

یہہ چار شرایط والی بیعت اپنے کو پیر کے ہاتھہ بیچ دینا ہے۔ تو جو ایک دفعہ بک چکا وہ رہا کیا۔ جو پھر بکے۔ اس لئے یہہ بیعت جسکو بیعت انتساب کہہ سکتے ہو۔ ایک ہی بار ہو سکتی ہے۔ مکرر نہین ہو سکتی یہی بیعت انتساب ہے کہ پیر سے نسبت قایم کی جاتی ہے۔ اہل نسبت کا کامل ہو جانا فنا فی الشیخ کے لقب سے موسوم ہے۔ انتساب کے معنی حصول مشاکلت ومشابہت وتناسب للنسبت ہے۔

رسمی بیعت کے مسائل نے اپنی فقہ بھی الگ سے قایم کی ہے۔ مثلاً کن کن صور تون مین تجدید بیعت ضروری ہے۔ جائز ہے۔ مکروہ ہے یا ناجایز ہے۔ نابالغ کی بیعت جائز ہے۔ یا نہین۔ اور نکاح کی طرح بعد بلوغ وہ فسخ بھی کرسکتا ہے یا نہین۔ نابالغ کے عوض اوسکا ولی مرید ہوسکتا ہے یا نہین۔ اگر بعد بیعت یہہ ثابت ہو کہ ہر چند پیر متبع شریعت ہے۔ مگر اوسکا سلسلہ اجازت صحیح نہین تو اوسکو تجدید بیعت کرنی چاہئے یا نہین۔ اگر کسی وفات پائے ہوئے اولیاء اللہ سے خواب مین بیعت ہو جائے تو یہہ بیعت صحیح ہے یا نہین۔ اگر کسی نے کسی پیر سے مرید ہونیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر قبل اسکے وہ تو بعد مرنے کے بھی پیر اوسکو اپنے مریدون مین داخل کرسکتا ہے یا نہین۔ اس مین مباحث اختلاف اور فتوے ہین۔ پیر بیعت ایک ہی ہوتا ہے۔ بے اجازت پیر کے وہ دوسری جگہ رجوع نہین کرسکتا۔ اگر ایسا کرے اور دوسری جگہ طلب حق کی نیت سے مرید ہو تو اوسکو کچھ نفع نہوگا۔ بلکہ وہ مردود طریقت سمجھا جائیگا۔ اسی طرح بچپنے مین مرید کر لینا۔ خرقہ پہنا دینا خلافت دیدینی کہ دوسرون کی بیعت بھی وہ لیا کرے جایز ہے۔ کیونکہ ؎

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست۔

ان سارے مسئلون کو اور ان ساری باتون کو قرآن مجید سے کوئی واسطہ نہین۔ کیونکہ یہہ علم قرآن مجید مین نہین یہہ علم سینہ بسینہ ہے۔ اس لئے یہہ چار ارکان والی بیعت جسکو رسمی پیری مریدی کہتے علیحدہ سب نہین ہے تو خدا کی راہ جسکی خداہی حمایت اور تصدیق نہ کرے وہ دین اللہ مین داخل نہین ہوسکتی اور نہ وہ خدائی اصطلاح سے صراط مستقیم کہی جاسکتی ہے۔ اور صراط اللہ یعنی صراط مستقیم جو خدا کی قریب راہ ہے وہ خدا نے بتا دی ہے۔ اگر قرآن مجید مین خداہی کی راہ کی تعلیم نہو۔ اور وہ خدا تک موصل نہو تو اوس سے فسانہ عجائب بہتر جو موصل الے اللہ نہو۔ اس رسمی بیعت کی نسبت جو قرون اولے وثانیہ کے اکابر اولیا اللہ سے کی گئی ہے اوسکو مین موضوعی حدیثون کی طرح سے سمجھتا ہون۔

اور یقین کرتا ہون کہ وہ مرشد ہی کو پیر کہتے تھے اگر کسی نے کہا اور وہ رشد و ارشاد اور صحبت و بیعت اولیاء اللہ کے خواستگار رہتے ۔ اور یہہ رسومات رفتہ رفتہ رسمی پیرون کے ہاتہون سنتہ اللہ کے مطابق رخنہ انداز طالبین ہوئے ۔

رسمی بیعت نے اور بہتیرے شاخسانے کھڑے کئے کہین برزخ کی مشاقی ہے کہین تبرزخ کی مشاقی ہے ۔ برزخ تو یہہ کہ پیر کی صورت کو قلب مین خیال کرتے رہنا ۔ جم جانے کے بعد ہر جگہ پیر ہی نظر آتا ہے ۔ اس مین کرشمے تو نظر آتے ہین ۔ اور بظاہر کسی قدر یہہ فائدہ بخش ہی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت مین یہہ رکا ہوتا ہے اور خطرناک بھی ۔ مینے چند دنون اسکو بھی کیا بلکہ اپنے تبرزخ کی بھی مشاقی کر کے دیکھا نتیجہ واحد پایا یعنی نہ یہہ خدائی راہ ہے نہ اس سے خدا ملتا ہے ۔ یہہ ماسوائے اللہ کی مشغولی خدا سے دور کرنے والی ہے ۔ اور نری بت پرستی ۔ تبرزخ کیا ہے کہ اپنے ہر ہر عضو کو پیر کے عضو مین فنا کرنا ۔ یہان تک کہ اپنی صورت پیر کی صورت ہو جائے ۔ ایسا ہونے سے پیر کا مقام اپنا مقام ہو جائیگا وہ خدا تک پہونچا ہوا ہے تو ہم بھی خدا تک پہونچے ہوئے ہو جائینگے ۔ لیکن ان الظن لا یغنی من الحق شیئًا ۔ وہم و گمان حق سے بے نیاز نہین کر سکتے ۔ خدا بے صورت ہے صورت کی راہ سے نہین ملتا ۔ صورت تو خدائی راہ کی راہزن اور بت ہے ۔ صورت کو توڑ دو ۔ اور بے صورت مین فنا ہو جاؤ ۔ صورت برزخ کا میدان طے کر سکتی ہے ۔ مگر روحانیات کا میدان نہین جیت سکتی ۔

رسمی بیعت نے طرح طرح کی رنگ آمیزیان کین ۔ اور طریقے نکالے ۔ ایک رنگ اسکا تو بالکل ہندون کے گرو اور چیلے کے مشابہہ ہے جسطرح گرو اپنے چیلون کا اک گونہ خدا ہوتا ہے ۔ ویسا ہی پیر مریدونکا جسطرح ہندون مین گرو اور دیوتاؤن کی صورتون کا دھیان کیا جاتا ہے ۔ ویسا ہی بعض طریقہ مین پیر کی بمدرخ کا مختلف طریقے اور مختلف رنگ ہین ۔ اسکی تفصیل لطائف

اشرفی مین دیکھو۔ المختصر بت پرستی ہندؤن مین تھی تو اوسکی جگہ پیر پرستی مسلمانون مین قایم ہوئی۔ حالانکہ خداے وحدہ کے سوا کوئی پرستش کئے جانے کا مستحق ہی نہین۔ خدا کے لئے خداہی کی پرستش ہوسکتی ہے۔ خدا پرستی سے خدا ملتا ہے تو پیر پرستی سے پیر ملے گا۔ اور یہہ تحصیل حاصل ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کہان رسول پرستی کی جو اوسکی جگہ پیر پرستی قایم کی جائے۔ وہ تو مسلمان حنیف تھے۔ و نحن لہ مسلمون ۔ ہم تو خداہی کے لئے مسلمان ہوے ہین اونکا نعرہ تہا پرستش ماسوا اور اسلام۔ ا اللہ ا اللہ ۔ کیفیات مین بھی تفرقہ پڑ گیا ہندؤن مین جسطرح گرو اور دیوتاؤن مین فانی ہو کر فنا حاصل کیجاتی ہے۔ اوسی طرح مسلمانون مین اوسکی جگہ فنافی الشیخ اور فنافی الرسول ہو کر فنا حاصل کیجاتی ہے۔ اور ادعا اسکا کہ ماسوے اللہ مین فنا ہونے سے فنافی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ شروع سے تو کلمہ پڑہایا گیا۔ لا الہ الا اللہ تو اب خدا کے سوا فنا ہونے کے لئے رہا کیا۔ اوس سے قریب تر بھی کون۔ اوس سے بڑہکر مقصود تر اور محبوب تر بھی کون جسمین فنا حاصل کرنے کی ہدایت ہوتی ہے اور طالبین خدا کو۔

مجاہدہ و ریاضت نے بھی رہبان و جوگیون کی روش اختیار کرلی جس گہاٹ یہہ اوترے قریب قریب اوسی گہاٹ مسلمانون کی کشتی بھی جا لگی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ رند مشرب کامل تر بنے۔ ان کے یہان جوگیون اور سادہوؤن سے بھی فیض حاصل کیا جاتا ہے اور خدارسی مطلوب ہوتی ہے۔ نہین معلوم ان حضرات نے فیض اور خدارسی سمجھا کسکو ہے اے اللہ ان عقائد کا مصنف کون ہے جسکی باتین سکۂ رایج الوقت کی طرح رایج ہوگئین۔ اور اسلامی تصوف یا صراط اللہ کہو گئی۔ خدا و رسول اور قرآن سے نسبت ٹوٹ گئی۔ خدائی راہ اور خدائی ہدایت چھوڑکر انسانی تصنیفون اور معقولون پر راہ قایم کی گئی ہے۔ ریلوے ٹرین ڈال دی گئی سمندر مین یا کشتی چلائی جانے لگی خشکی مین ایسے خطرات کے تھپیڑون مین نامرادی کے سوا کچھہ ہاتھہ آنا ناممکن ہے۔ جاہل۔ ظاہر پرست۔ طالب دنیا۔ دین فروش۔ پیٹ کے دکھیا رسے۔ نمود کے خواہان۔ اور شہرت طلب پیرون نے دو سے لطیفے۔ شاعری افسانے۔ خطوط۔ خواب وخیال۔

دہی گہوڑ دوڑ اور اندہی عقیدت پر تصوف کی بنا قایم کی تو تصوف عجائب پرستی طلسم کشائی اور بہول بہلیان ہوکر رہ گیا۔

قرون اولے کی بیعت تو فی الحقیقت وہ حقیقی بیعت تھی جسکی قرآن مجید مین تعلیم کی گئی ہے۔ اور جیسے مین بیان کرونگا۔ قرون وسطے کا بھی یہی رنگ رہا۔ مگر آخر آخر اصول فطرت کے مطابق جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ فطال علیہم الامد فقست قلوبہم استداد زمانہ سے اون کے قلوب سخت ہوگئے (حدید ع ۲) اون مین تغیر آیا تو خداطلبی رہ گئی۔ خال خال لوگون مین اور اکثر کیف وحال سے بحث ہونے لگی۔ عالم واقعات کے واسطے اور انکشافات تحریر مین آئے تو توحید وجودی۔ اور توحید شہودی کے جھگڑے اوٹھے اور اون کے کیفیات چوگان بازی کے گنبد بنے رفتہ رفتہ لوگ طالب کیف وحال ہونے لگے۔ کوئی کاسب بنا کوئی عاشق بنا۔ کوئی کوتوال شہر کھلایا۔ کوئی ابدال۔ کوئی قطب کھلایا کوئی غوث۔ کوتوالی سے لیکر وزارت تک کا محکمہ قایم کیا گیا۔ اور سند اب یہہ کہ فلان بزرگ نے لکھا ہے دران حالیکہ تھوڑے ہی دنون بعد تو کتنی حدیثین موضوعی بنین۔ اور محققون کے نزدیک کتنی کتابین بزرگونکے نام سے شایع کی گئین۔ آج کتنے تذکرے بے بنیاد چھپ رہے ہین۔ جو ایک دن یہہ بھی قرآن کی جگہہ لے لینگے۔ عقیدت کی سلائیان تحقیق کی آنکھون کو اندہی کردیتی ہین۔ غرض قرآن مجید سے غرض نہ رہی تو بجائے خداطلبی کے کوئی فنا وبقا کا طالب ہوا۔ کوئی انوار تجلیات کا مشتاق۔ کوئی تماشہ بینی کا شایق ہوا۔ کوئی کشف وکرامات کا گاہک۔ خدا کی راہ تنگ ہونے لگی۔ طلب حق کہوئی گئی۔ بدراہ ہوئی۔ تلاش حق کی جگہ تلاش کیفیات نے لے لی۔ رفتہ رفتہ پیشین گوئی کشف وکرامات۔ حال وقال۔ رقص مستانہ۔ شجرہ خوانی اور تذکرہ بزرگان دین ریاضت ٹھہری۔ اس لئے وہ چیدہ چیدہ حضرات جو اس جال کے جنجال مین نہ پھنسے مراد تک پہونچے۔ باقی بدنام کنندہ نکو نامے چند۔ اوسی اصول کے مطابق جو رہبانیت کی شان مین خدا نے فرمایا فاتینا الذین امنو منہم اجرہم وکثیر منہم فسقون ۝ اون مین جو ایمان والے

سکھے اونکو تو ہم نے اجر دیا مگر اکثر ان مین فاسق ہین۔

پیری و مریدی تو اس لئے قایم ہوئی کہ جسکا کوئی پیر نہین اوسکا پیر شیطان۔ معلوم نہین کہ یہہ کس آیت یا کس حدیث مرفوع کا ترجمہ ہے جو دین مین داخل کیا گیا اور سارے احکام خداوندی سے مقدم سمجھا گیا ہے۔ اگر پیری مریدی اس لئے قایم ہوئی کہ پیر قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اوٹھائیگا تو یہہ حاشا ہونیکا نہین لا تزر وازرۃ وزر اخری کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اوٹھائیگا (انعام ع۲۰) اگر یہہ اس لئے قایم ہوئی کہ ھولاء شفعاءنا عند اللہ (یونس ع۲) یہہ پیر قیامت کے دن شفاعت کرینگے تو من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ کون ہے جو خدا کے حضور مین بے اذن خدا سفارش کرے (بقرہ ع۲۲) جب اذن کا حال معلوم نہین تو اون کے سفارشی ہونے کی دلیل کیا ہے شفاعت تو پیچھے ہے کیا معلوم کہ وہ خود محتاج شفاعت نہین بخشایش ہی کا کیا ٹھکانا۔ کسی کی عقیدت مندی تو موجب بخشایش نہین۔ نہ بخشایش کا کوئی پروانہ ہی ملا ہے۔ عشرہ مبشرہ کی تعداد بڑھنے والی نہین اوس پر بارگاہ بے نیازی اتنا بلند ہے۔ جسے کوئی ناپ نہین سکتا۔ دلون کا دانائے حال حساب لیگا تو معلوم کیا ہے کہ کونسا پلڑا جھکے۔ کس کی نجات ہو سکی نہین۔ یہہ تو صرف اوسکے فضل و رحمت پر موقوف ہے۔ کسی کو کیا معلوم۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہین بنا سکتے۔ وہ تو خود بنائے ہوئے ہین۔ مردہ ہین زندہ نہین ہین۔ یہہ بھی نہین جانتے کہ کہان اوٹھائے جاینگے (نحل ع۱۰) اور اگر یہہ پیری مریدی اس لئے قایم ہوئی ہے کہ توجہ کو پیر کی طرف یکسو کر کے کوئی اثر پیدا کیا جائے کہ جسکو دیکھ وہ گر پڑے۔ جسکے قلب مین گرمی منتقل کردو وہ گرما جائے اور حرارت محسوس کرے کیونکہ کسی طرف یکسو ہونے سے ایسے اثرات پیدا ہوتے ہی ہین تو مسمریزم یا جوگ یا کسی ریاضت سے کسی عجوبہ اثر کا یا کسی کرامت کا حاصل ہو جانا خدائی راہ نہین تصوف نہین

قدر نہین۔ آجکل یورپ مین اسکے تماشے بھی طرح طرح کے ہین تو اس سے یورپین ولی اللہ صوفی ہوجائینگے

اسے قوم اما من الٰہ الا اللہ واحد خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہین (مائدہ ع ۲)۔

اسے حضرات صوفیہ! ارشاد ربانی جسے مین بیان کرچکا اور سبعیت ربانی جسے قرآن مجید سے مین اب بیان کرنا چاہتا ہون اوس مین تو کلام نہین مگر رسمی پیری مریدی کی سند تو قرآن مجید مین نہین ہے۔ اور آپ کے تقدس اور تشخص کے جبہیت سے حق گویون کی زبان بھی بند ہے یہین کچھ ہوا ہوس سے نہین لکھتا ہین للہ ہوش دلاتا ہون۔ امید ہے کہ میری باتین آپ کو بری نہ لگینگی۔ گرچہ حق بات تلخ ہوتی ہے۔ اور یقین ہے کہ آپ خدا سے ڈرینگے۔ اور اوس کے حضور مین اپنا محاسبہ کرینگے۔ اور تفکر کو کام فرمائینگے۔ پھر جو حق ظاہر ہوگا۔ اوسکے آگے گردن جھکائینگے۔ میری باتون کو حق پر تولینگے۔ جو حق معلوم ہون گی تو حق کے آگے رسوم سے تائب ہونگے۔ حق کے آگے بزرگی خانوادہ رسوم خانقاہ تشخص اور تقدس مآبی کی زنجیرون کو توڑکر صحابہ کی روش کو پسند فرمائینگے۔ اور خداہی کی تعلیم کو موصل الی المطلوب تصور فرمائینگے ورنہ آپکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ بیچ مین مین کون۔

اسے حضرات! یہہ رونے کا مقام ہے آپ میری نہ سنین کیونکہ یہہ آپ کے خلاف شان ہوگا۔ مگر قرآن سے تو چشم پوشی نہ کرین اور قرآن پر تو کچھ اضافہ کرکے دین مین داخل نہ کرین۔ آپ مجھے شوق سے برابھلا کہین تاکہ آپ کی گرمی بازار قایم رہے۔ گرچہ اب یہہ اوٹھتا بازار ہے۔ خدائی نور کی ٹھنڈھک برسنے والی ہے اور نرملونی کا فیض چھانے والا ہے۔ خدا کی پہلی اور اصلی مرضی ہے کہ اوسکے سوا کسی کی پرستش عبادت مین احکام مین افعال واقوال مین یا کسی بات مین صراحتہً۔ کنایتہً اشارۃً۔ ظاہر یا پوشیدہ نہ کی جاے اس لئے مین خداپرستی کے سوا پیرپرستی کو یا کسی پرستش کو بھی کسی نیت سے سہی اپنے مقدور بھر ضرور روکونگا اور سمجھاتا ہی رہونگا افغیر اللہ ابغیکم الٰہا (اعراف ع ۱۶) اغیر اللہ اتخذ ولیا (انعام ع ۲)۔ افغیر اللہ ابتغی حکما (انعام ع ۱۳) اغیر اللہ تدعون (انعام ع ۴) افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا

الجاهلون (زمر ع۷) کیا ہم خدا کے سوا اور کسی کو معبود بنائین۔ دوست بنائین اور حکم بنائین۔ اور کیا تم ماسوا کو پکارتے ہو۔ اور اے جہلا چاہتے ہو کہ ہم ماسوا کی عبادت کرین تو یہہ نہین ہونے کا۔ غیر اللہ مین سبھی داخل ہین ربنا ایاک نعبد وایاک نستعین۔

رسمی پیری مریدی کی نسبت بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر جب قرآن مجید اسکی حمایت پر کھڑا نہین ہوتا تو اس مین کون وقت ضایع کرے اتنا ہی کافی ہے کہ اس رسمی بیعت کا قرآن مجید حامی نہین۔

بیعت ربانی

بیعت دو قسم کی ہے۔ بیعت ضلالت اور بیعت ہدایت۔ جو بیعت خدا کے ساتھہ ہے وہ بیعت ہدایت ہے۔ اور جو بیعت ماسوا کے ساتھہ ہے وہ بیعت ضلالت ہے۔

بیعت ضلالت۔ یہہ منافقون کی بیعت ہے کہ ظاہر مین تو ایمان ہوا اور دل مین ایمان نہین۔ ہر گروہ مین ملجانیکو تیار قالوا انا معکم وہ کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ساتھہ ہین۔ (بقرہ ع۲) جسکا نام آج کل بے تعصبی اور آزاد خیالی رکھا گیا ہے۔ تو یہہ ماسوا کے ہاتھون بکے ہوئے ہین۔ اور انہون نے اپنے جان و دل کا تجارتی کاروبار ماسوا سے کھولا ہے اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ہ مثلھم کمثل الذین استوقد نارا ہ فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم و ترکھم فی ظلمت لا یبصرون ہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون ہ۔ یہی ہین جنہون نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ تو اونکی اس تجارت نے کچھ نفع نہ دیا۔ اور نہ اونہون نے راہ پائی۔ اونکی مثال ویسی ہی ہے۔ جیسے ایک شخص نے آگ سلگائی تو جب اوسکے اطراف مین روشنی ہو گئی تو اللہ نے اونکی روشنی لے لی اور اونکو ایسی تاریکی مین چھوڑ دیا کہ وہ دیکھہ ہی نہین سکتے۔ بہرے گونگے اور اندھے کہ اس حال سے لوٹ ہی نہین سکتے (بقرہ ع۲) ماسوا کی ریاضت چونکہ خدا کے منزہ صفات عالیات مین نہین ہے۔ اس لئے علوی نہین بلکہ سفلی ہے۔ اوس کے کیفیات

سمہ اور اسکی روشنی نور کی نہین نار کی ہوتی ہے جس نار سے شیطان کی خلقت ہوئی کہ خلقتنی من نار۔ تو یہہ روشنی موصل الی المطلوب نہین آخرکار یہہ روشنی گل ہو جاتی اور دہند ملکی مین چھوڑ جاتی ہے اسی تاریکی کا نام وہ فنا رکھتے ہین۔ لوگ اونکو جوگی اور سادہو کہنے لگتے ہین۔ اسی لئے سچے رہبر وناری اور نوری تجلی مین تمیز کر کے چلتے ہین

بیعت ہدایت۔ اسکی دو قسمین ہین۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی جسکو بیعت شریعت اور بیعت طریقت کہہ سکتے ہین بیعت شریعت مثلاً رضوان وغیرہ وغیرہ جو بیعت آنحضرت نے چند شرایط پر مسلمانون سے لی تو وہ بیع وشرا نہ تہا۔ بلکہ معاہدہ تہا کیونکہ بیع وشرا اور وہ بھی چند شرایط پر اسکے کوئی معنی ہی نہین۔ خدا نے فرمایا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ تاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما۔ بے شک خدا اوسوقت مسلمانون سے راضی ہوا جسوقت وہ درخت کے نیچے تجھ سے معاہدہ کر رہے تھے تو اون کے قلوب کا حال یعنی اونکا تعلق خاطر جان کر خدا نے اون پر تسکین اوتاری اور اون کو فوراً ہی فتح نصیب کی اور بہت سی غنیمتین جو اونہون نے لین اور اللہ عزیز وحکیم ہے۔ (فتح ۲) یہی بیعت رضوان ہے یہہ جہاد اور مرنے کا معاہدہ تہا۔ خاص وقت اور خاص شرایط کا اس مین بھی کوئی لفظ ایسا پایا نہین جاتا جس سے چار ارکان والی بیعت کا کوئی رکن بھی پایا جاتا ہو۔

دوسرا معاہدہ جس سے رسمی بیعت ثابت کی جاتی ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما۔ بے شک جو تم سے عہد کرتے ہین وہ خدا سے عہد کرتے ہین۔ خدا کی قدرت اونکی قدرت پر غالب ہے۔ تو جو کوئی عہد کو توڑے گا تو اوس کا وبال اوسی پر ہوگا۔ اور جو عہد کو پورا کرے گا تو خدا اوسے عنقریب اجر عظیم دیگا (فتح ۱) خدا عہد کو توڑنے اور پورا کرنے کو فرمارہا ہے۔ اس لئے یہہ

صریح ہے کہ یہہ رسمی بیعت چار ارکان والی نہ تھی بلکہ معاہدہ تھا۔ دوسرا ٹکڑا اس آیت کا ید اللہ فوق ایدیھم ہے اسکے یہہ معنی نہین کہ خدا کے ہمارے جیسا ہاتھہ ہے اور وہ اون کے ہاتھہ پر ہے۔ نہ یہہ معنی نکلتے ہین کہ لوگون کے ہاتھہ پر رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھہ مارا تھا۔ اور رسول کا ہاتھہ خدا کا ہاتھہ کہا گیا۔ بلکہ محاورہ کے اعتبار سے ید اللہ کے معنی قدرت خدا کے ہین۔ خدا کا مطلب یہہ ہے کہ اون کے معاہدہ کو باطمینان تسلیم کرلو۔ خدا کی قدرت اونکی قدرت پر غالب ہے۔ کوئی نقض معاہدہ بھی کریگا تو خدا کا کیا کرلیگا۔

منتہی الارب مین بیعة کے معنی عہد و پیمان کے ہین۔ اور مبایعة کے معنی با یکدیگر خرید و فروخت کرنیکے اور قرآن مجید مین انہین دو بیعتون کا تذکرہ ہے۔ ان دونون آیتون مین یبایعونک کا صیغہ مستعمل ہوا ہے مبایعة سے جسکے معنی خرید و فروخت کے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون آیتین بیعت کی نسبت نہین بلکہ مبایعت کی نسبت ہین۔ مگر میرے نزدیک جب ان دونون کو بیعت ہی کہا جاتا ہے تو لغتاً معنی جو کچھ ہون۔ مگر اصطلاحاً مبایعت بھی بیعت کے معنی مین مستعمل ہے جیسا کہ اسی آیت مین خدا نے ظاہر کردیا۔ نکث کے معنی عہد توڑنے کے ہین۔ یہہ بھی مبایعت کے معنی عہد ہی بتا رہا ہے دوسرے عاھد علیه اللہ بھی اسی کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہہ بیعت تھی یعنی معاہدہ

جب ضرورت پڑی تو حسب لحاظ موقع و وقت مسلمانون سے عہد و پیمان لئے گئے وہ بھی چند ہی دفعہ۔ نہ ہر مسلمان سے بیعت لینے کا حکم پایا جاتا نہ ہدایت پائی جاتی نہ تاریخ وخبر سے ایسا ثابت بھی ہوتا ہے۔ ہان افسران فوج کو معاہدون کی ضرورت پڑتی تھی۔ اور وہ ہر وقت ضرورت بیعت لیتے تھے۔ اسی طرح خلافت یا بادشاہت کے تسلیم کرلینے کو بھی بیعت کہا جاتا تھا۔ گویا بغاوت نہ کرنے کا معاہدہ تھا۔

مردون کو معاہدے کرتے دیکھکر یا سنکر عورتین بھی معاہدہ کیلئے آتی ہونگی کہ شاید جہاد اور حکمون کی طرح ہم پر

بھی فرض ہو۔ یا جب اسلام پر مرد سر کٹانے جائین اور اسکے معاہدے کرین تو ہم کیون نہ سر کٹانے جائین۔ اور ہم بھی ویسے ہی معاہدے کرین تاکہ خدا و رسول کے آگے سرخرو ہون۔ اونہین کیا خبر کہ خدانے ہماری ذات کو حکم جہاد سے بری کردیا ہے۔ تو بایں لحاظ کہ وہ مایوسانہ واپس نہ جائین خدانے اونکی دلدہی کے خیال سے فرمایا کہ جسوقت مسلمان عورتین بیعت کے لئے آئین اونکے آنے کو فرمایا۔ یہہ نفرمایا کہ ہر مسلمان عورت سے بیعت لیا کرو۔ کہ یہہ رکن اسلام ہے تو خدانے فرمایا۔ یا ایها النبی اذا جاءك المومنت یبایعنك علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن واستغفر لهن اللہ۔ اے نبی جب تمھارے پاس مسلمان عورتین آئین کہ تم سے ان باتون کا معاہدہ کرین کہ وہ شرک نکرین گی۔ چوری نہ کرین گی۔ زنا نکرین گی۔ اپنی اولاد کو مار نہ ڈالین گی۔ اور نہ جان بوجھ کر کوئی بہتان بنا کھڑا کرین گی۔ اور نہ کسی نیک کام مین تمہاری نافرمانی کرینگی تو اون سے معاہدہ کرلو۔ اور اون کے لئے اللہ سے طلب مغفرت کرو (الممتحنہ ع۲)
یہہ بھی معاہدہ ہی تھا۔

ان معاہدون سے رسمی بیعت کا پتہ نہین چلتا۔ آج بھی اگر کوئی چاہے کہ کسی بزرگ سے کسی دست سے یا جماعت قایم کرکے آپس مین یا اکیلے ہی صرف خدا کے حضور مین یہہ عہد و پیمان کرے کہ ہم مین فلان فلان گناہ بہت شایع ہین ۔ اب سے یہہ کبھی نہ کرینگے۔ اور اس سے ہزار توبہ ہے تو ضرور توبہ موجب حسنات ہوگی۔ اصلاح حال کے لئے مفید اور اصلاح باطن کے لئے مفیدتر۔ ایسے معاہدون کو بیعت شریعت اور موجب خیرات و برکات کہو تو صحیح ہے۔ توبہ مین کسے کلام ہو سکتا ہے۔ یہہ تو ساری نیکیون کی جڑ ہے۔ اب توبہ جسے نصیب ہو۔

مثلاً فی زمانہ اگر کوئی مرد کفی باللہ شهیدا پر ایمان لاکر خدا کے حضور مین خدا سے یا کسی بندے

سے یاکوئی جماعت قایم کرکے آپس مین یہہ معاہدہ کرے کہ بہائیو آؤ ہم سب ملکر خدا سے یہہ معاہدہ
کرین کہ اے خدا اب سے ایمان مین اطاعت مین اقوال و افعال مین بلکہ دین اللہ مین صدق و اخلاص
کے ساتہہ خدا اور رسول اور کلام اللہ کو اپنا نصب العین رکہین گے۔ تو ہی ہمارا مقصود رہے گا۔ تیری رضاجوئی
ہمارا ریاض رہیگا۔ نکاح بیوگان یا تعدد ازدواج یا طلاق و خلع یا تیرے کسی حکم و ہدایت کی بے وقری
نہ کرینگے اور بدعات و رسومات جتنے دین مین داخل کردئے گئے ہین اونکو تیرے نام کے ساتہہ منسوب
کرکے تجہہ پر افترا نہ باندہینگے۔ اور حقوق کی ادائیگی مین اب سے غافل اور بے پرواہ نہ ہونگے۔ دروغ گوئی
جہوٹی گواہی رشوت اور مقدمہ بازی سے جو ناحق ہو ہمیشہ اجتناب کرینگے۔ صلہ رحم نہ توڑینگے۔ کسی کا ناحق دل نہ
دکہائینگے یتیمون کی خبر لین گے۔ بے بسون پر رحم کہائینگے۔ اور اپنے اور مسلمانون کے اصلاح حال مین
اور صلح کرانے مین حتی المقدور ساعی رہینگے۔ اور علیٰ ہذا سارے گناہون سے تائب ہو۔ یا اسی طرح اگر کوئی
عورت بہی کفیٰ باللہ شہیدا پر ایمان لاکر خدا کے حضور مین خدا سے یا کسی سے یا کوئی جماعت قایم کرکے
آپس مین یہہ معاہدہ کرے کہ بہنو آؤ ہم سب ملکر خدا سے یہہ معاہدہ کرین کہ کسی طرح حیلتہً یا صریحتہً شرک نکرینگی
رسومات خلاف مذہب سے تائب رہونگی۔ خدا کے سوا کسی سے مراد نہ مانگون گی۔ مزارون پر مراد خواہ
ہوکر چلہ نہ باندہون گی۔ دینے والا ہمارا خدا کیا کم ہے۔ اور نہ رسومات کے خلاف فعل رسول کی تحقیر کرونگی
نہ کسی بہن کے دوسرے نکاح کو حقیر جانون گی۔ نہ کسی پر افترا باندہون گی نہ کوسے گالیان دون گی نہ بدزبانیان
کرونگی۔ نہ غیبت کرون گی۔ نہ شوہر کی دل آزاری کرون گی۔ اور علیٰ ہذا سارے گناہون سے جو خدا اور رسول کی
ناخوشی کا باعث ہین تائب ہوتی ہون اور اے بہنو تم سب بہی اس توبہ مین شریک رہو۔ اور سب ملکے
ہمت کرو کہ خدا اور رسول کو راضی کرکے اپنا حال درست کرتے جائین۔ تو یہہ معاہدے ہونگے حسب اقتضائے
وقت اور حسب اقتضائے ضرورت۔ اور یہی بیعت شریعت ہے موجب حسنات و برکات۔ یہہ بیعت شریعت
یا یہہ معاہدے بہی خدا ہی کے ساتہہ اور خدا ہی سے ہوتے ہین۔

بیعت شریعت کی دوسری مثال جو انسان سے ہوتی ہے وہ بیعت خلافت ہے۔ یہہ عہد اسکا ہے کہ ہم فلان کو خلیفہ یا بادشاہ تسلیم کرتے ہین یعنی اوسکے قانون کی خلاف ورزی نہ کرینگے۔ دیکھ لو برگزیدہ سے برگزیدہ صحابی یہہ رسمی بیعت کہان لیا کرتے تھے۔ خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سواے چند دفعہ کے معاہدات کے اور بیعت کہان لیا کرتے تھے۔ ہان افسران فوج بیعت لینے معاہدے کرتے اور خلافت تسلیم کراتے تھے۔ یہی بیعت خلافت۔ بیعت بادشاہت بنی تو یزید نے بادشاہت تسلیم کرائی۔ یزید کے ہاتھہ پر صحابہ نے بیعت کی۔ اسکے یہہ معنی ہنین کہ یزید کے ہاتھہ پر صحابیون نے ہاتھہ مارا۔ اور یزید جلیل القدر صحابیون کا پیر ہوگیا۔ بلکہ اسکے معنی یہہ ہین کہ بجبر واکراہ اونہون نے یزید کی بادشاہت کو تسلیم کرلیا۔ اور سلمانون کے خون خرابے سے محترز رہے۔ وہ یزید کے ہاتھہ مین مردہ بدست غسال نہو گئے تھے۔ بلکہ اونہون نے مجبوری یزید کی سلطنت کو قبول کرلیا تھا۔ حضرت سید الشہدا اماما وجدنا حضرت امام حسین علیہ السلام سے یزید نے بیعت کی فرمایش کی تھی اوسکے معنی یہی تھے کہ وہ اپنے کو بادشاہ تسلیم کرانا چاہتا تھا۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر کوفہ والون نے بیعت کی تھی۔ تو اوسکے یہہ معنی ہنین کہ وہ مرید ہوے تھے۔ بلکہ اسکے معنی یہہ ہین کہ اونہون نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت امام کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا تھا۔

غرض ایسے سارے معاہدے جو بادشاہت کو تسلیم کراتے اور وہ معاہدے جو حسب اقتضاے ضرورت ہمیشہ ہوتے رہتے ہین۔ اونکو دین سے تعلق نہین لیکن ایسے معاہدے جو نواہی سے اجتناب اور اوامر کی اطاعت کے لئے ہمت کرنے کے ہون۔ وہ بیعت شریعت ہے جو جایز ہے موجب حسنات ہے مگر لازمی نہین۔

بیعت طریقت - انّ اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی

سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعداً علیہ حقاً فی التورٰیۃ والانجیل والقرآن ط ومن اوفی بعہدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ ذٰلک ھو الفوز العظیم ۝ التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین ۝

اللہ نے مومنون سے اونکی جانین اور اونکے اموال اس وعدہ پر خرید لئے ہین کہ اون کے بدلے اونکو جنت (وصال گاہ) عنایت کرے۔ یہہ خدا کی راہ مین مقاتلہ کرتے ہین (مجاہدہ وجہاد مین) تو مارتے بھی ہین۔ اور مارے بھی جاتے ہین۔ اون کے ساتھہ خدا کا وعدہ پکا وعدہ ہے۔ جسکا پورا کرنا اوس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے یہی وعدہ توریت و انجیل و قرآن سب مین ہے۔ اور خدا سے بڑھکر اپنے قول کا پورا اور پکا کون ہو سکتا ہے۔ تو مومنو! اپنے اس سودے کی جو خدا کے ساتھہ کیا ہے۔ خوشیان مناؤ کہ اس معاملہ مین تمہاری بڑی کامیابی ہے (ایسی بیعت کرنیوالے کاملین کی صفتین یہہ ہین) توبہ کرنے والے۔ عبادت گذار۔ حمد و ثنا کرنے والے۔ بےتعلق رہنے والے۔ رکوع کرنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ بھلے کامون کی ہدایت کرنے والے۔ برے کامون سے منع کرنے والے۔ اور حدود اللہ کے محافظ تو اے پیغمبر ایسے ایمان والون کو بشارت دو (توبہ ۱۴)

یہہ بیعت خدا کے ساتھہ معاملہ بیع و شرا ہے۔ کہ جان و مال کے عوض جنت وصال گاہ کی خریداری ہے تو یہہ خدا کی راہ مین جان بازی کرتے ہین۔ اور مجاہدہ و جہاد مین جان و مال پر کھیل جاتے ہین۔ تو مارتے بھی ہین۔ اور مارے بھی جاتے ہین۔ اور دونون حال مین ان کے لئے بشارت ہے۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ یہہ بیعت طریقت ہے۔ یہہ بیعت آپ حاصل ہوتی ہے۔ کرنے سے نہین ہوتی اور للاکثر حاصل ہوتی ہے۔ بوسیلہ ہی۔ بوسیلہ امام و مرشد۔ رشد و ارشاد حاصل کرنا عملاً۔ بیعت شرعی یا معاہدہ ہے کہ ہم خلاف حکم نہ چلینگے۔ اور مراتب رشد ادا کرتے رہینگے یہی رشد کامل ہو کر خدا کے ساتھہ بیعت ہو جاتی ہے۔ جو حقیقی بیعت ہے۔ جسکو مینے بیعت ربانی کہا ہے۔ اور

اس کا سلسلہ بذریعہ رشد یون ہے کہ وسیلہ ڈہونڈ ہکر اور مرشد کو پاکر مجاہدہ مین قدم ڈالا تو مرشد امراض باطنی کا علاج کرے گا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ صحت یابی کی دلیل یہہ ہے کہ طلب صادق آتی ہے۔ یہی طلب اخلاص کا تاؤ کہاتی ہوئی۔ بموت محبت خلعت ہو کر عبودیت ہو جاتی ہے۔ محبت کے مقام مین یہہ بیعت با اللہ حاصل ہوتی ہے

یا ایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم سنو کیا مین تمہین ایسی تجارت کی طرف متوجہ نکردون جس سے تم دردناک تکلیفون سے نجات حاصل کرو (صفت۲) وہ یہی تجارت ہے بیع نفس۔ اسی تجارت اور اسی بیعت مین انسان کو دلی امن وچین۔ دونون جہان مین حاصل ہوتا ہے۔ عذاب الیم عام ہے۔ اسکی تخصیص کیون کرو۔ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون بیعت یہہ بیعت ہے کہ اپنے کو خدا کے ہاتہہ بیچو۔ نہ یہہ کہ کسی آدمی کے ہاتہہ بکو۔ خدا کے ہاتہہ بکنے کے معنی یہہ ہین کہ ابتغاء رضوان اللہ یعنے اوسکی طلب رضا کے پیچھے تمہین جان و مال یا کوئی چیز بہی مزاحم نہو۔ اوسکی راہ مین مقابلہ کرو۔ جسمی موقع آئے تو جسمی اور روحی موقع آئے تو روحی بہی۔ مقابلہ بمقابلہ کفار و مشرکین پیش آتا ہے۔ اور روحی مقابلہ ہوا و ہوس اور نفس و شیطان کے ساتہہ۔ ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تو اوس سے دشمنانہ برتاؤ کرو۔ اور اوسکے ساتہہ مقابلہ پر تیار رہو۔ (فاطر ۱) جسمی مقابلہ کا نام جہاد اور روحی مقابلہ کا نام مجاہدہ ہے۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ وسیلہ کا بیان ہو چکا۔ اب مجاہدہ کو بیان کرنا چاہتا ہون۔

مجاہدہ وجہاد

جہد کے معنی کوشش کرنے کے ہین۔ اسی سے نکلا ہے مجاہدہ بہی اور جہاد بہی نعماے الہیہ کو طلب رضاے مولا مین لگانا مجاہدہ اور جہاد ہے۔ اور یہہ بہت مہتم بالشان عبادت ہے۔ اپنے یا اپنے حقوق کے استحفاظ مین جو جد و جہد مطابق رضاے مولا کیا جائے اور اوس مین مقابلہ کی نوبت

آجاسے تو یہہ جہاد ہے ورنہ مجاہدہ۔ جہاد و مجاہدہ مین عام و خاص مطلق کی نسبت ہے۔ طلب رضاے مولا مین ہر کوشش مجاہدہ ہے لیکن ہر مجاہدہ جہاد نہین۔ مجاہدہ عام ہے اور ہمیشہ اور ہر آن ہے اپنے ساتھہ بھی ہے اور دوسرون کے ساتھہ بھی لیکن جہاد کفار ومشرکین کے ساتھہ ہے۔ اور خاص وقت مین جب وقت اسکا مساعد ہو۔

اداے حقوق انسانی یعنی خدمت تبلیغ مین یا استحفاظ متبعین مین کفار آنحضرت کے مزاحم ہوے اور جان و مال اور دین وایمان کے دشمن۔ تو آپ اون حقوق کے استحفاظ مین اوٹھہ کھڑے ہوے اور مقابلہ ومقاتلہ کی نوبت اور ضرورت پیش آئی تو یہہ جہاد ہے اپنے حقوق کی حفاظت ہم کو لازم ہے۔ اگر مجبوری مانع نہو اسی طرح رضاے مولا مین جو آپ نے مصیبتین اوٹھائین۔ تکلیفین سہین اور صبر و رضا سے اونکا مقابلہ کیا یہہ مجاہدہ ہے۔

چونکہ اسلام کا قریب قریب کوئی مسئلہ ایسا نہ رہا جو اختلافات کی آماجگاہ نہو گیا ہو توحید باریتعالے تک اس لئے یہہ مسئلہ بھی کیون بچ جاتا۔ اس مین بھی اختلاف ہوئے۔ علما نے خیال کیا کہ جاھد یجاھد یا اسکے اور صیغے جو قرآن مین آئے ہین۔ وہ متعلق جہاد ہین۔ صوفیون نے خیال کیا کہ نہین وہ متعلق مجاہدہ ہین۔ وہ جہاد کی اُمید ون مین رہے اور یہہ مجاہدہ مین پڑے۔ اساتذہ صوفیون نے قرآن مجید سے جہاد و مجاہدہ دونون سمجھا اور دونون کی تعمیل کی آج جو اسلام دنیا مین پھیلا ہوا ہے وہ اونہین بزرگون کے دم قدم سے ہے۔ مجاہدہ کر کے نمونہ بنے اسلام کی اشاعت کی۔ اور جہاد کر کے مسلمانون کے حقوق کی نگاہداشت کی۔ جتنے بزرگان دین شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ بحالت مسافرت مین مدفون ہوے ہین۔ اور خاک ہند مین اپنے کو سونپا اونہین کون لایا یہی مجاہدہ جہاد آے اداے حقوق انسانی یعنی تبلیغ کی خدمت ادا کرنے تو تبلیغ بھی کی۔ اور اس مین جانین بھی دیدین۔ آج وہ رحمت خداوندی کی گود مین پڑے سوتے ہون گے ایک وہ تھے کہ رحمت ہو اون پر! اور

ایک ہم ہین کہ افسوس ہے ہم پر۔ اونہون نے جانین دیدین اور ہم جان کے لئے سب دے ہوئے ہین۔ جو جان خود ہی یکایک بہاگ جانے والی ہے۔ یہہ اپنا دکھڑا کدہر سے کہلا۔ غرض قرآن مجید مین بہتیری جگہ جہاد کا حکم ہے۔ اور بہتیری جگہ مجاہدہ کا۔ ساری آیتین لکہی جائین تو طوالت ہوگی اس لئے ہر کے متعلق کچہہ کچہہ آیتین دیدینی مناسب ہے۔ اصولاً ابہی اتنا سمجہہ لینا کافی ہوگا۔ کہ جہان جہان ہاجروا وجاہدوا یعنی ہجرت کے ساتہہ جہد کو خدا نے فرمایا ہے۔ تمام اوسکے معنی جہاد کے ہین۔ اور جہان جہان باطنی ہدایات وجذبات کے ساتہہ جہد کو خدا نے فرمایا ہے۔ تمام اوسکے معنی مجاہدہ کے ہین۔ اور بہتیری جگہ طرز کلام بتاتا ہے۔ کہ یہہ آیت جہاد کے متعلق ہے یا مجاہدہ کے مثلاً۔

جہاد کے متعلق انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللّٰہ گہر سے نکلو ہلکے یا بوجہل اور خدا کی راہ مین مال وجان سے جہاد کرو (توبہ ع ۶) ماقبل ومابعد کے سیاق عبارت کے علاوہ انفروا کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ یہہ آیت صریح جہاد کے متعلق ہے۔

ع ۲ یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم۔ اے رسول کافرون اور منافقون سے جہاد کرو اور اون پر سختی کرو۔ (توبہ ع ۱۰) یہہ صریح جہاد کا حکم ہے سختی کرنے۔ انتقام لینے اور اپنے استحفاظ وترقی مین جان لڑا دینے کی قوت خلاق فطرت نے اسی لئے تو دی ہے کہ اپنے وقت پر وہ کام مین لائی جاوے۔ اس لئے یہہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ نہ گال پیش کردینا کہ یہہ بالکل فطرت کے خلاف ہے۔

ع ۳ فرح المخلفون بمقعدھم خلف رسول اللّٰہ وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم جو لوگ پیچہے چہوڑ دئے گئے وہ رسول اللہ کے خلاف بیٹہہ رہنے سے خوش ہوئے اور خدا کی راہ مین مال وجان سے جہاد کرنا اونکو برا لگا۔ (توبہ ع ۱۱) یہہ آیت بہی صاف

متعلق جہاد ہے۔ اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد مخلصین و منافقین کی کسوٹی بھی ہے۔ یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کسی ملک کے ساتھہ مخصوص نہین۔ جہان کہین مسلمانون کو جہاد پیش ہو تو جان سے اور اس مین تعذر ہو تو مال سے مدد کرنا فرض ہے۔ اور جو مال و جان سے جان چرائے وہ منافق ہے۔

ع۲ ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم و لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ (توبہ ع۲) کیا تمہارا گمان یہہ ہے کہ تم چھوڑ دیئے گئے ہو۔ حالانکہ جن لوگون نے جہاد کیا جن لوگون نے خدا اور رسول اور مومنون کے سوا کسی کو دوست بنایا نہین اونکو تو ابھی اللہ نے ممیز کیا ہی نہین ام حسبتم ان تترکوا کا اقتضا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیت جہاد ہی کے متعلق ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کرنے والے ممیز کئے جاتے ہین۔ خدا و رسول کی محبت اور ہمدردی قومی مین اس سے واضح ہوتا ہے کہ قومی ہمدردی مین بھی جہاد ہے اسکی اور آیتین بھی ہین۔

مجاہدہ کے متعلق آیتین ع۱ یا ایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ۔ اے انسان تجکو اپنے پروردگار تک پہونچنے مین کوشش کرنی ہے۔ پوری کوشش پھر تو اوس سے جا ملیگا (انشقاق) گرچہ اس آیت مین لفظ جہد نہین ہے۔ مگر یہہ صاف مجاہدہ کی آیت ہے۔ اوسکی رحمت کے قربان کہ اوس نے فملقیہ فرماکر مجاہدون کو کیسی ہمت دلائی ہے۔ ادراک اور رویت کی بحث کرتے رہو۔ مگر مجاہدون کی اُمیدین اس آیت سے وابستہ ہین۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

ع۲ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۵ مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور خدا کی طرف وسیلہ ڈہونڈو۔ اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرو۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو (مائدہ ع۶) اتقا اور تلاش مرشد کے ساتھہ جہد کے معنی مجاہدہ ہی

ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہہ صریح مجاہدہ کا حکم ہے۔

۳۔ جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبٰکم مجاہدہ کرو اللہ کی طلب مین جو مجاہدہ کا حق ہے۔ اوسی نے تم کو برگزیدہ کیا (حج ع۱۰) خدا نے فی اللہ فرمایا۔ فی سبیل اللہ نفرمایا۔ کیونکہ سبیل اللہ کے معنی تعمیل ہدایات و احکام کے ہین۔ اور فی اللہ کے معنی طلب ذات کے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتے۔ اس آیت مین جہاد کے معنی مجاہدہ ہی کے ہین۔ قبل و بعد کی آیتین بھی اسی معنی کے موید ہین۔ ھو اجتبٰکم بھی اسی معنی کو ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ جہاد کا نتیجہ فتح و کامیابی یا درجہ شہادت۔ اور مجاہدہ کا نتیجہ پاکی اور برگزیدگی کا حصول ہے۔ اس لئے صریح حکم مجاہدہ ہی کے لئے ہے۔ یہہ مجاہدہ کا حکم بھی اسی خدا کا ہے جس نے نماز روزہ اور حج زکوٰۃ کا حکم دیا ہے یہہ ظلم ہوگا اگر ان احکام کو تو فرض سمجھو اور مجاہدہ کو فرض نہ سمجھو۔

۴۔ من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لات ط و ھو السمیع العلیم و من جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العلمین ۵ جو خدا سے ملنے کا اُمیدوار ہے تو اللہ کا وعدہ تو ضرور آنے والا ہے۔ اور وہی سمیع و علیم ہے (تمہارے دل کے بول کو جانتا اور سنتا ہے) اور جس نے (خدا سے ملنے کے لئے) مجاہدہ کیا تو وہ مجاہدہ کرتا ہے اپنے ہی نفس کے لئے بے شک خدا سارے عالم سے بے نیاز ہے (عنکبوت ع۱) نفس کے لئے مجاہدہ کے معنی ہین تزکیہ نفس جس کو خدا نے فرمایا قد افلح من زکّٰھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔ (الشمس) یعنی نفس کے لئے جہاد نہین بلکہ مجاہدہ ہے۔

۵۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین جس نے میری طلب مین مجاہدہ کیا تو ہم اوس کو اپنی راہ دکھائینگے اور بے شک اللہ احسان کی راہ چلنے والون کے ساتھہ ہے (عنکبوت ع۷) یہہ آیت بھی صریح مجاہدہ کے متعلق ہے۔ بعد جہاد راہ دکھانا

نہین بلکہ بعد مجاہدہ جو طلب ذات باری مین ہو راہ دکھانا موعود خداوندی ہے۔ اور یہی مجاہدہ طریق احسان ہے۔ جسکے ساتھ خدا کی معیت شامل حال ہے تو احسان کی راہ چلنے والون کو گھبرانا اور مایوس ہونا نہ چاہیئے۔

جہاد مجاہدہ مین داخل ہے۔ مجاہدہ کا دائرہ وسیع تر ہے۔ جہاد بمقابلہ کفار و مشرکین ہے اور مجاہدہ بمقابلہ نفس و شیطان ہے وہ ظاہری دشمن کے ساتھ ہے اور یہہ باطنی دشمن کے ساتھ۔ اس لئے جہاد جہاد اصغر ہے اور مجاہدہ جہاد اکبر وجاھدھم بہ جہاداً کبیرا ــــ قرآن کو لیکر لوگون سے مقابلہ کرو۔ سخت مقابلہ (فرقان ع۵) قرآن سے مقابلہ کرنا۔ سمجھانا وعظ و ہدایت اور تبلیغ کی خدمت ادا کرنی مجاہدہ اور جہاد اکبر ہے۔ اے لوگو۔ جہاد اکبر کے لئے کمربستہ ہوجاؤ۔ قرآن اوٹھاؤ اور تبلیغ رسالت کے لئے مستعد ہوجاؤ۔ گرچہ امراض باطنی کے سبب پست ہمتی آئے گی۔ مگر جب تم وسیلہ ڈہونڈہ چلے اور مرشد کو پا چکے اور میدان مجاہدہ مین قدم رکھ چکے تو مرشد تمہارے امراض باطنی کا علاج کریگا اور صحت یاب ہوکر تم وہ سب کر سکتے ہو جو اگلون نے کیا ہمت چاہئے ہمت۔

امراض باطنی

جسطرح امراض ظاہری ہوتے ہین امراض باطنی بہی ہوتے ہین۔ جیسے جسمانی امراض ہین۔ روحانی امراض بھی ہین۔ جیسے ظاہری امراض خلقی لاعلاج ہین ویسے ہی روحانی امراض فطرتی بھی لاعلاج ہین۔ جسطرح مادر زاد گونگا بہرا اندہا علاج پذیر نہین اوسی طرح روحانی گونگا بہرا اندہا۔ جو فطرتاً ہو علاج پذیر نہین۔ اسی کو خدا نے فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ اونکے دلون اور کانون پر تو خدا نے مہر لگادی اور اون کی آنکھون پر پردہ (بقرہ ع۱) ابوجہل اور ابولہب نے دل رکھتے بھی کہان سمجھا۔ کان رکھتے بھی کہان سنا۔ اور دونون آنکھین رہتے ہوے بھی کہان دیکھا۔ باوجودیکہ کس کس طرح سمجھائے گئے۔ کلام ربانی سنائے گئے خدا کی تجلی بھی جگمگا ہی رہی تھی

کیونکہ خود آنحضرت جلوہ فرما تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم مگر وہ اندھے ہی رہے۔ سواء علیھم أأنذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون — انہین کو ڈراؤ نہ ڈراؤ برابر ہے۔ یہہ تو ایمان لانے کے نہین (بقرہ ع۱)

لیکن وہ مریض جو علل وعوارض کے سبب سے ہو جسطرح اوسکا علاج ظاہری ہے اوسیطرح باطنی مرض کا علاج باطنی ہے جسطرح جسمانی امراض کے لیئے تشخیص ضروری ہے۔ اور تشخیص دیکھکر بشرہ سے نبض سے قارورہ سے اور کیفیات کو سنکر۔ تھرمامیٹر لگاکر اور کانون سے ضربات کو سنکر اور قوم وملک کے خصوصیات کو خیال کرکے ہوتی ہے۔ اوسی طرح روحانی امراض کی تشخیص بھی صحبت۔ مذاق۔ گفتار۔ کردار۔ اخلاقی کیفیات کو سنکر قوم ومسلک مذہب وملت کے خصوصیات کو خیال رکھکر۔ خاندان اور پیشہ کے اثرات کو ملحوظ رکھکر اور خصوصیات مزاج کی نگہداشت کے ساتھہ کہ صفراوی مزاج کی تیزی وتیز رفتاری بلغمی مزاج کی سستی اور استقلال وغیرہ وغیرہ کو مدنظر رکھکر ہوتی ہے۔ پھر جسطرح جسمانی امراض اخلاط کی کمی بیشی اور اعضائے رئیسہ کے ضعف وقوت سے پیدا ہوتے ہین۔ اور اسباب خارجی یعنی تاثیرات آب وہوا سے بھی اوسی طرح روحانی امراض قلب ونفس کے بگاڑ اور تاثیرات صحبت بد سے پیدا ہوتے ہین۔ فی قلوبھم مرض (بقرہ ع۲) قلب کی بیماریون سے آگاہ کرتا ہے تو ان النفس لامارۃ بالسوء نفس کی بیماریون سے خبردار کرتا ہے۔ (یوسف ع۷)

مین انتہا تک امراض ظاہری اور باطنی کو مطابق کرتا جاؤن تو وضاحت تو ہوگی۔ مگر مضمون طول ہوجائیگا اور کتاب کی ضخامت اتنی بڑہ جائیگی کہ فوائد کھو جائینگے اس لئے مین اسے نظرانداز کرتا ہون۔

غرض قلب ونفس مین بیماریان ہوتی ہین جس سے روح بیمار ہوجاتی ہے۔ کمزور ہوجاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ روحانی موت مر بھی جاتی ہے۔ خدا نے کافرون اور مشرکون کو مردہ لکھا ہے۔ مگر اوسکی آیتین مین بھولا اسوقت یاد نہین آیتین۔ تو مرشد کو چاہئے کہ پہلے تشخیص مرض کرے کہ کون کون سے امراض باطنی

طالب مین پیدا ہو گئے ہین امراض قلبی ہین یا امراض نفسی۔ طالب کو چاہئے کہ معالج سے امراض نہ چھپاوے۔ ورنہ آپ گھاٹا اوٹھاوے گا

امراض قلبی

ایک قلب تو وہ ہے جو مضغۂ گوشت ہے سینہ کے اندر جسے اطبا تشریح کرکے دیکھتے ہین۔ دوسرا قلب وہ ہے جسکی شان مین خدا نے فرمایا ان فی ذالک لذکری لمن کان له قلب۔ اس مین نصیحت ہے اوس شخص کے لئے جسکے قلب ہے (ق ۳) تو یہہ نصیحت حاصل کرنے والا کونسا قلب ہے۔ آیا یہی مضغۂ گوشت۔ تو گوشت کا ٹکڑا نصیحت نہین حاصل کرسکتا۔ دوسرے یہہ مضغۂ گوشت تو ہر کو ہے۔ مگر ہر کوئی نصیحت شنو نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت شنو قلب کوئی اور ہے۔ چونکہ اسکا مقام مضغۂ قلب ہی ہے۔ اس لئے ظرف مظروف کی جگہ بولا گیا۔ اور اوسکو بھی قلب ہی کہا گیا جو ایک نور ہے دانا و بینا و نصیحت شنو۔ اوسی کو دوسری جگہ خدا نے فرمایا۔ فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ آنکھین نہین اندھی ہوتین۔ بلکہ قلب اندھا ہوتا ہے جو سینہ کے اندر ہے۔ (حج ۶) تو نصیحت حاصل کرنے والا۔ اور نصیحت نہ حاصل کرنے والا اندھا دل ہوتا ہے جسکا مقام بتادیا کہ سینہ کے اندر ہے۔ یہہ قلب وہ مضغۂ گوشت تو ہے نہین جو سینہ کے اندر ہے بلکہ وہ قلب ہے جو سینہ کے اندر ہے اس سے کیا صاف نہین ہوتا کہ قلب روحانی قلب جسمانی کے اندر ویسے ہی ہے۔ جیسے روح جسم مین۔ وہ قلب جو نصیحت حاصل کرے یا نہ حاصل کرے دیکھتا ہو یا اندھا ہو وہ اک نور روحانی ہے جو حالت صحت مین دیکھتا اور حالت مرض مین اندھا ہوجاتا ہے۔ اسکو قلب روحانی کہا جاتا ہے۔ اس قلب روحانی کی چند قسمین مذموم اور چند قسمین محمود خدا نے فرمادی ہین۔ مجاہدہ یہہ کرنا ہے کہ قلب مذموم جیسے قلب مریض کو معالجہ سے صحت یاب ہوکر قلب محمود ہوجاوے۔

قلب مذموم یا قلب مریض

قلب مذموم کی گیارہ قسمین خدا نے فرمائی ہین۔

(۱) **قلب جاہل**۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ان کے قلوب ہین کہ ان سے سمجھتے نہین (اعراف ۲۲ع) یعنی ناسمجھ اور جاہل اس آیت کے آخر مین انہین کی شان مین خدا نے فرمایا اولئک کالانعام بل ھم اضل وہ چارپایے کے مانند ہین۔ بلکہ اون سے بدتر (اعراف ۲۲ع) یہہ جہالت کی بیماری قلب کی اگر دفع نہ ہوئی تو یہی قلب آخری نوبت پر قلب مطبوع کی حالت کو پہونچ جاتا ہے کذلک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون۔ اسی طرح اللہ جاہلون کے قلب کو قلب مطبوع بنا دیتا ہے۔ (روم ۶ع)۔

(۲) **قلب مریب**۔ وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون۔ اون کے قلوب شک مین پڑے ہین تو وہ اپنے شک مین بھٹکتے پھرتے ہین (توبہ ع) شک بھی امراض قلبی مین سے ہے جسکا مزاج شکی ہوتا ہے وہ ہر بات مین شک کیا کرتا ہے جسکی شان مین خدا نے فرمایا۔ ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون ۵ لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ اگر ان پر ہم آسمان کا دروازہ کھول دین اور یہہ سارے دن اوس مین چڑھتے بھی رہین۔ جب بھی یہی کہینگے۔ کہ ہو نہو ہماری آنکھین باندہ دی گئی ہین۔ بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے۔ (حجر ۱ع) یعنی یہہ بدیہیات مین بھی شک کرینگے۔

(۳) **قلب غل** یعنی قلب کینہ کش لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا۔ مومنون کی طرف سے ہمارے دل مین کینہ نہ رہنے دے (حشر ۱ع) کینہ کش دل پناہ مانگنے کی چیز ہے کہ یہہ سیلے درجہ بھی کینہ سے بھرا ہوتا ہے۔ اور دوسرون کی برائی کا آرزومند۔ کینہ بھی دل کی بیماری ہے

مین سے ہے جو دل کو انتقام اور بدخواہی کے لئے بے چین غیر مطمئن اور خراب و خستہ کئے رہتا ہے۔

(۴) **قلب سخت**۔ اوسی کا نام قلب غلیظ بھی ہے۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھر کے مانند ہین بلکہ پتھر سے بھی سخت تر (بقرہ ۹) اسی کو خدا نے قلب غلیظ بھی فرمایا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اے رسول یہہ تو خدا کی مہربانی ہے کہ تم اون کو نرم دل ملے اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو لوگ تمھارے ارد گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ (ال عمران ۱۷) سخت دل بدخو ہوتا ہے۔ نہ وہ کسی پر رحم کھا سکتا نہ کسی کو معافی دے سکتا ہے۔ نہ اس سے شفقت علے الخلق ظہور پذیر ہو سکتی نہ وہ نصیحت شنو ہو سکتا ہے۔

(۵) **قلب غلف**۔ وقالوا قلوبنا غلف وہ کہتے ہین کہ ہمارے قلب پر پردے پڑے ہین (بقرہ ۱۱) دل پر پردہ تو سد سکندری ہے جسکی شان مین ہے۔ وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا۔ اون کے آگے پیچھے ہم نے دیوار کھڑی کر دی ہے (لیس ۱) اسلئے باوجود دیکھ سکنے کے بھی یہہ دیکھ نہین سکتے۔ یہہ قلب کافرون کا ہوتا ہے بل لعنھم اللہ بکفرھم (بقرہ ۱۱) یہہ قلب ملعون ہے۔

(۶) **قلب کور**۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھین نہین اندھی ہوتین بلکہ دل اندھے ہوتے ہین جو سینون مین ہین (حج ۵) اسی کی شان مین ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی جو اس دنیا مین اندھا وہ اوس دنیا مین اندھا یعنی یہان دل کا اندھا وہان دیدار کا اندھا۔ قلب کور کو خدا کی راہ سجھائی نہین پڑتی۔

(۷) **قلب زنگ خوردہ**۔ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ نہین نہین بلکہ اون کے کرتوتون نے اون کے دلون پر زنگ جما دیا ہے۔ (مطففین) گناہون پر

مصر رہنے سے قلب زنگ خوردہ ہو جاتا ہے۔ اور گناہ کی برائی دل سے جاتی رہتی ہے۔ جیسے شراب پیتے پیتے۔ سود کھاتے کھاتے جھوٹ بولتے بولتے۔ فریبی مقدمات لڑتے لڑتے ان کی برائی دل سے کھو جاتی ہے۔ اور کھو گئی ہے۔ اس حال پر بھی اگر زنگ صاف کیا جاسے تو جلا کی امید ہو سکتی ہے۔ اور آئینہ قلب مجلا ہو کر قابل انعکاس جمال جہان آرا ہو سکتا ہے۔

(۸) **قلب غافل**۔ لا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا جسکے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کیا اوسکا کہا نہ مانو (کہف ۳۲ ع) خوب غور کرو تو غفلت ہی ام الجرائم ہے۔ اور اسکا پھندا ایسا سخت ہے کہ اس سے نکلنا بڑی بہادری کا کام ہے۔ آدمی ہزار سوچتا سمجھتا ہے۔ ہزار ارادہ اور ہمت کرتا ہے۔ مگر قلب غافل کی غفلت نہین جاتی۔ محاسبہ ہزار توبہ کرتا ہے۔ مگر پھر وہ توبہ نہین رہتی۔ اور قلب غافل ہوشیار نہین ہوتا۔ ہوشیار ہوتا بھی ہے۔ تو چند ساعت کے لئے بیٹھکر تو یہہ ہے کہ خدا کی یاد اور ذکر و فکر بھی وہ کرتا ہے تو اوپری دل غافل دھیان اور مراقبہ بھی وہ کرتا ہے۔ تلاوت قرآن اور نماز بھی وہ ادا کرتا ہے تو عادتاً دل غافل اسی کا نام قلب لاہی بھی کرتا ہے۔ لاھیۃ قلوبھم (انبیاء ۱ع) یہہ محبت کی تیز و تند آگ کی آنچ دیئے بغیر ہوشیار نہین ہونے کا۔ اسکی پہچان ہے واتبع ھوٰلہ وکان امرہ فرطا (کہف ۴ع) وہ متبع خواہشات نفسانی ہوتا ہے۔ اور اوسکا کام ہے حد سے گذرا ہوا۔

(۹) **قلب بیہوش**۔ بل قلوبھم فی غمرۃ من ھذا۔ بلکہ اون کے دل اس سے بیہوشی مین پڑے ہین (مومنین ۴ع) قلب غافل کی غفلت کامل بیہوشی ہے۔ قلب غافل غافل ہوتے ہوتے قلب بیہوش ہو جاتا ہے۔

(۱۰) **قلب مقفل**۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا تو کیا یہہ قرآن مین غور نہین کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل ہین (محمد ۳ع) قلب مقفل کو قرآن سے دلبستگی

نہین ہوتی۔ وہ قرآن مین تدبر نہین کرسکتا۔ کیونکہ اوسکے قلب کی کوٹھری مین قفل پڑا ہوا ہے۔

(۱۱) **قلب مطبوع** - مہرزدہ - کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار + اور کذالک نطبع علی قلوب المعتدین۝ اسی طرح خدا مہر کردیتا ہے ہر قلب متکبر اور ہر قلب جبار پر۔ اور اسی طرح ہم ہر حد سے تجاوز کرنے والے قلوب پر مہر لگادیتے ہین (مومن ع۴ اور یونس ع۸) قلب مطبوع کی پہچان یہہ ہے کہ وہ متکبر ہو۔ جبار ہو اور حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔ تکبر کا مرض صحت یاب نہین ہوتا۔ کیونکہ متکبر کسی کی سن نہین سکتا۔ شیطان نے تکبر ہی تو کیا تھا۔ ابی واستکبر۔ اوس نے انکار کیا اور تکبر کیا کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اوسکو مٹی سے۔ تو اس تکبر کا نتیجہ یہہ ہوا وکان من الکفرین ہو گیا کافرون مین سے متکبر و جبار تو خدا کے صفاتی نام ہین۔ جو کوئی ان صفتون کا دعوے کرتا ہے۔ وہ فرعون بلے سامان خدائی کا دعوے کرتا ہے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر سبحن اللہ عما یشرکون ہ مجاہدہ مطلب یہہ ہے کہ قلب بیماریون سے صحت یاب ہوکر قلب محمود ہو جائے۔

قلب محمود

قلب محمود سات قسم کے ہین۔

(۱) **قلب مہتدی** - ہدایت یافتہ - من یومن باللہ یھد قلبہ۔ جو خدا پر ایمان لاتا ہے تو خدا اوسکے قلب کی ہدایت کرتا ہے (التغابن ع۲)۔

(۲) **قلب منیب** - جاء بقلب منیب ادخلوھا بسلم جو دل گردیدہ لیکر حاضر ہوا تو اوس سے ہم کہینگے کہ سلامتی کے ساتھہ بہشت مین داخل ہو جاؤ (ق ع۳) قلب منیب نیاز و التزام کی کمند ڈالکر رسا ہوتا اور محبوب سے جا ملتا ہے۔

(۳) **قلب خاشع** - الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبهم لذکر اللہ وما نزل من الحق -
کیا ایمان والون کے لئے وہ وقت نہین آیا کہ اون کے دل ذکر خدا اور قرآن مین خشوع و عاجزی
کرین (حدید ۲۷) عبادت مین خشوع پیدا ہونا دل کی صحت یابی ہے۔ جب تک قلب غافل
کی غفلت دور نہو جو محبت ہی سے دور ہوتی ہے اوسوقت تک قلب خاشع نہین ہوسکتا۔

(۴) **قلب مربوط** لولا ان ربطنا علی قلبھا - اگر ہم اوسکے قلب پر گرہ نہ دئے ہوتے
(قصص ۱) قلب مربوط اسرار کو گرہ مین باندھ لیتا ہے۔ اور انکشافات ربانی کا ڈنکا نہین بجاتا
پھرتا۔ دوست تو وہی جو دوست کا راز چھپائے۔ یہہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان کی شان
مین ہے۔ پوری آیت واصبح فواد ام موسیٰ سے پڑھ جاؤ جسکے معنی یہہ ہین کہ موسیٰ کی مان کا دل بیقرار
ہوگیا۔ قریب تھی کہ سادے سے قصے کو ظاہر کر بیٹھے اگر ہم اوسکے دل پر گرہ نہ دیدیتے تاکہ وہ یقین کرنے
والون مین رہے،، قلب مربوط اوسوقت ہوتا ہے جب خدا کے ساتھہ رابطہ و نسبت صحیح ہوجائے۔

(۵) **قلب متقی** فانہا من تقوی القلوب یہہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔ (حج ۴)
قلب متقی شعائر اللہ کی عظمت کرنے لگتا ہے جب خدا کی عظمت و جلالت عرفان حقہ کے
سبب دلون پر چھاجاتی ہے تو جو خدا کے ساتھہ نامزد اور منسوب ہو اوسکی بھی عظمت دلون مین پیدا
ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب -

(۶) **قلب مطمئن** - وقلبہ مطمئن بالایمان ایمان پر اوسکا دل مطمئن ہو (نحل ۱۴) اسماء
و صفات باری تعالیٰ پر جب تک ایمان کامل نصیب نہین ہوتا۔ اس دنیا مین تو اطمینان حاصل نہین
ہوسکتا اور جب یہہ حاصل ہوگیا تو لاخوف علیہم ولاھم یحزنون دوسرے اطمینان قلبی نہ دولت و
ثروت سے حاصل ہوتا ہے نہ عالیشان عمارتون اور پھولے پھلے گلزارون سے اگر حاصل ہوتا
ہے تو ایمان کامل اور اوسکی یاد ہی سے حاصل ہوتا ہے! الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سن رکھو کہ

خدا کی یاد ہی سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے (رعد ع ۴)۔

(۷) **قلب سلیم**۔ اذ جاء ربہ بقلب سلیم جبکہ حضرت ابراہیم آئے خدا کے پاس قلب سلیم لیکر (الصفت ع ۳) قلب سلیم کے معنی ہین قلب سلامتی یافتہ از ماسوائے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیف اور خدا کی طرف یکسو ہو رہے تھے۔ کیونکہ اونکا قلب سلیم اور ماسوائے سے منقطع ہو چکا تھا۔ اسی کو خدا نے دوسری جگہ فرمایا لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم قیامت کے دن اولاد اور مال (یعنی ماسوائے اللہ) کام نہین آنے کے۔ ہان جو قلب سلیم فارغ از ماسوا لیکر حاضر ہوگا۔ تو وہی کام آئیگا۔ (الشعرا ع ۵)

مجاہدہ سے قلب مذموم کو قلب محمود بناؤ (یعنی دل کا مونھہ ادہر سے ادہر پھیردو کہ مراد کو پہونچو۔ مگر مینے بیان کیا ہے کہ بیماریان قلب ہی مین نہین نفس مین بھی ہوتی ہین اسلئے امراض نفسانی سے بھی غفلت نکرو۔ ورنہ محال سے صحت ہوئی تو امراض جگر مار ڈالنے کو کیا کم ہین۔

امراض نفسی

نفس مذموم بھی ہوتا ہے اور محمود بھی۔ ونفس وما سوٰیہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا قد افلح من زکیہا وقد خاب من دسٰیہا۔ نفس کی اور اوس ذات کی قسم جس نے اوسکو درست بنایا پھر الہام کیا اوسکی طرف اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا بے شک مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو خاک مین ملادیا (الشمس ع ۱) غرض نفس مین مادہ فجور و تقوی دونون ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے تزکیہ نفس کیا کہ وہی مراد کو پہونچا۔ اور افسوس رہبانون پر جنہون نے نفس کو مار کر خاک مین ملادیا کہ وہ گھاٹے مین رہے۔ کیونکہ نفس کو مار دینے سے وہ نفس ہی نہ رہا جسکو تزکیہ کر کے وہ مراد تک پہونچتے۔ طالب کو یہی تو مجاہدہ کرنا ہے کہ وہ نفس مذموم کو تزکیہ کر کے نفس محمود بنائے نہ یہہ کہ نفس کشی کر کے اوسکو مار ہی ڈالے۔ نفس بیمار رہے تو حسب ہدایت مرشد

اوسکا معالجہ کرو۔ سرکش ہے تو اوسکی تنبیہ کرو۔ بنزا کرو۔ اوسکو اچھی طرح تھپیڑون سے کچلو۔ مگر مار تو نہ دو کیونکہ وہ مر بھی تو نہین سکتا۔

نفس مذموم

نفس مذموم پانچ قسم کے ہین۔

(۱) **نفس سفیہہ**۔ ومن یرغب عن ملة ابراھیم الا من سفه نفسه ملت ابراہیم سے وہی انحراف کرتا ہے جس نے خود اپنے نفس کو بے وقوف بنایا (بقرہ ع ۱۶) سمجھ کر بھی جو اڑا ہوتا۔ اور نہین سمجھتا ہے وہ اپنے آپ ہی کو بیوقوف بناتا ہے۔

(۲) **نفس موسوس**۔ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور جو وسوسے اوس کے نفس مین گذرتے ہین اوسکو ہم جانتے ہین (ق ع ۲) نفس طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا رہتا اور راہ مین رخنہ انداز ہوتا ہے اور آدمی ہے کہ اسی کے جال مین پھنسا ہوا ہے۔

(۳) **نفس شح**۔ نفس بخیل۔ واحضرت الانفس الشح بخل تو نفس مین داخل کیا گیا ہے (النساء ع ۱۹) بخل نفس کی سخت بیماریون مین ہے اور سخت اصلاح طلب۔ اس بیماری سے آدمی نہ گھر کا ہوتا ہے نہ گھاٹ کا۔ نہ اپنے کا نہ پرائے کا۔ نہ اس دنیا کا۔ نہ اوس دنیا کا۔ بندۂ زر ہو کر حیا و غیرت۔ عزت و آبرو۔ دین و مذہب اور سارے صفات انسانی کو کھو بیٹھتا ہے ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه (محمد ع ۳)

(۴) **نفس امارہ**۔ ما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء۔ مین اپنے نفس کو بری نہین کرتا۔ کیونکہ نفس تو برائی کی طرف اوبھارتا ہی رہتا ہے (یوسف ع ۷) اسلئے یہہ تزکیہ طلب ہے۔

(۵) **نفس سیئہ**۔ برائی پہونچانے والا نفس۔ ما اصابك من سیئة فمن نفسك اے انسان

جو کچھ تجکو برائی پہونچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے (نساء ع ۱۱) جو کچھ انسان کو برائی پہونچتی
ہے وہ اپنے نفس کی بدولت۔ اگر نفس صلاح پا جائے اور آدمی تزکیہ نفس کرلے تو اوسکو برائی
پہونچے ہی نہین۔ ساری مصیبتین ٹھنڈی پڑ جائین دیکھنے والے تو کہین گے کہ حضرت ابراہیم
آگ مین ڈالے گئے۔ مگر وہ آگ ٹھنڈی ہو کر گل وگلزار ہی بنجائے گی۔ کیونکہ تکلیف اور برائی تو
وہی جسکو دماغ محسوس کرے تو جبکا دماغ ہی یکسو ہو گیا ہو وہ محسوس کیا کرے گا۔ اس لئے ساری برائیان
اسی مین ہین کہ نفس ادہر اودہر بھٹکتا پھرے اور جب نفس تزکیہ پاکر یکسو ہو گیا تو محسوس کون کرے
اسی لئے خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تجکو برائی پہونچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے۔ اور خدا نے
جب نفس کو تزکیہ نصیب کیا تو ما اصابك من حسنة فمن الله جو کچھ تجکو بھلائی پہونچے وہ
خدا کی طرف سے جس نے تیرے نفس کو مزکے کر دیا۔
غرض مجاہدہ مطلب یہہ ہے کہ نفس مذموم بیماریون سے صحت یاب ہو کر نفس محمود ہو جائے۔

نفس محمود

نفس محمود تین قسم کے ہین۔
(۱) **نفس لوامہ**۔ لا اقسم بالنفس اللوامه نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہون (القیمۃ ع۱)
نفس جب اصلاح پر آنے لگتا ہے تو برائیون پر ملامت کرنے لگتا ہے یہی ملامت کرتے کرتے
وہ تائب ہو جاتا اور اوسکو تزکیہ وتصفیہ نصیب ہوتا ہے۔
(۲) **نفس مزکے**۔ قد افلح من زکها وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس)
یہی نفس لوامہ مزکے ہوتا اور یہی نفس مزکے رسا ہو کر اور مراد کو پاکر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔
(۳) **نفس مطمئنہ**۔ یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی
فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ خدا کے حضور مین حاضر ہو تو اوس سے راضی وہ تجھ سے

راضی۔ تو داخل ہو جا ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں (الفجر) رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نفس منتشر تو بھٹکا اور مارا مارا پھرتا ہی ہے۔ حیات میں بھی مرنے پر بھی۔ حضوری ہوتی ہے تو نفس مطمئنہ کو ہی۔ بے اطمینان نام کے حضوری کہاں نہ اس دنیا میں نہ اوس دنیا میں جب اطمینان کامل قرار پاجاتا ہے تو اوسکی منزل ہوتی ہے رضا و تسلیم کی۔ یہہ مقام عبودیت ہے۔ وہ مقام عبودیت میں داخل ہو کر وصال گاہ میں بار پاتا ہے۔

استغفار و توبہ

جب انسان کو خدا توفیق دیتا ہے تو وہ اپنے قلب و نفس کی بیماریوں پر مطلع ہوتا اور اپنے کو مریض سمجھنے لگتا ہے۔ تو اوسکو یوں دیکھو جسمانی مریض جب بیمار پڑتا ہے تو وہ ہوائے تند سے بچنے کے لئے یا اقتضائے مرض کے سبب بستر پر پڑا رہتا ہے۔ آب و دانہ ترک کر دیتا ہے۔ کہ جو معالج ہدایت کرے گا اوس کی تعمیل کیجائے گی۔ پھر معالج بلایا جاتا ہے۔ جب اوس سے علاج رجوع ہوا تو اوس کی دوا استعمال ہوتی۔ اور اوسکے حسب ہدایت پرہیز ہوتا ہے۔ جب کہیں صحت ہوتی ہے۔ بس یہی حال روحانی بیماروں کا ہے۔ امراض باطنی کا بیمار بھی اولاً اپنی گزشتہ بدپرہیزیوں کے نقصان کو مٹانا چاہتا اور آیندہ کی بدپرہیزیوں سے تائب ہوتا ہے۔ استغفار کی چادر اوڑھ کر ندامت و توبہ کے بستر پر لیٹ رہتا ہے۔ پھر معالج حقیقی اور معالج مجازی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی کا نام **انابت** ہے۔ رجوع الی المرشد۔ پھر علاج ہے۔ پھر صحت۔ اس لئے امراض باطنی کے مریض کے لئے پہلی چیز استغفار و توبہ ہے۔ پھر انابت۔ اور یہہ معالج کے علاج کی چیز نہیں یہہ توفیق خداوندی اور عطیہ ایزدی ہے۔ معالجہ تو انابت کے بعد ہے۔ مریض علاج ہی پیش نہ کرے یا دوا و پرہیز ہی کے لئے آمادہ نہو تو اوسکا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ سنۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ مرض علاج سے جاتا اور مریض بے علاج کے مرجاتا ہے۔ اس سنۃ اللہ کو کوئی توڑ نہیں

سکتا - یون سبے علاج بھی کبھی صحت ہوتی ہے - یہہ اوسکی قدرت کا اظہار ہے تو اوسکی قدرت کا جایزہ لینے والا کون - اور اوسکی قدرت پر دست رسی کس کی کہ وہ ہر کے ساتھہ ظاہر کرے اور ہر وقت ظاہر کرے - اور ہر شخص کے حسب منشا ظاہر کرے -

استغفار و توبہ دو چیزین ہین - ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ خدا سے معافی مانگو پھر توبہ کرو - اپنے سکئے کی معافی مانگنی استغفار ہے اور آیندہ نہ کرنے کا عزم بالجزم توبہ ہے - زمانہ حال مین ہمکو گذشتہ کی معافی اور تلافی کرنی چاہئے - اور آیندہ کی فکر یعنی استغفار و توبہ -

گذشتہ کا علاج تو بجز معافی مانگنے اور استغفار کے ہے نہین - اس لئے استغفار کی نسبت مجھے کچھہ زیادہ لکھنا بھی نہین - ہان آیندہ کی فکر ہے - کہ آیندہ مرتکب گناہ نہون - یہی توبہ ہے کہ ٹوٹتی بھی اور رہتی بھی ہے - اسکے کیفیات بھی طرح طرح کے ہین - اس لئے اسکے مدارج بھی ایک سے ایک بالاتر ہین -

دو چیزین ہین ایک گناہ کی معافی چاہنا یہہ استغفار ہے - دوسرے گناہ سے پشیمان ہوکر گناہ نہ کر نیکی ہمت کرنی یہہ توبہ ہے - خدا کی مہربانی دیکھو کہ تم توبہ کرو تو وہ توبہ قبول کرنے کو بھی تیار ہے کہ آیندہ گناہ نکرو - اور کئے ہوے گناہ جسکے لئے تم پشیمان ہوے اوسکو بھی معاف کر دینے کو تیار ہے یون توبہ مین استغفار بھی داخل ہو جاتا ہے - یہہ بھی اوسی کی مہربانی ہے کہ تم استغفار کرو اور خشوع و خضوع اور آداب کی نگاہداشت کے ساتھہ تو وہ اوس گناہ کو بخش بھی دیتا اور آیندہ تم کو اس گناہ سے باز بھی رکھتا ہے یون استغفار مین توبہ بھی داخل ہو جاتی ہے - اسی لئے مینے استغفار و توبہ کو ساتھہ ساتھہ بیان کیا ہے -

خدا نے فرمایا ہے - وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیئات - بے شک خدا اپنے بندون کی توبہ قبول فرماتا ہے - اور خطائین معاف کر دیتا ہے (شوریٰ ۳۔) تو توبہ سے

بچو کو نہین۔ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین خدا توبہ کرنے والون کو اور جو توبہ سے پاک ہو چکے ہین اونکو پیار کرتا ہے (بقرہ ۲۸) خدا کا وعدہ ہے کہ وہ توبہ قبول کرتا ہے۔ اور یہہ بھی کہ وہ خطا بھی معاف کر دیتا ہے اور یہہ بھی کہ وہ تائبین کو پیار بھی کرتا ہے۔ تو یہہ چوکنے کی چیز نہین۔ اس طرح استغفار توبہ مین داخل ہو جاتا ہے۔

مگر خدا کو نسی توبہ قبول کرتا ہے۔ کیا زبان سے اتوب الیہ اتوب الیہ ہم توبہ کرتے ہین۔ ہم توبہ کرتے ہین کی رٹ لگاؤ کہ دل غافل بلکہ نافرمانی پر مصر ہو تو کیا ایسی توبہ قبول ہو گی۔ یا قبول ہونے کے لایق ہے۔ خدا ہو کے ہین نہین آ سکتا۔ وہ خود فرماتا ہے۔ انما التوبة علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم۔ توبہ تو اللہ اونہین کی قبول کرتا ہے جو نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے۔ پھر فوراً متنبہ ہو اور توبہ کر لے۔ تو اللہ ایسون کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

مسلمانو! قرآن کے رو سے تمھارا یہہ خیال غلط ہے کہ تم جان بوجھکر گناہ پر مصر رہو کہ آیندہ توبہ کر لینگے ابھی تو زندگی ہی پڑی ہے۔ یا ابھی تو شباب ہے توبہ کا زمانہ نہین۔ پیری آنے دو۔ یا شباب مین توبہ تو مضحکہ خیز ہے۔ پیری آئے اور پیر مل لے تو توبہ کر لینگے۔ کیونکہ توبہ تو وہی جو پیر کے سامنے ہو اور پیر کرائے۔ ایسی توبہ ٹوٹتے ہین لوگ البتہ ملامت کرتے ہین اور شباب مین توبہ کرین تو راجگیر کے جنگل مین کیون نہ جا کے بیٹھین۔ یا یہہ سمجھو کہ مرتے وقت کی توبہ تو کہین نہین گئی۔ بس مرتے وقت توبہ کر لین گے۔ اور کھرے جنت مین چلے جائینگے۔ اور اونکے برابر ہو جائینگے جو تمام عمر تائب رہا مگر لا تستوی الحسنة ولا السیئة نیکی و بدی برابر نہین ہو سکتی (حم السجدة ۲۴) تو مرتے وقت کا بھا را چھوڑ دو۔ اوس وقت اگر توبہ کا ہوش نہ رہے تو کیا کرو گے۔ دوسرے اوس وقت استغفار کر سکتے ہو۔ توبہ کا وقت کھان رہا کہ آیندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرو۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن

اون کی توبہ قبول نہین جو گناہ کرتے رہین ۔ یہان تک کہ ان مین سے جب کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو کہنے لگے کہ اب مین توبہ کرتا ہون (نساء ع۳) فرعون نے مرتے وقت توبہ کی تھی تو خدا نے کیا فرمایا۔ الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین تو اس وقت توبہ کرنے کھڑا ہوا ہے اس سے پہلے تو ہمیشہ نافرمانی کرتا رہا۔ اور فساد پھیلاتا رہا (یونس ع۹) جو مختلف نتایج توبہ کے خدا نے بیان فرمائے ہین۔ اون پر غور و فکر کرنے سے توبہ کی تین قسمین نکلتی ہین ۔

(۱) ایک توبہ تو یہہ ہے۔ توبوا الی اللہ جمیعًا ایھا المومنون لعلکم تفلحون ۔ مومنو! تم سب کے سب اللہ کے حضور مین توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (نور ع۴) اس توبہ سے فلاح کی امید ہے۔ یہہ وہ توبہ ہے کہ انسان دل مین نادم ہو اور قصد مصمم کرے کہ ہم پھر ایسا نہ کرینگے ۔

(۲) دوسری توبہ یہہ ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ مومنو اللہ کے حضور مین خالص دل سے توبہ کرو (تحریم ع۲) اس مین خلوص دل کی قید زیادہ ہے۔

واقعی ظاہر ابھی یہہ دونون قسمین اپنی تقسیم کو واضح کر رہی ہین۔ توبہ کو خیال کرو۔ ایک تو کسی کام کو برا یا گناہ سمجھ کر اوس کام سے باز رہنا ہے۔ دوسرے اس خلوص سے باز رہنا ہے۔ کہ اوسکی لذت دل مین باقی نہ رہے بلکہ اوس کے ارتکاب سے دل دہشت کھائے۔ یہی دو حالتین ہوتی ہین ۔ دونون مقبول ہین ۔ مدارج کا فرق ہے۔ توبہ نصوح کی شان مین خدا نے فرمایا ہے ۔ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا ۔ قیامت کے دن اون کا نور آگے آگے اور داہنے بائین دوڑ رہا ہوگا۔ اور وہ عرض کرینگے کہ اے خدا ہمارا نور کامل کر۔ (التحریم ع۲) ۔

(۳) تیسری توبہ یہہ ہے۔ ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعًا حسنًا الی اجل مسمی ویوت کل ذی فضل فضلہ اپنے پروردگار سے اپنے کئے کی معافی مانگو۔ پھر اوسکے حضور مین توبہ کرو تاکہ وہ تم کو تاحیات بہترین فائدہ اور صاحب فضل کو اوسکا فضل عطا فرمائے (ھود ع۱)

یعنی اس دنیا مین تاحیات وہ بہترین فائدے دیتا رہے۔ اور اوس دنیا مین جو فضیلتین توبہ سے اوس نے حاصل کین وہ پوری پوری عطا کرے۔ یمتعکم متاعاً حسناً سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین تا حیات بہترین فائدے ملتے رہتے ہین۔ تو اسے توبہ طریقت کہو کہ یہہ توبہ ہر موجودہ حال سے جو بجز اسیر ہے تائب ہونا اور آیندہ ترقیات کی طرف عروج کرنا ہے۔

اس توبہ کو مزید وضاحت کے ساتھہ خدا نے اس آیت مین فرمادیا ہے۔ یقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السمآء علیکم مدراراً ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین اے قوم استغفار کر پھر اوس کے حضور مین توبہ کر کہ خدا تجہہ پر موسلادہار بارش رحمت برسائے۔ اور تیری قوت پر قوت بڑہائے کہ تو پھر گنہگار نہ ہوسکے (ھود ع ۵) اس توبہ کا نتیجہ ہے بارش رحمت اور ازدیاد قوت۔ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرنے جانا اوسکی عین رحمت ہے جس سے قوت پر قوت بڑہتی رہے گی۔ اور اوس وقت تمہارا یہہ مقام ہوگا کہ پھر مجرم نہ ہوسکو اوس وقت گناہ تم سے اتنا بہاگے گا جتنا تم گناہ سے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استغفار و توبہ جسطرح ابتدائے منزل مین ہے اوسی طرح انتہائے منزل مین ہے۔ میری توبہ ہوگی نافرمانیون لغزشون۔ اور غفلتون سے اور اولیا، اور انبیا کی توبہ ہوگی۔ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف حسب مدارج اس سے سمجھو کہ نبیون کی توبہ و استغفار کے معنی کیا ہین۔

انابت و معالجہ

انابت رجوع کو کہتے ہین۔ جب گذشتہ نافرمانیون سے معافی مانگ چکے اور آیندہ نافرمانی نہ کرنیکا عزم بالجزم کر چکے یعنی استغفار و توبہ تو اوسکے بعد مرشد اور معالج امراض روحانی کی طرف رجوع کرتا ہے کہ مرشد قرابادین روحانی سے اوسکا مرض تشخیص کرے اور معالجہ کرے۔ قرابادین روحانی

قرآن مجید ہے جسکی شان مین خدانے فرمایا ہے۔ شفاء لما فی الصدور۔
مرشد دیکھے گا کہ مریض مین امراض قلبی مین سے کونسا مرض ہے۔ اور امراض نفسی مین سے کونسا مرض وہ
امراض قلبی کا معالجہ کرکے قلب کو قلب منیب بنائیگا۔ تاکہ وہ اس فرمان کا مورد ہو۔ جاء بقلب منیب
ادخلوھا بسلم خدا کے حضور مین قلب منیب لیکر جو حاضر ہوگا تو خدا فرمائے گا کہ سلامتی کے ساتھ بہشت
مین داخل ہو جاؤ (ق ۳۷) اور امراض نفسی مین سے کوئی مرض پائیگا۔ تو وہ معالجہ کرکے نفس کو نفس
مزکے بنائے گا تاکہ وہ اس فرمان کا مورد ہو۔ قد افلح من زکھا۔ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔
(والشمس) تم نے مرشد کی طرف علاج رجوع کیا۔ تو مرشد تمھارے مافی الضمیر کا مرجع خدا کی طرف
رجوع کردے گا کہ یہی رشد ہے۔ جب قلب و نفس تصفیہ و تزکیہ پاکر خدا کی طرف رجوع ہو گیا تو خدا فرماتا
ہے۔ یھدی الیہ من اناب جس نے رجوع الی اللہ کیا تو خدا اوسے اپنی طرف رہنمائی کریگا
رجوع کردینا مرشد کا کام ہے۔ اور رہنمائی خدا کا کام۔ ہدایت اوسی کے قبضۂ قدرت مین ہے۔ انسانی ہدایت
اسی قدر ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع کردے جب ثابت کمال کو پہونچی تو وہ اس لایق ہوا۔ اتبع سبیل من
اناب الیّ۔ اوسکی پیروی کرو جس نے میری طرف رجوع کیا (لقمٰن ۲) تو اوسکی پیروی یہی ہے۔ کہ
جس طرح اوسکا قلب و نفس ایسا رجوع الی اللہ ہوا کہ اوس نے اپنے ہی کو خدا کے حوالہ کردیا۔
ایسا ہی تم بھی کرو کہ۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ میری نماز اور میری عبادتین
اور میری حیات و موت سب اللہ کے لئے ہے (اعراف ۲۰) تمھارا حال بھی ہو جائے۔
مرشد جب مسترشد مین امراض قلبی پائے گا تو اوسکا معالجہ ذکر و تدکیر اور پاس انفاس سے کرے گا
اور اگر امراض نفسی پائے گا تو اوسکا معالجہ فکر و مراقبہ اور پاس حواس سے کرے گا۔
اے لوگو! خدا کی راہ جسکی شان مین ہے۔ تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہٗ خمسین
الف سنۃ۔ فرشتہ اور روح خدا کی طرف عروج کرتے ہین۔ ایک دن مین جسکی مقدار پچاس ہزار

برس کی راہ ہے (معارج ۴) اوسکے فضل وکرم کے صدقے کہ اوس نے اتنی بڑی راہ کو دو قدم بنادیا۔ ایک پاس انفاس دوسرا پاس حواس اور تیسرا قدم منزل مقصود۔ اسکو بھی اوس نے فرمادیا انهم یرونه بعیدا ونراه قریبا لوگون کے نزدیک تو یہہ راہ دور ہے۔ مگر خدا کے نزدیک قریب جس کو اوس نے کر دکھایا۔ سبحن اللہ وبحمدہٖ۔

معالجہ امراض قلبی

مریض روحانی جب رجوع کرے تو امام ربانی یا مرشد ربانی کو لازم ہے کہ اولاً تشخیص مرض کرے کہ طالب مین امراض قلبی ہین یا امراض نفسی۔ اگر قلب کی بیماریون مین سے جو اوپر بیان ہوئین۔ کوئی بیماری یا بیماریان ہون تو خداے ہادی حقیقی کی طرف رجوع کرے۔ وما النصر الا من عند اللہ مدد تو خدا ہی کے پاس سے ہے۔ (ال عمران ۱۳) تو خدا ہی سے طلب گار مدد ہو۔ پھر قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوکہ یہی شفاء لما فی الصدور اور امراض روحانی کی قرابادین ہے۔

جسمانی امراض کے متعلق تم نے ایسا دیکھا ہوگا کہ ایک ہی نسخہ مقوی ارواح اور بھتیرے امراض مین مفید ہے۔ صرف مختلف بیماریون مین اوسکا بدرقہ بدلتا رہتا ہے۔ یہہ اوسی خدائی اصول پر ہے جو خدا نے امراض روحانی کے معالجہ کے لئے بتایا ہے۔ خدا کا تعلیم کردہ نسخہ ذکر کلمہ طیبہ یا اسم ذات ہے۔ جو مقوی ارواح اور مفرح قلب اور بھتیری بیماریون مین مفید ہے جسکا بیان اوسکے بعد آوے گا اور ذکر اسماے صفاتی باری تعالے یہہ بدرقہ ہے۔ جو ہر بیماری مین بدلتا رہے گا۔ ۹۹ ننانوے نام اسماء حسنی مشہور ہین۔ ان مین ۷۹ اوناسی نام وہ ہین جو قرآن مجید مین صریحاً بیان ہوے ہین۔ یہہ ذکر کے لئے ہین۔ ۱۸ نام آیتون سے مستخرجہ ہین۔ یہہ صفات باری ہین یعنی یہہ آیتین مراقبہ کی ہین۔ اور بارہ اسماء قرآن سے ثابت نہین حدیث سے ہین تو خدا کے اور بھتیرے اسماء وصفات ہین۔ جو اسکے علاوہ ہین۔ مگر طالب کے ریاضات کے لئے یہی بہت ہین۔ ذکر کے لئے تو کلمہ طیبہ یا اسم ذات

کافی تھا پھر خدا نے یہہ استنے نام کیون بتائے اور کیون حکم دیا۔ فللّٰہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا (اسماء حسنیٰ اللہ ہی کے ہین اوسکو اونھین نامون سے پکارو) یہہ اسی لئے کہ یہہ اسماء صفاتی۔ مرض مریض کو ڈہانپ لے اور مریض صفت خداوندی مین پناہ لیکر بامراد ہو۔

مرشد کو چاہئے کہ اولاً ذکر کلمہ طیبہ یا اسم ذات کی تلقین کرے۔ جو ذکر کہ خفی ہو۔ بقوت طلب ہو۔ بہ تضرع ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھہ ہو۔ خدا کی عظمت وجلالت کے دہیان کے ساتھہ ہو۔ پاس انفاس کی نگہداشت کے ساتھہ ہو۔ اور ہر وقت ہو اوقات معینہ پر مذکور مین فنا ہوکر ہو۔ اور علے ہذا جیساکہ ذکر کے بیان مین بیان کیاجائے گا۔ یہہ کل امراض کا علاج ہے۔ مگر اجمالاً اور اشتراکاً۔ اس لئے اگر کوئی خاص مرض جوراہزن ہو اوس کے لئے بدرقہ قوی کی ضرورت ہے۔ مرشد کو چاہئے کہ مرض مریض کو اسمائے حسنیٰ کے آگے پیش کرے اور ان اسماء مین سے جو صفت دافع مرض نظر آئے اور اوس سے مزاج مریض کی مناسبت وموافقت بھی ہو اور دل چسپی بھی اوسکو چن لے۔ اور اوس کی مؤقت ذکر کی ہدایت کرے۔ بہ اشتراک ذکر۔ اور مسترشد کو ہدایت کرے کہ لن تجد من دونہ ملتحدا خدا کے سوا اور کھین پناہ نہ پاوسگے (کہف ۴) تو اوسی کی صفت مین پناہ ڈہونڈہو کہ وہ تم پر مستولی ہوکر تم کو پناہ مین لے لے۔ مثلاً اگر مسترشد کو فکر رزق مارے ڈالتی ہو کہ اوس کی طلب و عبادت مین حارج ہو تو اوسکو علے الدوام ذکر کلمہ طیبہ یا ذکر اسم ذات کے ساتھہ موقت ذکر یا رزاق کی بھی تلقین کرنی چاہئے۔ یا جسکو دوڑ دہوپ کی ناکامیون نے مجبور کر رکھا ہو۔ اوسکو یا وہاب کی۔ اگر یاس پیدا ہو ہو تو یا قدیر کی۔ بیماریان یا بیمارداریان پریشان کررہی ہون۔ کہ وہ ہوش نہین درست کرسکتا۔ تو یا شافی کی مصیبتین تباہ کن ہون تو یا رحیم کی۔ طرح طرح کے عیوب مین گرفتار ہو۔ اور ذاپاکیون مین آلودہ تو یا قدوس کی جہالت قلب ہو تو یا علیم کی کورمی قلب ہو تو۔ یا نور کی غفلت ہو تو۔ یا موجود کی ذکر کی تلقین کرنی چاہئے۔ بدرقہ بدلنے کے یہہ معنی ہین۔ مگر ذکر اس طرح ہو کہ اوس مین تبتل

حاصل ہو اور فساد یکسوئی - اور بہر حال منہیات قرآنی سے پرہیز لازم ہے - ورنہ بد پرہیزی علاج کو کارگر نہو نے دے گی -

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب آگاہ رہو کہ خدا کے ذکر ہی سے قلوب مطمئن ہوتے ہین - یہہ ذکر بیماری کو دور کر کے اطمینان بخشیگا - اور ایمان کامل تم کو مطمئن کر دے گا - کہ ہمارا کام اس دنیا مین فرائض انسانی اور حقوق و عبادات رحمانی کی ادائے گی کے سوا جیسا کہ اخلاق کے زیر سرخی بیان ہوا - زیادہ نہین ہے ہم اک خدائی مشین ہین کہ ہمارا کام سلسلۂ اسباب کا جوڑنا اور فرائض کا انجام دینا ہے - اور بس - باقی ہوتا جو کچھ ہے وہ سب افعال الہیہ ہین -

اے لوگو - اس معالجہ کا حتمی ہونا تو بدیہیات مین داخل ہے - ایسے حتمی معالجہ کی تعلیم خدا ہی نے فرمائی ولله الاسماء الحسنىٰ فادعوہ بہا فرما کر دریا کو کوزہ مین بند کر دیا - ذکر تو دلون سے خدا کو پکارنا ہی ہے - اس لئے فادعوہ بہا کے یہہ معنی نہین کہ ویسے پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو - بلکہ یہہ صریح ذکر اسماء حسنٰے کی تعلیم ہے -

یہہ عجیب بات ہے کہ چاہے کوئی بھی ذکر کرو - مگر قلب مین لکھا ہوا جو پاؤ گے - وہ کلمہ طیبہ ہی کو - اور قلب کے ذکر کی آواز جو بہت زور کی بھی تم کو سنائی دے گی - تو وہ اسم ذات ہی کی اس کی وجہہ سائینس والون سے دریافت کرنی چاہیے - جو قیاسات کے بیلون پر اوڑنا خوب جانتے ہین - مگر وہ تو سرے سے انکار ہی کر دینگے -

غرض ذکر امراض قلبی کا علاج ہے - اور فکر امراض نفسی کا -

حب امراض طحال و جگر دونون ہون تو کسی ایک کی غفلت مار ڈالنے کو کافی ہے - اس لئے علاج امراض قلبی کے ساتھہ امراض نفسی سے بھی غفلت نہ کرنی چاہئے - بلکہ ابتدا اگر ذکر کے ساتھہ تفکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی بھی ہدایت ضرور ہے - اور امراض نفسی کے علاج کی بھی جو علاج امراض

نفسی مین بیان ہوگا۔

معالج کو یہہ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ معالجہ فائدہ کر رہا ہے یا نہین۔ اور صحت آرہی ہے یا نہین یعنی گردش اور روش پیدا ہورہی ہے یا نہین۔ اور قلب محبت قدس سے معمور ہو رہا ہے یا نہین۔ کیونکہ یہی پاک محبت ہے جو خدا تک رسا ہوتی ہے۔ یہہ خیال نکرو کہ محبت وہبی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہین ہوتی۔ ہر چیز اپنی حقیقت کے اعتبار سے وہبی ہے۔ اور عالم اسباب کے اعتبار سے کسبی۔ اسکو تو تجربتًہ بھی دیکھہ سکتے ہو۔ مثلاً کسی سے اکثر جہوٹون بھی محبت کا دعوے کیا کرو تو تہوڑے دنون مین تم اپنے دل مین اوس کی محبت محسوس بھی کرنے لگو گے۔ دیکھو خدا نے بھی فرمایا۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا ہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے تو خدا اونہین عنقریب مودت و محبت عنایت فرمائے گا۔ (مریم ع۶) ایمان و اعمال صالحہ سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے تو محبت کسبی بھی ہوتی ہے۔ باطن جب امراض سے صحت یاب ہو جاتا ہے تو یہی باطنی طلب قوت صحت سے توانا ہو کر محبت ہو جاتی ہے۔ اگر مریض قلب رو بصحت ہوا۔ اور اوس مین گردش و روش پیدا ہوئی اور اوس کے اعمال اعمال صالحہ سے بدلے اور اوس کو محبت عنایت ہوئی تو معالج کو چاہیئے کہ محبت کو بے راہ روی سے روکے اور اوسکی مستی کو عبودیت مین لگائے۔

آجکل مریض کو راہ کی تلقین کر دی جاتی ہے۔ اور معالجہ امراض ہوتا نہین۔ اس لئے ریاضات لوگ کرتے ہین۔ مگر امراض کے سبب اون کی راہ کہوٹی رہتی ہے۔ عمر گذر جاتی ہے۔ اور وہین کے وہین۔ مریض مرجاتا ہے۔ اور الا من اتی اللہ بقلب سلیم کے استثنا مین داخل نہین ہوتا۔ اسکے سوا قرآن مجید موجود ہے۔ کلام الہیٰ جسکی ہر آیت کا آخر ذکر موصل الے المطلوب ہے۔ اوس مین تدبر و تفکر کرو راہین پاؤ گے۔ مرادین پاؤ گے۔ زیادہ لکھنے سے تو یاد نہین رہتا اسلئے کچھہ حاصل نہین ہوتا۔

ذکر

صوفیہ فرماتے ہین کہ خدا نے فرمایا ہے اور بہت جگہ فرمایا ہے فاذکراللّٰہ خدا کا ذکر کیا کرو۔ امر کا صیغہ ہے مستلزم وجوب اس لئے ہر شخص پر ذکر کرنا فرض ہے۔ اس پر اہل حدیث معترض ہوتے ہین کہ فاذکراللّٰہ کے معنی ہین خدا کو یاد کرو۔ تو نماز پڑہتے ہی ہو۔ خدا کا تذکرہ کرتے ہی ہو۔ وعظ و نصیحت کرتے ہو۔ حدیث پڑہتے پڑہاتے ہی ہو۔ بس ہوا۔ اس سے وہ ذکر تو ہرگز ثابت نہین ہوا۔ جو صوفیہ کرام کرتے ہین اور جسکو ذکر اصطلاحاً کہا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مین ذکر کی نسبت قرآن مجید سے بیان کرون تاکہ اس معترضانہ شکوک پیدا کرنے سے طالبین کی راہ ماری نہ پڑے۔ اور اہل حدیث کو بھی اگر اونکا قرآن مجید پر ایمان ہے ذکر کرتے ہی بنے۔

خدا نے فرمایا۔ اقرا باسم ربک الذی خلق۔ اپنے خدا کا نام پڑہا کرو جس نے تمہین پیدا کیا (علق) یہہ صریح ذکر لسانی کی تعلیم ہے۔ اول تعلیم ذکر لسانی ہی کی ہے۔ خدا نے اقراء اور اسم ربک فرمایا یعنی اوس کے نام کو پڑہا کرو۔ یہہ ذکر لسانی نہین تو اور کیا ہے۔ یعنی زبان سے اللّٰہ اللّٰہ کی رٹ لگاؤ۔ یہی اللہ کا نام پڑہتے رہنا ہے۔ یہہ ذکر کی بسم اللہ ہے۔ اور اگر دل مین اوسکا نام پڑہتے رہو تو یہہ ذکر قلبی ہے۔

خدا نے فرمایا۔ واذکر ربک خدا کا ذکر کیا کرو۔ (اعراف ۲۴) اور یہہ بھی فرمایا واذکر اسم ربک۔ خدا کے نام کا ذکر کیا کرو۔ (مزمل ۱) دونون آیتون کے دو معنی ہین۔ ایک مین خدا کے یاد کرنیکو کہا گیا۔ اور دوسرے مین اوس کے نام کو یاد کرنے کو کہا گیا۔ دونون دو حکم ہین۔ دونون کی تعمیل فرض پہلا حکم تو یہہ کہ اوسکو یاد کرو۔ اب جیسے یاد کرو اور جسطرح وہ تمہین یاد آسکے۔ یہہ بہت عام ہے۔ تلاوت قرآن سے ہو۔ نماز سے ہو۔ مروجہ ذکر و فکر سے ہو۔ تذکرہ سے ہو۔ جیسے ہو وہ تمہین اختیار ہے اس مین ہم مجاز کئے گئے۔ اور دوسرا حکم ہے کہ اوسکے نام کو یاد کیا کرو۔ اوسکے نام کو یاد کرنا

ذکر مصطلحہ سکے سوا اور کچھ تعلیم نہین کرتا۔ یہہ تو صاف واضح ہوگیا کہ ہم کو اوسکے نام کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ تو اوسکے نام کا ذکر ہم کس طرح کرین تو خدا فرماتا ہے۔ یھدی الیہ من اناب الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ وہ ہدایت کرتا ہے اپنی ذات کی طرف اوسکو جو اودہر رجوع ہوا۔ یہہ وہ ہین جو ایمان لائے۔ اور اون کے قلوب ذکر خدا سے آرام پاتے ہین۔ سن رکھو کہ ذکر اللہ ہی سے قلوب آرام پاتے ہین (رعد ۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کو تعلق قلب سے ہے۔ اس سلئے جہان پر ذکر کا لفظ آئے اور وہ صریح اور مفہوم پیدا نہ کرے وہان سمجھنا چاہیئے کہ خدا ذکر قلبی ہی کو فرما رہا ہے۔ یعنی ذکر اسم ذات قلب سے کرنا چاہیئے۔

اسکے سوا ذکر قلبی خدا کے نام کا ذکر ہے اور خدا کو یاد کرنا بھی ہے اسلئے یہ دونون آیتون کی تعمیل ہے پھر اس سے کیسکو انحراف کی کیا وجہہ ہے سوا اسکے کہ وہ خدا کے ذکر سے اعراض کرتا ہے اور من اعرض عن ذکری کی تہدید مین داخل ہوتا ہے۔

بغیر جمعیت قلبی کے خدا کی راہ نہین ملسکتی کیونکہ اضطرار سے ذکر و فکر سب کا ہی دروازہ بند ہوجاتا ہے اور جمعیت خاطر ذکر قلبی سے ہی حاصل ہوتی ہے اسی لئے خدائی راہ کے رہرو چاہے اونکی روش دلیہی ہو یا سیدہی یعنی کسی مذہب کے طالب خدا کو لو جوگی ہون یا رہبان یا مسلمانون مین صوفیہ کا کوئی فرقہ ہو تمام ذکر قلبی جاری ہوا۔ جاری ہے اور جاری رہے گا۔

یسلئے خدا کے نام کے ذکر کو بیان کیا اور اوسکو بھی کہ اوسکا تعلق قلب سے ہے یعنی ذکر قلبی کو بھی بیان کیا تو یہہ ذکر قلبی کسطرح یاد کیا جائے۔ تو خدا فرماتا ہے اذکروا اللہ کما علمکم اور اذکروا اللہ کما ھدٰکم خدا کو اوسطرح یاد کیا کرو جسطرح اوس نے تم کو تعلیم کی اور ہدایت کی تو اب قرآن مجید مین ڈہونڈنا چاہیئے کہ کسطرح اوس نے ذکر کی تعلیم و ہدایت کی ہے۔

تو خدا فرماتا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ خدا کو اس طرح یاد کیا کرو۔ جسطرح اپنے باپ کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ خدا کی یاد تو اوس سے بھی شدید تر ہونی چاہیئے (بقرہ ۲۵) یہہ آیت تدبر کرنے کی ہے۔ دنیا مین باپ خالق مجازی ہے۔ اور مجاز سیڑہی ہے حقیقت کی یا آئینہ ہے حقیقت کا۔ اسی سلئے تو پیدائش سکے لئے والدین کا ذریعہ اور سلسلہ خدا نے قایم کیا تاکہ

دور اُفتادون کے لئے یہہ مجاز حقیقت کی طرف رہنما ہو۔ تو والدین کو انسان محبت کے ساتھہ یاد کرتا ہے۔ مگر کیسی محبت جسمین شان ہوتی ہے عظمت کی رنگ ہوتا ہے تقدس کا حسین جلوہ ہوتا ہے جمال وجلال کا ادر کیفیت ہوتی ہے اسید وبیم اور خوف ورجا کی۔ تو خدا کے ساتھہ ایسی ہی محبت کے ساتھہ یاد کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ کامل ترلعنی اوس سے بھی شدید تر۔ کیونکہ حقیقت و مجاز کا فرق ہے۔ خدا کو ایسی ہی محبت کے ساتھہ یاد کیا کرو۔ یہہ عام ہے۔ اوس کی یاد مصطلح ذکر و فکر سے کرو۔ یا تلاوت قرآن۔ یا نمازمین یا جب اور جسطرح وہ محبت نہین جو دوست احباب بھائی بہن۔ زن وشو اور عورت ومرد مین ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ خلقت کے شریک ہین۔ ادر خالق کی محبت کی یہہ مجاز صورتین نہین ہین۔ آجکل شہوت پرستی کے سبب مان کی محبت۔ باپ کی محبت دلون سے جاتی رہی ہے۔ اور زن پرستی نے دلون پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس لئے خدا کے ساتھہ بھی اسی شان کی محبت برتی جاتی ہے۔ جو خلاف شان ربوبیت ہونے کے سبب خلاف غیرت خداوندی ہونے کے سبب سراسر نارسا ہے۔ راما۔ چھیلا۔ سونلیا وغیرہ الفاظ غلط نسبت پیدا کرتے ہین جس سے جوانی کا ساجوش اوبال کھاجاتا ہے۔ مگر اس مین تقدس نہین۔ ادر عظمت کبریائی نہین۔ اس لئے یہہ نارسا ہے۔ نبی کے چہرے کے نورمین ان باتون کی صحت کرلو انسان والدین کو کس عظمت اور پاک محبت سے یاد کرتا ہے۔ بلکہ والدین کی چیزون کے ساتھہ جو والدین سے منسوب ہون کس طرح کا ادب کرتا ہے۔ کہ والدین کے پلنگ پر نہین سوتا۔ والدین کی جگہ پر نہین بیٹھتا۔ والدین کا ملبوس نہین پہن لیا کرتا۔ اوسی طرح خالق حقیقی کے ساتھہ ادب اور شعائر اللہ کی عظمت ملحوظ رکھنا اور اقتضائے عبودیت سمجھنا چاہئیے۔ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ٥ جو کوئی شعائر اللہ کی عظمت کرتا ہے تو وہ دلون کی پرہیزگاری سے کرتا ہے (حج ۴) جسطرح والدین کے ساتھہ ظاہری

اور باطنی دونون ادب کرتے ہو کم سے کم ظاہری ادب تو فروگذاشت نہین کرتے۔ جو والدین کا ادب نہین کرتا وہ خلق اللہ مین ملعون سمجھا جاتا ہے اوسی طرح بلکہ اوس سے بھی زیادہ تر خالق حقیقی کا ادب ملحوظ رکھو۔ ظاہری اور باطنی دونون۔ یعنی شریعت اور طریقت دونون کی نگہداشت کے ساتھہ ورنہ کم سے کم ظاہری ادب سے تو نہ چوکو کہ رو سیاہ نہ سمجھے جاؤ۔ اس لئے نماز و روزہ اگر ظاہری ہی ادب کے ساتھہ ہو سکے تو اس سے تو فروتر نہین جو ظاہری ادب والدین کے ساتھہ برتتے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ جسم بے روح مردہ ہے۔ عبادت بے اخلاص وحضور قلب۔ علیم ظاہر و باطن کے حضور مین کوئی ہستی نہین رکھتی۔ مگر ظاہر بینون سے تمھارا چھٹکارا ہو جائے گا۔

غرض ایسی ہی محبت کے ساتھہ خدا کا ذکر کیا کرو۔ اوس نے فرمایا۔ قد افلح من تزکّیٰ ہ وذکر اسم ربہ فصلّیٰ ہ بل تؤثرون الحیواۃ الدنیا ہ والاٰخرۃ خیر و ابقیٰ ہ ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ ہ بے شک وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ کیا اور خدا کے نام کا ذکر کیا۔ اور نماز پڑھی بلکہ تم مقدم رکھتے ہو حیات دنیاوی کو حالانکہ آخرت کہین بہتر اور پائدار ہے یہی بات تو اگلے صحیفون مین تھی یعنی صحیفہ ابراہیم اور موسیٰ مین بھی (اعلیٰ) اگر ذکر سے خدا کو یاد کرنے کے معنی لئے جائین۔ تو اسم کا لفظ بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے نام کو یاد کرنے کے معنی مصطلح ذکر ہی کے ہین۔ اسکے سوا تزکیہ کو تعلق ذکر مصطلح سے ہی ہے۔ اس سے یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قوم ذکر مصطلح سے واقف تھی اس لئے مصطلح ذکر کو بتانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ خدا نے فرمادیا۔ کہ جس نے تزکیہ کیا وہ بامراد ہوا یعنی جس نے ذکر اسم ذات کیا اور نماز پڑھی اور اسکو کاروبار دنیاوی پر مقدم کیا۔ اور آخرت کو بہتر اور باقی سمجھا۔ یہہ کوئی نئی ہدایت نہین کی گئی یہی ہدایت حضرت ابراہیم کے صحیفہ مین اور توریت مین اور کل اگلے صحف مین دی گئی تھی اسی لئے کل دینون مین مصطلح ذکر کا وجود پایا جاتا ہے گرچہ بگڑ کر دعیز اللہ کے لئے ہو گیا۔

فویل للقٰسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلٰل مبین۔ افسوس ہے جنکے قلوب ذکر اللہ

کی طرف سے سخت ہین (کہ وہ مرض سخت دلی کے سبب ذکر نہین کرتے) تو یہہ صریح گمراہی مین ہین۔ (زمر ۳) کیا اس سے صاف نہین واضح ہوتا کہ ذکر کو تعلق ہے قلب سے جبکا قلب سخت ہوتا ہے وہ ذکر نہین کرتا۔ ورنہ یاد کی طرف سے قساوت قلبی کے کیا معنی کون کافر ہے کہ باہمہ کفر و شرک بھی کم سے کم تذکرہ کے وقت مصیبت کے وقت اوسکو خدا نہ یاد پڑ جاتا ہو۔

فالٰھکم اللہ واحد فلہ اسلموا وبشر المخبتین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم۔

لوگو! تم سب کا خدا خدائے واحد ہے تو اپنے کو اوسی کے حوالہ کرو۔ اور عاجزی کرنے والون کو بشارت دو۔ عاجزی کرنے والے وہ ہین کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ (یعنی جب وہ ذکر کرتے ہین) تو اونکے قلوب ڈر جاتے ہین۔ (حج ۵) اگر ذکر مصطلحہ کو خدا نے نہین فرمایا ہوتا تو وجلوا فرماتا۔ یعنی خدا کے نام سے وہ دہل جاتے یا ڈر جاتے ہین۔ اور جب وجلت قلوبھم فرمایا تو اوسکے معنی یہی ہین کہ وہ ذکر جسکو تعلق قلب سے ہے۔ ذکر کرکے دیکھ لو کہ اس آیت کی وضاحت یون ہوتی ہے یا ذکر مصطلحہ سے ہوتی ہے۔ اگر وہ باقاعدہ کیا جائے۔

خدا نے اس کو اور بھی صاف کر دیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ اور نہ کہا مانیو اوس کا جس کے قلب کو ہم نے ذکر سے غافل کر دیا (کہف ۴) ذاکر ہوتا ہے قلب۔ اور غافل ہوتا ہے یہہ غفلت قلب کی سخت بیماریون مین سے ہے تو قلب کو یاد سے غافل کرنے کے کیا معنی ہون گے آدمی یاد سے غافل ہوتا ہے۔ خیال اور دہیان یاد نہین کرتا۔ وہ غافل ہے۔ اور قلب غافل ہوتا ہے ذکر قلبی سے۔ توریت مین آنحضرت کی پیشین گوئی ہے۔ اوس مین آپ کا نام احمد تک موجود ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم مگر عیسائیون نے اوسکا ترجمہ کر دیا۔ حمد کیا گیا۔ اور معرفہ کو نکرہ بنا دیا۔ اوسی طرح جسکا جی چاہے ہر جگہ ذکر کا ترجمہ یاد کرنا کر دے تو وہ آپ گھاٹا اوٹھائے گا۔ کہ وہ ہر وقت قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم خدا کی یاد کا دعوی تو کرے گا۔ مگر وہ عنداللہ سنہ بولا دعوے ہو گا۔

الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ۔ کیا مومنون کے لئے وہ وقت نہین آیا کہ اللہ کا ذکر کرتے وقت اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اونکے دل گداز ہون (حدید ۲) یعنی ذکر کے وقت دل کو گداز ہونا چاہئیے۔

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا اوس کے نام کا ذکر کیا کرو۔ اور اوسکے ساتھہ جٹ جاؤ جو جٹنے کا حق ہے (مزمل ۱) یہہ مصطلحہ ذکر کا حکم ہے اور تبتل حقیقت ذکر ہے۔ مذکور مین فنا ہو جانا۔ وہ ذکر نہین کہ تیلی کے بیل کی طرح معمولاً بے خبری سے چکر لگاتے رہو کہ چلے بھی۔ اور نہ بھی چلے۔ جہان تھے وہین کے وہین۔ ایسا ذکر کیا کہ مذکور کی طرف دل جہانکے تک نہین۔ ایسا ذکر کیا کہ مذکور کو دل پکارے تک نہین۔ ذکر تو وہ کہ ہر دفعہ دل پکار اوٹھے کہ اسے مقصود تو کہان ہے۔ اے محبوب تو کدہر ہے یہان تک کہ مذکور مین فنا اور تبتل حاصل ہو۔ یہہ ذکر مقصود تک رسا ہوگا۔ ذکر ہی فکر کا دروازہ کھولتا ہے یہی غفلت سے بے پناہ دشمن پر فتحیاب کرتا ہے یہی وہ پہرہ دار ہے کہ جب یہہ پہرہ پر ہوتا ہے تو رات دن ہمارے سوتے جاگتے ٹہلتا رہتا۔ اور کسی چور اور ڈاکو کو راہ نہین دیتا ہے۔ یہی ذکر طلب خالص ہوکر۔ مودت ہوکر۔ محبت ہوکر خلت ہوکر۔ محبوب مین فانی اور عبودیت ہوکر محبوب کے ساتھہ باقی ہوجاتا ہے اللہ اللہ تو کیا ہے اور تیرا ذکر کیا۔ قربان تیرے اور صدقے تیرے نام کے یہی تبتل حقیقت ذکر اور فنا ہے۔ فنا کے معنی معدوم ہونے کے نہین بلکہ تمام تر کیسو ہونے کے ہین۔

لوگو! ذکر کی ایسی نعمت ۔ سانس کی غافلانہ آمد وشد اور ضرب کی لعبتانہ پہول کی جھڑیون سے نہین حاصل ہونے کی اس مین کوشش درکار ہے کہ ہو اور صحیح ہو اور بہت ہو۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وسبحوہ بکرۃً واصیلا مومنو! اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو۔ اور اوس کی تسبیح کیا کرو صبح وشام (احزاب ع۶) یہہ تو منافقون کی شان ہے کہ وہ خدا کو بہت کم یاد کرتے ہین۔ لا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء ع۲۱) خدا نے بہت ذکر کرنے کو کہا۔ اور تسبیح کو بھی اور صبح وشام۔ تو جسطرح اوسکی تسبیح کرو

اسی طرح اوسکا ذکر کرو۔ اگر اوس کی تسبیح سبحان اللہ سے کرو تو اوسکا ذکر بھی اللہ اللہ سے کرو۔ اور کم سے کم صبح و شام تو کر لیا کرو۔ دوسری جگہ خدا نے دوام ذکر کی آیتین دی ہین۔ وہ بیان کی جائینگی۔

اوپر کی آیت مین یہہ خیال ہو سکتا تھا کہ صبح و شام ہم کس ذکر کے مامور ہین تو خدا نے فرمایا۔ واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا۔ خدا کے نام کا صبح و شام ذکر کیا کرو۔ (الدھر ع۲) اے اسلام کے فرقو۔ ایسا نہین کہ صوفیون سے اختلاف کے پیچھے ان آیات کی تعمیل کے بجائے ان آیتون کے نافرمان بنکر بارگاہ خداوندی کے مردود بنو۔ اور ذکر کی بیقدری کرو۔ ذکر تو خدا کی یاد ہی ہے تو یاد رکھو۔ و لذکر اللہ اکبر۔ خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اوس سے غفلت نکرو کم سے کم صبح و شام تو کر لیا کرو۔

ادعوا ربکم تضرعًا و خیفۃ خدا کو بہ تضرع پکارو اور آہستہ (اعراف ع۷) ذکر کیا ہے خدا کو پکارنا ہی ہے وہ تو دل کی آواز کو سنتا ہی ہے۔ پھر اوسے زور سے کیون پکارو۔ خدا نے اسکو خود ہی واضح بھی کر دیا۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعًا و خیفۃ و دون الجھر من القول بالغدو و الآصال ولا تکن من الغفلین۔ خدا کو اپنے نفس مین یاد کیا کرو بہ تضرع اور بہ خفا۔ زور سے نہین۔ پکار کے نہین۔ کم سے کم صبح و شام تو یاد کر لیا کرو۔ کہ غافلون مین نہ ہو جاؤ۔ (اعراف ع۲۴) یہہ مین کیونکر بتاؤن کہ ذکر قلبی ترقی پاکر ذکر نفسی ہو جاتا ہے کہ ذاکر کا نفس اور اوسکا سارا وجود ذاکر ہو جاتا ہے۔ جسکو اس آیت مین خدا نے فرمایا۔ مین اسے کیونکر بتاؤن جب نے سیٹھا چکھا نہو۔ اوسے سٹھاس کیونکر بتا سکتے ہو۔ جب تک چکھاؤ نہین۔ سارے کیفیات کا یہی حال ہے خدا نے واذکر ربک فی نفسک فرمایا تم اتنی جمہ سے تسکین کر لیتے ہو۔ کہ خدا کو جی مین یاد کرو تو خیفہ بیکار ہو جاتا ہے فی نفسک بھی اور خیفہ بھی کیا معنی تو در حقیقت خدا ذکر نفسی کو فرما رہا ہے جسکا کچھ بیان سلطان الذکر مین آئے گا۔

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا۔ مومنین کے پہلو بسترون سے آشنا نہین ہوتے وہ خوف و رجا کے ساتھ خدا کو پکارتے رہتے ہین۔ (السجدۃ ع۲) یعنی خدا کا ذکر

خوف درجا کے ساتھہ کرنا چاہیئے یدعون کا لفظ ہے کوئی کسی کو پکارتا ہے تو نام ہی لیکر۔ اس لئے یہہ بالعموم یاد کی نسبت نہین بلکہ ذکر کی نسبت ہدایت ہے:

لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ - مال و اولاد خدا کا ذکر بھلاکر تمہین ہلاکت مین نہ ڈالین - (المنٰفقون ۲) کار و بار مین یا اولاد کے متعلق کامون مین یعنی سارے کامون مین ذکر جاری رہے۔ دل بیار دست بکار! ایسا نہو کہ مال و اولاد کی مشغولی تمہین خدا کا ذکر بھلا دے۔ اور تم ہلاکت مین پڑو یعنی ذکر سے غفلت موجب ہلاکت ہے۔ اسی طرح ذکر مین بھی غفلت نہونی چاہیئے۔ کہ ذکر ہو بھی تو غافلانہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔ لا تنیا فی ذکری میرے ذکر مین غفلت نہ کرنا (طٰہٰ ۲) غافلانہ ذکر ذکر نہین ہے وہ رسم و رواج کے مطابق خدا کے منتر کرنیکا عمل ہے یا گنتی پوری کرنے کی تاثیر مطلوب ہوتی ہے۔ اور یہہ طلب کی بے راہ روی ہے۔ طالب تاثیرات و مقامات طالب خدا نہین ہوتا۔ طلب مین اخلاص لازم ہے۔

اولو الالباب کو خدا نے فرمایا ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض عقلمند وہ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے (یعنی ہر وقت) خدا کا ذکر کرتے رہتے ہین۔ اور نظام آسمان و زمین مین فکر کرتے رہتے ہین (اٰل عمران ۲۰) اس آیت مین خدا نے صاف ذکر و فکر کی ہدایت فرمائی ہے۔ ہر وقت ذکر مصطلحہ کرنے کے معنی نہین۔ بلکہ بالعموم ہر وقت یاد کرنے کے معنی لو۔ بالعموم تو وہ فکر مین آجائے گا۔ جسکی ہدایت الگ سے موجود ہی ہے۔ اور فکر کو الگ کردو تو الہی یاد ناممکن۔ اس لئے بالضرور یہہ ذکر مصطلحہ یعنی ذکر قلبی کی ہدایت ہے۔ اور غایت ذکر۔ فکر ہی ہے غرض کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت ذکر کرنا ہدایت ربانی ہے۔ صرف ترجمہ کردینے اور اختلافات مفسرین کو پڑھ دینے سے کام نہ چلے گا۔ عمل درکار ہے عمل تو کبھی تم نے اس آیت ربانی پر غور کیا ہے اس پر چلنے کی کوشش اگر کی ہے تو بتاؤ تو سہی کہ تم کسطرح اس پر کامیاب ہوے۔ تم کسطرح کھڑے

نہیں سکتے ہو۔ کیونکہ تم یا تو ترجبہی کر دینے کو عمل سمجھتے ہو۔ اس لئے ذکر و فکر کرنے سے کیا کام۔ یا چونکہ
فرقہ صوفیہ ان ہدایات پر عمل کرنے کے پیچھے جان دئے ہوے ہے تو تعصب تم کو کس طرح
اون کی شاہبت کی اجازت دے۔ یا تم ایسے ذکر و فکر کو محال سمجھتے ہو کہ کاروبار بھی اور ذکر بھی۔ تم اس پر
ایمان لا ہی نہین سکتے رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ — خدا کے
بندے ایسے ہین کہ اونہین ذکر خدا سے نہ تجارت مانع ہے نہ بیع (النور ع۵)۔
ذکر کا لگاؤ سانس کے ساتھہ کیون دیا گیا۔ اسکو پاس انفاس کی سرخی مین بیان کرونگا۔ یہان پر اتنا ہی
کہدینا کافی ہوگا کہ مینے اوپر بیان کیا ہے کہ یہہ ذکر قلبی سفر و حضر ازلی ہے۔ صحف ابراہیم۔ اور صحف
موسیٰ علیہم السلام سب مین یہہ حکم تھا۔ چونکہ یہہ حکم ازلی ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ خدا کے نام کا ذکر کیا
کرو۔ قوم ذکر کے اصطلاح سے واقف تھی عامل ہوئی اور اسی لئے سارے مذہب مین یہہ پایا بھی جاتا ہے۔
ذکر کیونکر کیا جائے۔ خدا نے کس طرح ہماری ہدایت فرمائی ہے وہ مینے کسی قدر بیان کر دیا۔ مختصراً
یہہ کہ ابتدا اللہ اللہ کی رٹ لگاؤ زبان سے ہو یا دل مین۔ یہہ بھی بیان کیا کہ ذکر کو تعلق قلب سے ہے
تو اللہ کے نام کا ذکر یعنی ذکر اسم ذات قلب سے کیا کرو۔ یہی ترقی پاکر ذکر نفسی ہو جائے گا جسکو سلطان الذکر
کہا جاتا ہے۔ یہہ ذکر محبت کے ساتھہ ہو۔ اوسکی عظمت و جلالت کے خیال کے ساتھہ ہو۔ اوسکی تنزیہہ
و تقدیس کے دھیان کے ساتھہ ہو۔ ادب ظاہری اور باطنی کے ساتھہ ہو خشوع و خضوع کے ساتھہ ہو
تبتل کے ساتھہ یعنی مذکور مین فنا ہوکر ہو۔ کثرت کے ساتھہ ہو۔ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت ہو۔ بہ تضرع
و بہ خفا ہو۔ بہ خوف و رجا ہو۔ کم سے کم صبح و شام ضرور ہو۔ ورنہ ہر وقت ہو۔ غفلت کے ساتھہ نہو۔ ذکر
مین اور کوئی وسوسہ یا خیال نہ آئے کہ موجب ہلاکت ہو۔ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام
تو جسطرح ذکر اسم ذات ہے ذکر کلمہ طیبہ بھی ہے۔

ذکر کلمہ طیبہ

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب الامثال للناس لعلھم یتذکرون ۔ کیا تم نے خیال نہین کیا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال دی کہ کلمہ طیبہ اک پاک درخت کے مانند ہے۔ اوسکی جڑ مضبوط ہے اور اوسکی شاخ آسمان مین ہے۔ حکم خداوندی سے ہر وقت وہ پھل لاتا ہے۔ اللہ لوگون کے لئے مثال بیان فرماتا ہے کہ لوگ سوچین سمجھین (یا ذکر کیا کرین) (ابراھیم ع۴)۔

کلمہ طیبہ کے ہی ذکر کو خدا نے بیان فرمایا ہے۔ اسی کی جڑ دل مین ہے۔ ایسی مضبوط جسکو کوئی اوکھاڑ نہین سکتا۔ بادشاہ وقت بھی نہین کیونکہ کسی کی دسترس وہان تک ہو ہی نہین سکتی۔ جب اوسکی صفت مضبوط ثابت بیان کی گئی ہے اور اوسکی شاخین آسمان مین ہین تو یہہ کس کی صفت ہو سکتی ہے۔ بجز ذکر کے جسکا مذکور اعلے سے اعلے ہے۔ ہر وقت وہ پھل لاتا ہے۔ یہہ کونسا درخت ہو سکتا ہے۔ بجز ذکر پاس انفاس کے مثالاً خداوند عالم نے ذکر کلمہ طیبہ اور اوسکے پاس انفاس کو صریح اور صاف بیان فرمایا ہے۔ یہہ پاس انفاس کی دائمی لذت ہر وقت کا پھل لاتا ہے ورنہ دنیا مین کوئی درخت بتاؤ جو ہر وقت پھل لاتا ہو اور ان صفات سے متصف ہو۔ خدا نے خود بھی فرمادیا کہ ہم نے کلمہ طیبہ کو مثالاً کیون بیان کیا تا لوگ سوچین سمجھین اور ذکر کیا کرین۔

کلمہ طیبہ کا ترجمہ اچھی بات کردینا ویسے ہی ہے۔ جیسے صلواۃ وزکواۃ سب کا ترجمہ کردو کہ صلواۃ کے معنی دعا اور زکواۃ کے معنی پاک کرنا تو چلو صلواۃ وزکواۃ سب سے چھٹی ہوئی۔ حالانکہ صلواۃ وزکواۃ کی طرح کلمہ طیبہ کی اصطلاح بھی قولاً اور متواتراً ثابت ہے کہ کسکو کہتے ہین۔ اسی کے کہنے اور اسی پر یقین کرنے سے لوگ مسلمان ہوتے آئے اور مسلمان ہوتے ہین۔ اگر ایسا نہ سمجھا جائے تو ایسے مہتم بالشان کلمہ کی سند قرآن مجید مین نہ ملے گی۔

علاوہ اس عمل متواتر کی سند کے کہ کلمہ طیبہ ہی ایمان کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔ اس اصطلاح کو بھی سمجھے

دکھاتا ہے کہ کلمہ طیبہ کا مفہوم لا الہ الا اللہ تھا بھی اور ہے بھی۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم سورہ ابراہیم کی تفسیر صفحہ ۹۴ ۳ مین لکہا ہے۔ جہان اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے قال ابن عباس الکلمۃ الطیبۃ ھی قول لا الہ الا اللہ۔

اسی کو یون بھی دیکھو کہ اسکے بعد دوسری آیت مین کلمہ خبیثہ کا بیان ہے۔ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار اور مثال کلمہ خبیثہ کی یہہ ہے کہ وہ درخت خبیث کے مانند ہے۔ جو پتھر پر ہے کہ اوسکو قرار نہین یہہ کلمہ کفر ہے۔ اور اوسکے مقابل مین وہ کلمہ ایمان۔

ان دونون آیتون کے بعد خدا فرماتا ہے یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ خدا ایمان والون کو دنیا و دین دونون مین ثابت رکھیگا۔ قول ثابت وہی ہے جسکو اوپر کی آیت مین خدا نے فرمایا۔ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء یعنے کلمہ طیبہ۔ خلاصہ یہہ ہوا کہ اگر مومنین ذکر کلمہ طیبہ جاری رکھینگے تو دنیا و دین دونون مین وہ بھلے حال مین ہونگے۔

دوسری آیت خدا نے فرمائی۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ کلمہ طیبہ خدا کی طرف عروج کرتا ہے اور عمل صالح اوسے بلند کرتا ہے۔ (فاطر ۲) اتقان فی علوم القرآن للسیوطی جلد اول چھاپہ مصر صفحہ ۱۱۹ بیان معانی لغات القرآن مین لکہا ہے۔ الکلم الطیب ذکر اللہ والعمل الصالح اداء الفرائض۔ مگر اسم اللہ کلمہ ہے اور کلم جمع ہے۔ اس لئے کلم الطیب سے ذکر اللہ مراد لینے کے بجائے ذکر کلمہ طیبہ سمجھنا چاہئے۔ اور عمل صالح سے صرف فرائض مراد لینا بھی قرآن کی تعمیم کو تخصیص کرنا ہے۔ عمل صالح کے معنی عمل بالقرآن کے ہین۔ احکام و ہدایت سب بغرض کلمہ طیبہ کے فوائد عمل صالح ہی سے حاصل ہوتے ہین۔

تفسیر کبیر جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۳۳ کلم الطیب کو لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ اوپر کی دونون آیتون القول الثابت اور الکلم الطیب مین الف لام موجود ہے۔ یہہ بھی خاص اصطلاح کو یعنی

کلمہ طیبہ کوہی بتارہا ہے۔ اور یہہ الفاظ اسی معنی کو ساعد بھی ہین۔

سورہ النبأ مین خدا نے فرمایا۔ یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا ـــــ جبدن روح اور فرشتے قطار باندہ کر کھڑے ہون گے کسی کے منہ سے بات تو نکلتے ہی کی نہین مگر جسے خدا اجازت دے اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا ہو۔ قول صواب کے معنی اتقان مین لا الہ الا اللہ کے لکھے ہین۔

غرض قول ثابت۔ کلم الطیب اور قول صواب یہہ سب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہی کے نام ہین۔ اور کلمہ طیبہ کے ذکر کو سینے اوپر کی ایت مین بیان کیا ہے۔ اس لئے یہہ سب اوسی ذکر کی طرف اشارہ کرنے والی ایتین ہین۔

اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین والزمہم کلمۃ التقوی وکانوا احق بہا واہلہا وکان اللہ بکل شئی علیما ہ جبکہ کافرون نے اپنے دلون مین ضد کی ٹھان لی وہ بھی جہالت کی ضد تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنون پر اپنی تسکین بھیجی اور اون کو کلمہ تقوے کو لازم یعنی جاری کر دیا۔ کیونکہ وہ اوسکے حقدار اور اہل تھے۔ اور اللہ تو ہر شئے کا دانا سے حال ہے (الفتح ع ۱۳) خدا نے اپنی تسکین اوتاری۔ اور تسکین کی نسبت اوس نے فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ سن لو کہ خدا کے ذکر ہی سے تسکین دلی حاصل ہوتی ہے (رعد ع ۴۔) اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اون کے قلوب ذاکر کر دیئے گئے جس سے اونکو تسکین ہوئی۔ اور الزمہم کلمۃ التقوی صاف کلمہ طیبہ کے پاس انفاس کے لازم اور جاری ہونے کو بتا رہا ہے۔ اوس نے یہہ بھی فرمادیا کہ چونکہ وہ اسکے حقدار اور اہل تھے۔ اس لئے خدا نے اونکا ذکر جاری کر دیا۔ کر کے دیکھو جو قیمت کرنے والا اسکے اہل ہو جاتا ہے۔ تو ذکر ایسا لازم ہو جاتا ہے جیسے حیات کے لئے نفس کی آمد و شد۔ ہزار چاہو کہ نکرو نہین ہو سکتا۔ ذکر ہے کہ دم کے ساتھ ہے۔

چونکہ ذکر جاری و لازم خفی ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ وکان اللہ بکل شئ علیماً یعنی خفی درخفی ہو تو کیا وہ ہر شے کا کما حقہ دانا ہے۔ کلمہ طیبہ کا ہی نام کلمہ تقویٰ بھی ہے۔ جو خدا نے اوپر کی آیت مین فرمایا ہے۔ کیونکہ اسی کلمہ مین ماسوائے اللہ سے تبری اور پرہیز ہے۔ اور یہی کمال تقوے ہے یہی صریحی معنی اس آیت کے ہین جسمین نہ تاویل کی گئی ہے نہ مرادی معنے لئے گئے ہین۔

واذکر ربک اذا نسیت وقل عسیٰ ان یہدین ربی لاقرب من ہذا رشدا ۵ اپنے پروردگار کا ذکر کرتے رہو۔ اسوقت بھی کہ بھولو اور کہدو امید ہے کہ خدا ہمین اس سے بھی قریب تر راہ رشد کی ہدایت کرے (کہف ۳) حالت نسیان اور بے صبری مین بھی ذکر کرتے رہنا اسکی صورت سوائے اسکے ہے نہین کہ قلب ذاکر ہوکر ایسا جاری ہو جائے کہ اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غفلت اور بھول مین بھی ذاکر رہے۔ جب ذکر حالت نسیان مین بھی ہوگا۔ صریح معنی موجود ہین۔ تو تاویل اور توڑ مروڑ کیون کرو۔ غایت ذکر فکر ہو جاتی ہے۔ اور یہی فکر رشد کی قریب تر راہ ہے جسکی امید کی گئی ہے۔ آیت صاف اور واضح ہے۔ اور بکمال ہادی لے اللہ ہے۔ اس آیت مین ذکر پاس انفاس اور پاس انفاس پر استقامت کی ہدایت ہے اور پاس انفاس کے لئے یا ذکر اسم ذات ہے یا ذکر کلمہ طیبہ ہے اور اذکار اسمائے حسنیٰ توسوقت مین حسب تقاضائے مرض بدلتے رہین گے۔

وہدوا الی الطیب من القول وہدوا الی صراط الحمید۔ وہ ہدایت کئے گئے کلمہ طیبہ کی اور اون کو صراط اللہ دکھائی گئی (حج ۳) ہیئتے آغاز کتاب تصوف قرآنی مین بیان کیا ہے کہ صراط مستقیم صراط الحمید یہہ سب نام ہین صراط اللہ یعنی تصوف کے اور اوسکی آیتین وہان دی گئی ہین تو خدا کا مطلب یہہ کہ صراط اللہ یعنی تصوف کے رہرو کو کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہدایت کی گئی۔ قول طیب کلمہ طیبہ ہے جو موصل الی المطلوب ہے۔

ضرب

خدا فرماتا ہے ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ شیطان تمہارا دشمن ہے تو اوس سے دشمنانہ
برتاؤ کرو (فاطر ع۱) اس برتاؤ کو خدا نے میری رائے پر چھوڑا ہم جیسے چاہین اوس سے مقابلہ کرین
اوسکو زیر کرین۔ اور صراط اللہ کو بے خطر بنائین۔ اس لئے شیطان سے ہم مختلف موقعہ پر مختلف برتاؤ
کرتے رہین۔ شیطان غلط امیدون اور ناشدنی ہوسون کا سبز باغ دکھاکر غافل کرنے آتا ہے۔ تو ہم
اپنے کو مرتا ہوا اور پھر مرا ہوا۔ اپنے جنازہ کو اوٹھتا ہوا۔ پھر مدفون ہوتا ہوا۔ جنازہ کے گرد اپنون اور بیگانون
کو روتا ہوا۔ پھر اون کو اپنے اپنے دہندہون مین مصروف الگ سے کھڑے دیکھتے ہین۔ اور اس دم اللذات
کے آلات حرب سے شیطان کے دہوکے کی ٹٹیون کو کاٹ کاٹ گرادیتے اور غفلت اور نارواہوسون
سے محفوظ ہو جاتے ہین۔ جب دشمن دور ہوتا ہے تو توپ اور بندوق سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور جب
نزدیک ہوتا ہے تو تلوار و سنگین سے۔ تو شیطان جیسا پوشیدہ دشمن اور اوس سے جیسی پوشیدہ جنگ ہے
اوس کے لئے ویسے ہی آلات حرب بھی درکار ہین۔ ورنہ صرف شیطان کو شیطان لکھنے اور اوس کی
شیطنت کو بیان کرنے سے نہ وہ بھاگیگا نہ تم اوسکی شیطنت سے بچوگے۔

عبادت در یاضت کے وقت دشمن بھی جد و جہد کرتا اور ٹرنچ مین بیٹھا شین گنس چلاتا رہتا ہے۔ تم ذکر کے
بیلون پر اوڑکر مہونچو۔ اور اوسکی سزا کرو۔ ضرب کے معنی مارنے کے ہین۔ یہہ گویا زپلین سے دشمن کے
ٹرنچ مین بم پھینکنا ہے کہ وہ اپنے ہل چل مین پھنسے۔ اور تمہارا دہیان یکسو ہو۔ اور اولئک کتب فی قلوبھم
الایمان (مجادلہ ع۳) کلمہ ایمان کے نقش سے نگاہ ہٹنے نہ پائے اور مقصود کی طلب سے توجہ ٹلنے
نہ پائے۔ تاکہ ایمان کامل اور کامل تر ہو۔ اور طلب کی راہ سے کانٹے دور ہون۔ یہہ مجاز کردہ صورت مین
مجاہدہ ہے۔ اس ضرب سے مقصود اسی قدر ہے کہ دہیان ادہر اودہر ہو تو مجتمع ہو جائے کہ بغیر اجتماع
دہیان کے راہ پانی دشوار ہے جب شیطان بھاگتا جاتا اور دہیان مجتمع ہو جاتا ہے۔ تو ضرب آپ سے
آپ ہی دہیمی پڑکر بند ہو جاتی ہے۔ اور فکر کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کوئی شیطان سے دشمنی نہ رکھے۔ یا رانہ

رکھے تو وہ جائے جہنم مین ۔ اوسکو نہ خداطلبی نہ مجاہدہ سے مطلب تو وہ نہ اس آیت کا مخاطب وہ میر امخاطب

اسکے سوا ذکر کے بیان مین ہم نے سورہ اعلیٰ کی آیت دیدی ہے کہ خدا کے نام کا ذکر یعنی ذکر مصطلح ازلی ہے یہی صحیفہ ابراہیم ۔ اور صحیفہ موسیٰ علیہم السلام مین تہا اور دیکھتے بھی ہین کہ یہی مصطلحہ ذکر جسمین ضرب بھی ہو اور ادیان مین بھی پایا جاتا ہے جو دین ضایع ہوکر بت پرستی تک کو پہونچ گئے ہین ۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر مصطلحہ اسلام ازلی کا فرض ہے ۔ اور ازلی فرض ہے خدانے واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا (مزمل ع۱) فرمایا تو مراصطلاح سے واقف بھی حکم سنکر عامل ہوئی یہ سوال پیدا ہی نہوا کہ ۔ یا رسول اللہ ما الذکر اسی لئے تیرہ سو برسون سے وہی ذکر مختلف طریقون مین با اسناد شجرہ جاری ہے ۔ دین ازلی کی وضاحت قرآن مجید کی بہتیری آیتو نسے **شرعۃ الحق** مین کی گئی ہے ۔

پاس انفاس

احکام ذکر مین بیان کر چکا کہ یہہ مفروضہ خداوندی ہے ۔ اور یہہ بھی کہ کیونکر کس طرح اور کن کن ادبون کی نگہداشت کے ساتہہ اسکی تعمیل فرض ہے ۔ ساتہہ اوسکے خدا نے فرمایا ۔ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودًا وعلیٰ جنوبکم فاذا اطمانننتم فاقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتاہ پہر جب تم نماز پوری کر چکو ۔ تو اللہ کا ذکر کرتے رہو ۔ کہڑے بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر وقت ۔ پہر جب تم مطمئن ہو تو نماز قایم کرو ۔ بے شک نماز مومنون پر فرض موقت ہے (النساء ع۱۵) اگر فاذکروا اللہ کے معنی ذکر مصطلحہ کے نہ لو ۔ اور صرف اوسکا لغوی ترجمہ کردو یعنی یاد کرنے کے معنی لو تو یہہ صحیح نہوگا کیونکہ اقم الصلوٰۃ لذکری نماز تو خود خدا کی یاد کے لئے ہے تو اسکے معنی یہہ ہون گے کہ جب خدا کو یاد کر چکو تو یاد کرو ہر وقت ۔ اس لئے میری سمجہہ مین یہہ آتا ہے کہ خدا دو فرض کو بیان فرما رہا ہے ایک موقت ہے اور دوسرا ہر وقت موقت تو یہہ نماز ہے ۔ بعد نماز ایسا نہ سمجھو کہ چلو بوجہہ اوتر گیا ۔ بلکہ اب ہر وقت ذکر کرتے رہنا ہے کہ خدا کسی وقت نہ بہولے ۔ یہان

تک کہ سہو ونسیان کی حالت مین بھی۔ جیساکہ اوپر سورۂ کہف کی آیت واذکر ربک اذا نسیت مین
بیان ہوا ہے۔ خیر جو کچھ سمجھو تو اوسکی تعمیل بھی توکرو۔ چاہے اوسکے معنی ذکر کے سمجھو یا یاد کرنے کے
ذکر بھی تو یاد ہی کرنے کا ایک آلہ ہی ہے۔ جیسے یاد کرو۔ مگر ہر وقت یاد کرنا تو ضرور ہے۔ صرف ترجمہ کردینے
یا جھوٹے عذر سے یہہ کیفیت حاصل نہین ہونے کی۔ لیکن تم ہر وقت کیونکر یاد کر سکتے ہو۔ تمھارا تو
خیال ہوگا کہ یہہ محال ہے بغیر کاروبار دنیاوی چھوڑے ہوئے اور رہبانیت اختیار کئے ہوئے یہہ ہو
نہین سکتا۔ مگر خدا نے فرمادیا۔ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ایسے لوگ ہین جنکو معاملات
وکاروبار ذکر خداوندی بہلاکر لہو ولعب مین نہین ڈالتے یعنی غافل نہین کردیتے (نور ر ۵) تاہم
اس مین شک نہین کہ ہر وقت خدا کو یاد کرنا۔ ریاض طلب اور دِقت طلب ضرور ہے۔ کیونکہ خدا نے
بھتیرے حقوق بھی ذمہ لگائے ہین۔ اپنے لئے اور ادائے حقوق کے لئے کاروبار لازم اور ناگزیر۔
اوس پر شیطان ایمان کا دشمن اور نفس گھر کا رہزن ایسے حال مین کامیابی مشکل نہین بلکہ مشکل تر ہے۔
ان دقتون کو اگلون نے سمجھا اور فقہائے ربانی اور امام ربانی نے اس آزار کو پایا تو احکام ذکر کے
تعمیل کی عقلیہ اک راہ نکالی۔ اون کی فکر نے اس راز کو کھولا کہ خدا نے سانس کی آمد و رفت بیکار
نہین دی۔ زندگی بے سانس کے بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا نے ایسا نظم کیون کیا کہ سانس کی اس آمد و رفت
سے کسی حال مین چھٹکارا نہین۔ یہہ تو اوسکا فعل ہے کہ ظاہر مین سانس اک چیز ملی ہے کہ کھڑے
بیٹھے لیٹے ہر وقت جاری ہے اسی کے مطابق وہ ذکر کی ہدایت اسی طرح کرتا ہے کہ کھڑے بیٹھے
لیٹے ہر وقت کرتے رہو کہ وہ لازم ہوجائے۔ اوسکے قول وفعل مین لگاؤ۔ بدیہی ہے۔ اس لئے اگر
ذکر کا لگاؤ سانس سے دیدو جسطرح سانس ناگزیر ہے۔ ذکر بھی ناگزیر ہوجائے گا۔ جسطرح سانس
ہر حال مین چلتی رہتی ہے۔ ذکر بھی ہر وقت جاری ہوجائے گا۔
اس تفقہ کی صداقت پر اعمال نے شہادت دی اور تجربون نے مہر کی اس عقلی اور قطعی تفقہ سے

بھتر نہ کوئی راہ ودوام ذکر کی نکل سکتی ہے نہ کسی نے نکالی۔ غرض ہے دوام ذکر کے تعمیل حکم سے۔ اگر کوئی اور
کسی طریقہ سے ذکر کو اسطرح لازم بنالے تو مضایقہ نہین مطلب حصول مقصود سے ہے۔ وہ جیسے حاصل
ہو۔ مین اوس طریقہ کی بھی حمایت کرونگا۔ اور اوسے بھی اک تفقہ ہی سمجھونگا۔

باوجودیکہ نماز ایسا مہتم بالشان حکم ہے مگر اسمین اختلافات ہوے۔ اسکے طریقون مین اختلافات ہوے
بلکہ اختلافات سے تو کوئی حکم بھی نہ بچا۔ اور باوجودیکہ روحانی طریقون مین بھی اختلافات ہوے اور بہتیرے
فرقے پیدا ہو ہو گئے مگر طریقہ ذکر مین کہ ذکر کا لگاؤ سانس کے ساتھہ ہو کبھی اختلاف نہوا کیونکہ اس سے بھتر
کوئی راہ نکل نہ سکی۔ گویا اس تفقہ نے ایسی قطعیت پیدا کر لی ہے کہ عقل کو دوسری راہ جو اس سے بھتر ہو خدا
کے حکم ذکر کی تعمیل کی ملتی ہی نہین۔ جو لوگ اس طریقہ کے منکر ہین۔ اور ذکر کے معنی ہر جگہ خدا کو یاد کرنے
ہی کے لیتے ہین۔ اور واذکر ربک اور واذکر اسم ربک مین تفرقہ نہین کرتے کیا وہ بشہادت
خداوندی خدا کے حضور مین اسکا دعوے کر سکتے ہین۔ کہ وہ ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہین وکفی باللہ شہیدا

اگر تم تفقہ کے نام سے گھبرا اوٹھو تو یہہ اک بات بھی قابل توجہ ہے کہ رہبانون مین ہندوؤن مین
تمام ذکر پایا جاتا ہے اور اسی سانس کے لگاؤ کے ساتھہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح کا ذکر
حقیقی دین اسلام کا ذکر ہے جو ازلی ہے۔ مینے شرعۃ الحق مین قرآن مجید کی متعدد اور صریح آیتون سے
بلا کسی تاویل کے یہہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ازلی مذہب ہے۔ ساری قومون مین دین اسلام آیا جس نے
صراط مستقیم یا صراط اللہ کی ہدایت کی مگر مسلمانون کے سوا سب نے کتاب اللہ ضایع کی تو سب کا
اسلام بگڑ گیا۔ تو جسطرح سب کا اسلام بگڑا کہ کفر و شرک کی حد کو پہونچا اسی طرح سب کا ذکر بھی بگڑا۔ اور
اس نے بھی کفر و شرک کا رنگ اختیار کیا۔ مگر اب تک اس طریقہ کے ذکر کا وجود کہ ذکر کا تعلق سانس
سے ہو۔ اون سب مین رہ گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم ذکر ازلی اور قطعی ہے۔ اور ذکر اصطلاحاً
اسی کو کہتے ہی ہین۔ اس لئے جب خدا نے ذکر فرض کیا تو یہی مصطلح ذکر فرض ہوا۔ اسی لئے قوم نے

یہہ سوال پیش ہی نہ کیا کہ خدا کے نام کا ہر وقت ذکر کیونکر کیا جاے۔ اسکی تعمیل آسان نہ تھی۔ اس لیے اگر قوم جانتی ہوتی اور اس اصطلاح سے واقف ہوتی تو ضرور اسکا سوال اوٹھاتی۔ اس بیان کی وضاحت شمع عقد الحق مین صلواۃ کی زیر سرخی دیکھو۔

غرض ذکر کا سانس کے ساتھہ قایم ہو جانا کہ وہ سانس کی طرح ناگزیر ہو جاے اور کوئی سانس بے ذکر کے خالی نہ جاے پاس انفاس ہے یعنی پاس انفاس اس آیت کی تعمیل ہے۔ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم۔ خدا کا کھڑے بیٹھے لیٹے یعنی ہر وقت ذکر کیا کرو۔

سلطان الذکر

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلل مبین ○ اللہ نزل احسن الحدیث کتٰباً متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد ہ۔ کیا وہ شخص جسکا خدا نے اسلام کے لیے انشراح صدر کیا ہو۔ کہین سخت دل کے برابر ہو سکتا ہے۔ وہ تو خدا کی روشنی پر چلتا ہے۔ تو افسوس ہے ان پر جنکے قلوب یاد خدا سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہین یہی لوگ تو صریح گمراہی مین ہین۔ خدا نے بہتر کلام نازل فرمایا یعنی ایک کتاب جسکی آیتین ملتی جلتی بھی ہین اور سمجھانے کے لیے بار بار دوہرائی بھی گئی ہین۔ تو جو لوگ خدا سے ڈرتے ہین اسکو سننے سے اون کے جلد کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ پھر اون کی جلدین۔ اور اونکے قلوب نرم ہو کر ذاکر ہو جاتے ہین۔

یہہ ہے خدا کی ہدایت۔ اس سے ہدایت کرتا ہے جسکی چاہتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اوسکا کوئی ہادی نہین۔ (زمر ۳) سارا جسم یعنی روان روان ذاکر ہو جاے یہی سلطان الذکر ہے۔ اسکی دوسری صورت بھی ہے کہ اپنا سارا وجود ذاکر ہو جاے۔ کیفیات کے متعلق تصدیق صحت اور

اطمینان قلبی کیلئے قرآن مجید کا یہہ اشارہ اور کنایہ بس ہے چونکہ قرآن مجید کی یہہ روش نہین کہ وہ کیفیات مین الجہائے کہ طلب مین نقص واقع ہو اسلئے مزید تفصیل وسنے کی نہین تو مین بھی مزید تشریح کا مجاز نہین اسکے یہہ معنی نہین کہ یہہ سر من الاسرار ہے بلکہ کیفیات بیان کی چیز نہین کیونکہ وہ کما حقہ بیان ہونے ہی کے نہین۔ مثلاً حس ہے۔ ذائقہ ہے انہین اک قوت ہی کہو گے تو سمجھ مین کیا آیا یہی حال سارے کیفیات کا ہے۔ اوس کیفیت مین پڑ ہو تو اوسکو جانو وہ بیانمین کس طرح آئے۔

اس آیت مین خدا نے انشراح صدر کو فرمایا ہے۔ چونکہ یہہ فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی چیز ہے۔ اس لئے مین اسے مراقبہ مین بیان کرون گا۔ اوسوقت فہو علی نور من ربہ بھی منکشف ہوگا

القائے ذکر

اولئك الذين يعلم الله ما فى قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم وقل لهم فى انفسهم قولاً بليغا ه۔

یہہ وہ لوگ ہین کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جو ان کے دلون مین ہے تو اون سے اعراض کرو اونکو وعظ و نصیحت کرو۔ اور اون کے دلون مین قول بلیغ کہو۔ وہ قول جو دل مین پہونچے (النساء ع ۹)

وعظ و نصیحت کے حکم کے بعد دل مین کسی کے کہنا جو پہونچکر رہے۔ القائے ذکر کی ہی ہدایت کرتا ہے ورنہ وعظیم کافی تھا۔ تاکید مقصود ہوتی تو قل لھم کافی تھا۔ اس لئے فی انفسہم اور قولاً بلیغا محتاج تدبر ہے۔ اور تدبیر کرنے سے القائے ذکر ہی کی ہدایت ظاہر ہوتی ہے۔

نئے تعلیم یافتون کو القا کی تسلیم مین عذر ہوگا۔ کیونکہ روحانیات کی ساری باتین اونکو عقل مین نہ آنے والی معلوم ہوتی ہین۔ مگر اون کی ضمیر کو ہم یورپ کی طرف پھیر دین تو جلد سمجھ مین آجائے گا۔ دیکھو مسمریزم یا ہپناٹزم کے تماشہ گر برابر علانیہ القائے کیفیت اور القائے خیالات کے تماشے دکھاتے ہین۔ میتے سمجھانے کے لئے سفلیات سے مثال دی ہے۔ غرض مرشد ربانی القائے ذکر القائے انوار اور القائے کیفیات و جذبات کو اپنے فرائض مین داخل سمجھتا ہے۔ اسی القا سے گردش آتی ہے۔ اور اوصاف بدلنے لگتے ہین۔ اور یہی روش ہو کر موصل الی المطلوب ہوتی ہے

اس آنکھ سے دیکھو تو ساری راہ مرشد ہی کو طے کرنی پڑتی ہے۔ القائے ذکر سے ذکر جاری ہوجاتا۔ القائے انوار سے قلب مجلے ہوتا رفتہ رفتہ سارا جسم بلکہ سارا وجود ہی مجلے ہوجاتا اور طالب اک نئی زندگی مین آجاتی ہے۔ اور القائے کیفیات و جذبات کی نیرنگیان بیان کرنا طول فضول ہے۔ تو عظیم کی تعمیل تو ہر کوئی کرسکتا ہے۔ مگر قل لہم (اور) فی انفسہم (اور) قولاً بلیغا کے قیودات کے ساتھ ہر کوئی نہین کرسکتا۔ بلکہ ہر کوئی سمجھ بھی نہین سکتا کہ نفس مین کیونکر کہا جاتا ہے۔ ترجمہ کرنے والے ترجمہ کرجاتے ہین۔ جنکے دماغ مین فی انفسہم کا کوئی مفہوم نہین آتا۔

اسمائے حسنیٰ

مینے اوپر ثابت کیا ہے کہ ذکر کلمہ طیبہ یا ذکر اسم ذات ہر وقت کرنا ضرور ہے۔ یہہ فرض ازلی ہے۔ جس سے چھٹکارا نہین اور صفات خداوندی جسکی قرآنی اصطلاح اسمائے حسنیٰ ہے۔ ان مین سے اوس اسم یا صفت کا جو مستولی ہوکر مرض طالب کو غائب کردے بلکہ صفات سے بدل دے۔ ذکر ہر وقت کرنا ضرور ہے مگر اس دھیان کے ساتھہ کہ دھیان کی قوت یا تبتیل کامل اوسکو اپنے مین فنا کرلے۔

ذات و صفات دونون الفاظ تشریح طلب ہین۔ کیونکہ خدا نہ ذات مین اٹنا نہ صفات مین سماتا ہے اسکی وکی نسبت کیا کہا جائے۔ سارے صفات سے پاک و منزہ وہ سبحان اللہ سارے صفات کا مالک وہ الحمد للہ اور سارے جذبات اور رفعتون سے اعلیٰ وارفع وہ اللہ اکبر۔ المختصر سبحان اللہ عما یصفون۔ ہم کو تو اسکی تعریف کرنی بھی اوسکی کسر شان معلوم ہوتی ہے مین کہان سے کہان پہونچا۔ پہر غرض اسم ذات سے وہ اسم ہے جو جمیع صفات تسلیم ہوا ہے۔ یعنی اللہ اور صفات سے میری غرض اون اسماء صفاتی سے ہے جو وسائل تقرب ہین۔ اور امراض باطنی کے نسخے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ ۔ اسمائے حسنیٰ اللہ ہی کے ہین۔ تو اوسکو اونہین نامون سے پکارو اور اونہین چہوڑ دو۔ جو اوسکے نامون مین الحاد کرتے یعنی کج راہ

راہ چلتے ہین (اعراف ۲۲ع) پکارنے سے یہہ معنی نہین جیسے تم آپس مین ایک دوسرے کو شور سے
پکارتے ہو کیونکہ وہ تمہارے رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اب اگر اوسکو زبان سے پکارو
تو ذکر جہری کہا جائیگا اور دل مین پکارو تو ذکر خفی کہا جائیگا۔ اس لئے فادعوہ بہا کے معنی ہین کہ اوسکا
ذکر کرو اسماء حسنیٰ مین سے کسی اسم کا بھی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایاما تدعوا فلہ
الاسماء الحسنیٰ کہدو کہ اللہ کا ذکر کرو یا رحمن کا جس نام کا ذکر کرو اسماء حسنیٰ تو اوسی کے ہین (بنی
اسرائیل ۱۲ع) یہہ نہ سمجھو کہ انہین دو نامون سے ذکر کی اوس نے ہدایت فرمائی۔ بلکہ سورۃ الحشر کے آخر
رکوع مین اپنے بہتیرے نام بتاکر اوس نے فرمایا۔ ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ
اللہ ہی خالق اور موجد اور صورت بنانے والا ہے۔ یہہ سارے اسماء حسنیٰ تو اوسی کے ہین۔ تو ان نامون
سے کسی دوسرے کو نہ پکارو۔ پیر و مرشد کو بھی نہین۔ اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ ایک خدا کے
سوا اور کوئی معبود نہین۔ اسماء حسنیٰ تو اوسکے ہین (طہ ۱ع) ذکر کے لئے تو ایک ہی نام کافی تھا یہہ
اللہ نے اتنے نام کیون بتائے۔ اسی لئے کہ یہہ روحانی قرابادین ہے۔ یا کل امراض باطنی کا علاج
ہے جیسا کہ مینے واضح کیا۔ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام مین چاہتا ہون کہ اسماء حسنیٰ
کو لکہدون تاکہ طالبین روزانہ ان نامون کو پڑہا کرین۔ اور فادعوہ بہا کی ظاہری تعمیل سے بھی نہ چوکین
مگر سمجھ کر پڑہین کہ طوطا کلمہ رٹ لینے سے مسلمان نہ ہو جائیگا۔ پھر سمجھ کر پڑھنے مین تدبر و تفکر کو کام
فرمائین۔ اور علاج باطنی کی طرف مصروف ہون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ یا اللہ	اللہ	بسم اللہ الرحمن الرحیم والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم	بقرۃ ۲۰ع
۲ یا رحمٰن	نہایت رحم والا		
۳ یا رحیم	بہت مہربان		

٤ یاملک	بادشاہ۔	ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس	حشر ع٣
٥ یاقدوس	تمام عیبوں سے پاک	السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر	
٦ یاسلام	تمام نقصانات سے محفوظ	سبحٰن اللہ عما یشرکون ٥ ھو اللہ الخالق البارئ	
٧ یامومن	امن وامان دینے والا۔	المصور لہ الاسماء الحسنٰی یسبح لہ ما فی	
٨ یامھیمن	نگہبان۔	السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم ٥	
٩ یاعزیز	صاحب سطوت		
١٠ یاجبار	مصلح اور صاحب غلبہ		
١١ یامتکبر	عظمت وبزرگی والا۔		
١٢ یاخالق	ہر چیز کا پیدا کرنے والا		
١٣ یاباری	ہر چیز کا موجد۔		
١٤ یامصور	مخلوقات کی صورتیں بنانے والا		
١٥ یاغفار	بخشنے والا۔	رب السمٰوات والارض وما بینھما العزیز الغفار	ص ع٥
١٦ یاقہار	زبردست۔	وما من الہ الا اللہ الواحد القھار	ص ع٥
١٧ یاوھاب	بخشش کرنے والا۔	ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب	آل عمران ع١
١٨ یارزاق	روزی دینے والا۔	ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ٥	ذاریات ع٣
١٩ یافتاح	مشکل کشا۔	ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم	سبا ع٣
٢٠ یاعلیم	بہت جاننے والا۔		
٢١ یاسمیع	بہت سننے والا۔	ولہ ما سکن فی اللیل والنھار وھو السمیع العلیم	انعام ع٢
٢٢ یابصیر	بہت دیکھنے والا۔	واللہ بصیر بالعباد	آل عمران ع١

۲۳ یا لطیف	باریک بین۔	وھو یدرک الابصار وھو اللطیف[۲۳] الخبیر[۲۴]	انعام ع ۱۳
۲۴ یا خبیر	دانا۔ آگاہ۔		
۲۵ یا حلیم	بردبار۔	واللہ غنی حلیم[۲۵]	بقرہ ع ۳۶
۲۶ یا عظیم	بزرگ۔	ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم[۲۶]	بقرہ ع ۳۴
۲۷ یا غفور	بخشنے والا۔	انہ غفور[۲۷] شکور[۲۸]	فاطر ع ۴
۲۸ یا شکور	بڑا قدر شناس۔		
۲۹ یا علی	بہت اونچا۔	وھو العلی[۲۹] الکبیر[۳۰]	سبا ع ۳
۳۰ یا کبیر	بڑا۔		
۳۱ یا حفیظ	نگہبان۔	ان ربی علی کل شیء حفیظ[۳۱]	ھود ع ۵
۳۲ یا مقیت	روزی پہونچانے والا۔	وکان اللہ علی کل شی مقیتا[۳۲]	النساء ع ۱۱
۳۳ یا حسیب	کافی۔	ان اللہ کان علی کل شی حسیبا[۳۳]	ایضاً
۳۴ یا کریم	بزرگ	ومن کفر فان ربی غنی کریم[۳۴]	النمل ع ۳
۳۵ یا رقیب	موکل و نگران۔	ان اللہ کان علیکم رقیبا[۳۵]	النساء ع ۱
۳۶ یا مجیب	دعا قبول کرنے والا۔	ان ربی قریب مجیب[۳۶]	ھود ع ۶
۳۷ یا واسع	وسیع الاحسان	ان ربک واسع المغفرۃ[۳۷]	نجم ع ۲
۳۸ یا ودود	دوست رکھنے والا۔	وھو الغفور الودود[۳۸]	بروج
۳۹ یا مجید	بزرگ تر۔	انہ حمید مجید[۳۹]	ھود ع ۷
۴۰ یا شھید	حاضر۔	وانت علی کل شیء شھید[۴۰]	مائدہ ع ۱۶
۴۱ یا حق	ثابت اور ہست۔	ثم ردوا الی اللہ مولٰھم الحق[۴۱]	انعام ع ۸

۴۲ یا وکیل	کارساز۔	حسبنا اللہ ونعم الوکیل[۴۲]	آل عمران ع ۱۸
۴۳ یا قوی	تام القدرت۔ شدید القدرت	اللہ لطیف بعبادہٖ یرزق من یشاء وھو القوی[۴۳] العزیز	الشوریٰ ع ۲
۴۴ یا متین	استوار۔	ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین[۴۴]	ذاریات ع ۳
۴۵ یا ولی	محب و مددگار	وینشر رحمتہ وھو الولی[۴۵] الحمید[۴۶]	شوریٰ ع ۳
۴۶ یا حمید	سزاوار حمد		
۴۷ یا محیی	زندہ کرنے والا۔	ان ذالک لمحیی[۴۷] الموتی	روم ع ۵
۴۸ یا حی	زندہ۔	اللہ لا الہ الا ھو الحی[۴۸] القیوم[۴۹]	آل عمران ع ۱
۴۹ یا قیوم	قایم بالذات		
۵۰ یا واحد	تنہا و یگانہ	وما من الہ الا اللہ الواحد[۵۰] القہار	ص ع ۵
۵۱ یا صمد	بے نیاز	قل ھو اللہ احد اللہ الصمد[۵۱]	اخلاص
۵۲ یا قادر	صاحب قدرت	قل ھو القادر[۵۲]	انعام ع ۸
۵۳ یا مقتدر	صاحب مقدرت۔	فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر[۵۳]	قمر ع ۳
۵۴ یا اول	سب سے پہلا	ھو الاول[۵۴] والآخر[۵۵] والظاھر[۵۶] والباطن[۵۷]	حدید ع ۱
۵۵ یا آخر	سب سے پچھلا۔		
۵۶ یا ظاھر	آشکارا۔		
۵۷ یا باطن	پوشیدہ۔		
۵۸ یا متعالی	مخلوقات کی صفات سے منزہ	عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال[۵۸]	رعد ع ۱
۵۹ یا بر	نیکی کرنے والا۔	انہ ھو البر[۵۹] الرحیم	طور ع ۱
۶۰ یا تواب	توبہ قبول کرنے والا۔	انک انت التواب الرحیم	بقرہ ع ۱۵

۶۱ یا عفو	گناہوں کا مٹانے والا۔	ان اللہ کان عفوا غفورا [۶۱]	النساء ع۷
۶۲ یا رؤف	بہت شفقت کرنے والا	ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم [۶۲]	بقرہ ع۱۷
۶۳ یا ھادی	ہدایت کرنے والا۔	ان اللہ لھاد الذین آمنوا الی صراط مستقیم	حج ع۶
۶۴ یا جامع	مخلوقات کو حشر کے دن جمع کرنیوالا	ربنا انک جامع الناس [۶۳]	آل عمران ع۱
۶۵ یا غنی	بے پرواہ	واللہ غنی حلیم [۶۴]	بقرہ ع۳۶
۶۶ یا نور	روشن کرنے والا	اللہ نور السموات والارض [۶۵]	النور ع۵
۶۷ یا حکیم	بہت بڑا حکمت والا۔	انہ انا اللہ العزیز الحکیم [۶۶]	النمل ع۱
۶۸ یا والی	تمام امور کا متولی	ما لہ من دونہ من وال [۶۷]	رعد ع۲
۶۹ یا مالک الملک	ملک کا مالک	قل اللھم مالک الملک	آل عمران ع۳
۷۰ یا ذوالجلال والاکرام	بزرگی وعزت والا۔	تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام [۵۹]	الرحمن ع۳

یہی اسماء باری تعالیٰ ہیں جو قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اور یہی اسماء حسنیٰ ہیں جو ذکر کے لئے اور معالجہ امراض روحانی کے لئے ہم کو ملے ہیں۔ ان میں بھی آخر کے دو اسماء۔ یا مالک الملک اور یا ذا الجلال والاکرام اسم کی صورت میں نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی صفتوں کے دو جملے ہیں۔ جو فکر کے لئے عنایت ہوئے ہیں یا مالک الملک کی فکر دنیا کی ہر چیز میں کرتے رہنا چاہیئے اس انہماک کے ساتھ کہ مالک کی تجلی میں ملک فنا ہو جائے۔ اور یا ذا الجلال والاکرام کی تجلی آشکارا ہو۔ اگر ذو الجلال کی تجلی میں کھو گیا تو جذب سے مغلوب الحال ہو گا اور اگر ذو الاکرام کی تجلی نے سنبھال لیا تو سلوک کا غلبہ ہو گا۔ غرض جب یہ دونوں اسماء فکر کے لئے عنایت ہوئے ہیں تو یہ اسماء نہیں بلکہ دو جملے ہیں۔ تو اسم ذات چھوڑ کر رہ گئے ۶۷ اسماء بس یہی ذکر کے لئے ہیں۔ اللہ کے اعداد بھی ۶۷ ہی ہیں یعنی اللہ مجمع صفات ہے اور یہی معنی اسم ذات کے ہیں۔ گرچہ لفظ اللہ مشتق ہو اور اس کے معنی یا معانی بھی ہوں مگر قرآن مجید میں

بطور اسم ذات ہی کے مستعمل ہوا ہے۔ مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رحمن ورحیم صفت ہے اللہ کی علی ہذا ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو اللہ کی صفت بیان ہوئی ہے۔ تمام یہہ اسم اعظم بطور ذات ہی کے مستعمل ہوا ہے ان اسمار کے سوا ۱۷ اسما ایسے بیان کئے جاتے ہین جو قرآن مجید مین تو نہین ہین۔ مگر اونکے مشتقات مذکور ہین۔ تو یہہ اسمار آیتون سے مستخرج کر کے اپنی طرف سے دئے گئے ہین۔ یعنے خدا نے ان نامون کو اسمار حسنی مین داخل نہین کیا۔ ہر چند خدا کے سارے اسمار صفاتی ہی ہین۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ ہر صفت اوسکا ایک اسم ہے۔ اوسکی صفت کی تھاہ نہین تو اوسکے اسما کی بھی تھاہ نہین۔ بات یہہ ہے کہ خدا نے اپنی بعض صفتین جسطرح ذکر کے لئے بتائی ہین اور جسطرح فکر فی الآفاق کے لئے بتائی ہین۔ جیسا کہ مینے بیان کیا اسی طرح بعض صفتین یا بعض آیتین اوس نے فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کے لئے بھیجی ہین مراقبہ مین اون صفات کا دہیان کرو۔ اون صفات سے نام کیون مستخرج کرو۔ خدا کے نام رکھنے کا کسی کو کیا حق ہے۔ اون آیتون اور اون نامون کو بھی مین لکھ دیتا ہون۔

۱ القابض	تنگی اور محدود کرنے والا	واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون (مرجع بھی نام مستخرج	بقرہ ع ۳۲
۲ الباسط	فراخ وکشائش کرنیوالا	ہوسکتا ہے)	
۳ الرافع	بلند کرنے والا	یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات رفیع الدرجات بھی	مجادلہ ع ۳
۴ المعز	عزت دینے والا	نام مستخرج ہوسکتا ہے)	
۵ المذل	ذلیل کرنے والا	تعز من تشاء وتذل من تشاء	آل عمران ع ۳
۶ الحکم	حاکم۔	واللہ یحکم لامعقب لحکمہ (لامعقب لحکمہ بھی ہوسکتا ہے)	رعد ع ۲
۷ الباعث	مردونکو اوٹھا کر کھڑا کرنیوالا	وان اللہ یبعث من فی القبور	حج ع ۱
۸ المحصی	ہر چیز کو احاطہ علم مین کرنیوالا	واحصی کل شی عددا (محاسب بھی نام مستخرج ہوسکتا ہے)	جن ع ۲
۹ المبدی	ابتدا پیدا کرنے والا۔	انہ ھو یبدئ ویعید	بروج

۱۰ المعید	دوبارہ پیدا کرنے والا			
۱۱ الممیت	مارنے والا۔	واللہ یحیی ویمیت	[illegible]	ال عمران ع۱۷
۱۲ المنتقم	بدلا لینے والا	فانا منھم منتقمون		زخرف ع۴
۱۳ المقسط	منصف	قائما بالقسط		ال عمران ع۱
۱۴ المغنی	بے پروا کرنے والا۔	ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ		النور ع۴
۱۵ الباقی	باقی رہنے والا	ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام ذی الجلال اور ذی		الرحمن ع۱
۱۶ الصبور	متحمل۔	ان فی ذالک لآیت لکل صبار شکور (ایت میں تو خدا کی صفت ہی بیان نہ ہوئی) صبور کا مخرج مجھے نہ ملا۔ اشارۃً کنایۃً بھی نہیں		سبا ع۲
۱۷ الوارث	باقی رہنے والا۔	وانا نحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون		حجر ع۲

خدا کی خاص صفت یعنی اوسکا علام الغیوب ہونا جس صفت میں قطعاً کوئی شریک نہیں وہ متروک کیا گیا مثلاً واللہ یعلم غیب السموات والارض ۔ کیون نہیں علام الغیوب بھی اسما مین داخل کیا گیا علے ہذا یعلم سرکم وجھرکم یعنی عالم السر اور عالم الجھر قرآن مجید ہی سے اور کتنے اسما نکل سکتے ہین ۔ یہہ اسما معلوم نہین کیون نظر انداز کئے گئے۔

ذیل مین بارہ وہ اسما مذکور ہوتے ہین جنکے مشتقات بھی بعینہٖ قرآن مجید مین نہین ملتے ۔ ہان مادے پائے جاتے ہین ۔ یہہ اسلئے کہ مشہور نودونہ ۹۹ نام پورے کردے جائین ۔

۱	الخافض	پست کرنیوالا	۶	المقدم	آگے بڑہانے والا	۱۱	النافع	خالق نفع وضرر
۲	العدل	منصف	۷	المؤخر	پیچھے ہٹانیوالا	۱۲	الرشید	صاحب رشد
۳	الجلیل	بزرگ قدر	۸	المعطی	عطا کرنیوالا			
۴	الواجد	غنی	۹	المانع	روکنے والا			
۵	الماجد	صاحب بزرگی	۱۰	الضار	خالق مضرات			

یہہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ خدا کے اسماء صفاتی اکثر صفت مشبہہ کے صیغون مین ہین۔ اسواسطے کہ صفت مشبہہ کا صیغہ ثبات و استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اسم فاعل حدوث پر۔ تم سامع و باصر۔ عالم و قادر ہو سکتے ہو کیونکہ تم حادث تمہارے صفات حادث۔ خدا ہر وقت سنتا ہر وقت دیکھتا ہر وقت علم رکھتا اور ہر وقت قدرت رکھتا ہے۔ تم آنکہ سے دیکھتے ہو آنکھین بند ہو گئین نہین دیکہ سکتے۔ کان سے سنتے ہو کان بند کر دو یا کان سے کام لینے والا دماغ کام نہ لے تم نہین سن سکتے۔ تم علم رکھتے ہو حواس کے معطل ہونے مین یا غفلت کے عالم مین علم نہین رکہ سکتے۔ قدرت رکھتے ہو۔ ایک تو وہ بھی یون ہی سہی اور نیند کی حالت مین وہ بھی نہین اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ خدا کی صفتین ہماری جیسی نہین جیسا وہ ویسی اوسکی صفت وہ دیکھتا ہے اور ہر وقت دیکھتا ہے۔ مگر آنکہ سے نہین۔ وہ سنتا ہے اور ہر وقت سنتا ہے۔ مگر کان سے نہین۔ وہ بہت بڑا جاننے والا ہے اور ذرہ ذرہ کا علم ہر وقت رکہتا ہے۔ مگر دماغ سے نہین۔ وہ ہر وقت ہر آن ہر طرح کی قدرت رکہتا ہے۔ اور بلا کسی آلہ کے کیونکہ جیسا وہ خود غیر محدود اور بے کیف و کم ہے۔ ویسے ہی اوسکے صفات غیر محدود اور بے کیف و کم ہین۔ اس لئے اوسکی کسی صفت کو اپنی صفت جیسی ناقص ناتمام محتاج قوے و قوت نہ سمجھنا۔ سبحان اللہ عما یصفون۔

اے خدا سچ یہہ ہے کہ نہ ہم تیری کوئی صفت جان سکتے نہ ہم تیری تعریف کر سکتے ہین۔ تیری تعریف کرین تو تیری غیر محدود صفت محدود الفاظ محدود معانی و مفہوم مین آکر تیری عظمت و کبریائی کی شان سے گر جاتی ہے۔ اور دل پشیمان ہو جاتا ہے۔ تیری تعریف تو نہین ہو سکتی مگر تیرے صفات کے ذکر و فکر سے روحانی شفا و دوام حضور اور قرب و معیت تو حاصل ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہِ والحمد للہ واللہ اکبر

ذکر نہ کرنے والون کی تہدید

نامناسب نہوگا اگر مین ذکر نہ کرنے والون یا ذکر سے اعراض کرنے والون کی نسبت بھی چند آیات خداوندی بیان کر دون شاید اونکا دل ایمان لائے۔ اون کے دلون مین خوف خدا پیدا ہو۔ اور یہہ باعث ہو توفیق خدا وندی

دیکھا۔ لوگ آپس کے اختلافات اور جھگڑاون سے ٹوٹ کر تفرقہ فرق کو خیرباد کہکر ذکر کی طرف جھٹپین اور مراد کو پہنچکین
یہہ یاد رہے کہ ذکر عام ہے مصطلحہ اور غیر مصطلحہ دونون کو دونون سے مطلب ہے کہ دل خدا کی یاد سے
متاثر ہو اور انس پذیر

خدا فرماتا ہے وھم بذکر الرحمن ھم کافرون حالانکہ یہی ذکر خدا کے منکر ہین (انبیاء ع۳) بل ھم عن ذکر ربھم معرضون بلکہ
یہہ ہی ذکر خدا سے اعراض کرتے ہین۔ (انبیاء ع۴) ذکر سے انکار و اعراض یہہ کافرون اور منکرون
کی شان ہے۔ شیعہ سنی وغیرہ پیچھے ہو لینا پہلے اس آیت سے ذرا اپنے حال کو ملالو کہ تمہارا شمار مومنون
مین ہے یا منکرون مین۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فھو له قرین ○ جو شخص ذکر خدا سے آنکھ چراتا ہے
تو اوس پر ہم ایک شیطان تعنات کر دیتے ہین کہ اوسکے ساتھہ رہتا ہے (زخرف ع۴) یعنی ذکر خدا
سے آنکھ چرانے والا شیطان کے چمپیٹ مین ہے۔ یہہ نہ سمجھو کہ خدائی گپ خدا کا ذکر ہے۔ کیونکہ خدائی
گپ مین بھی تمھارا دل حاضر نہین ہوتا۔ اوسکا تذکرہ بھی کرتے ہو تو غافلانہ۔ اللہ اللہ زبان سے کہتے ہو
مگر مذکور کا بھولے سے بھی دھیان نہین آتا۔

فویل للقاسیة قلوبھم من ذکر اللہ۔ افسوس ہے اون پر جنکے دل خدا سے غافل ہو کر سخت
ہو گئے ہین (الزمر ع۳) ذکر سے غفلت دل کو سخت کر دیتی ہے اور یہہ قساوت قلبی امراض
قلبی مین سے ہے جیسے مینے امراض قلبی مین بیان کیا ہے۔

ومن یعرض عن ذکر ربه یسلکه عذابا صعدا ○ جو شخص ذکر خدا سے روگردانی کریگا تو خدا اوسکو
سخت عذاب مین مبتلا کریگا (جن ع۲) اے لوگو! کیا خدا کے عذاب سے بھی تم نڈر ہو گئے۔ ہوشیار
رہنا تمہاری یہہ روگردانی سرگردان ہی کرتی رہے گی۔ اگر ذکر رب کے معنی سمجھو کہ خدا کا تذکرہ تو اس سے
تو کافر بھی اعراض نہین کرتا۔ باہمہ کفر و شرک خدا کا تذکرہ تو وہ بھی کرتا ہے۔ ہان ذکر مصطلحہ سے اعراض کرنے

والسلے نظر آتے ہین۔ جو قرآن و حدیث چھاپنا تو بدعت نہین سمجھتے مگر ذکر مصطلحہ سے جو اونکو ہر وقت ذاکر بنا دینے والی چیز ہے اور حکم ذکر کی تعمیل ہے۔ اون شرایط کے ساتھہ جو ذکر کے بیان مین بیان ہوے وہ بدعت کہکر اعراض کرتے ہین۔

لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هوٰه اوسکے کہے مین نہ آنا جسکے قلب کو ہم نے ذکر خدا سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنے ہوا و ہوس کا ہو رہا (کہف ۲۸) بہت صحیح ہے کیونکہ وہ جو کچھہ کہیگا بربناے نفس وہوا کے کہے گا اوس مین نہ صداقت ہوگی نہ کامیابی۔ یہی لوگ ہین جنکی باتین مبنی بر پولیسی ہوا کرتی ہین۔

فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیٰوة الدنیا۔ اوس سے کنارہ کشی اختیار کرو جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرے اور دنیاوی زندگی کے سوا اوسکو کسی بات سے غرض و مطلب نہو (نجم ۲۹) فی الحقیقت جس نے اسی دنیا کو ابتدا اور انتہا سمجھ لیا ہے اوسکی زندگی حیوانی زندگی ہے۔ تو سمجھ لو کہ حیوانون مین رہکر اگر حیوانی زندگی بسر کرو تو تمہاری حیوانیت مین کیا کلام رہے گا۔

من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیٰمة اعمیٰ قال رب لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیرا ہ قال کذلک اتتک اٰیٰتنا فنسیتها وکذٰلک الیوم تنسیٰ ہ جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا تو اوسکی زندگی ضیق مین گذرے گی (دولت ہو تو سلطنت ہو تو۔ ہزار طرح کی فارغ البالی ہو تو۔ کیونکہ یا تو وہ اور آگے بڑھنے مین بےچینی سے سرگردان ہوگا۔ یا حاصل کئے ہوے کی طرف سے خطرناک۔ اطمینان قلبی تو ذکر سے ہوتا ہے۔ الا بذکر الله تطمئن القلوب اور یہہ اوسکو نصیب ہے نہین) اور قیامت کے دن ہم اوسکو اندہا اوٹھائینگے۔ وہ کہے گا کہ اے خدا ہمین تو نے اندہا کیون اوٹھایا ہم تو دنیا مین آنکہ کرتے تھے۔ خدا فرماے گا ایسا ہی ہونا چاہیئے ہماری آیتین تیرے پاس آئین اور تو نے خبر نہ لی اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جاے گی (طٰه ۱۲۴) ذکر قلبی ہو یا ذکر نفسی۔ اس عام ذکر مین سب داخل ہین۔ وہ ذکر داخل نہین جس سے زبان تو آشنا ہو اور دل بے خبر۔

مسلمانو! اپنے کو سنی کہو یا شیعہ۔ اہل حدیث کہو یا اہل قرآن خدا کے رکھے ہوے نام کو چھوڑکر اپنا جو نام رکھ لو مگر قرآن پر ایمان اگر فرض جانتے ہو تو ذکر سے جسکو تعلق قلب سے ہو اور جو ہر وقت اور ہر آن ہو جسکو مینے اوپر بتایا ہے تم کو چھٹکارا نہین ہے۔ قرآن مجید سے چشم پوشی اور تعصبانہ علیحدگی تمہین کنوین جھکائے گی۔ ترجمہ کرتے چلے جانا اور قرآن مجید کو اوس طرح پڑہنا جسطرح طوطون نے اوس فلسفی سے سیکھا تھا ہرگز کام نہ دیگا۔ کلمہ پڑہنے والے طوطے مسلمان نہین ہو جاتے۔ وہان تمہارے اعمال ہی پوچھے جاینگے اور دلی معاملات ہی دیکھے جاینگے۔ نہ خلافت کے جھگڑون سے سوال ہوگا۔ نہ امامت کے جھگڑون سے نہ آمین بالجہر و بالخفا سے سوال ہوگا۔ نہ رفع یدین کرنے نہ کرنے سے اب بھی ہوش کرو اور پولیٹکل مذہب سے توبہ کرو۔ خلافت کا جھگڑا تو پولیٹکل جھگڑا ہے۔ اسی طرح نفسانی مذہب سے تائب ہو جاؤ جسمین انسانی اختلافات اور جھگڑون کے انبار لگے ہون۔ اور خدا کے پاک و مقدس اسلام کو قبول کرو۔ اور اوسکے ذکر و فکر کے دریا مین غوطے لگاؤ۔ آپس کے جھگڑون پر تھوک ڈالو اور نفس و شیطان کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ کہ دشمن کی فوج اپنا پرا جمائے سامنے کھڑی ہے۔ پاس انفاس کا پہرہ دار سویا تو پاس حواس کا قلعہ لٹ جائیگا۔ اور تم خدائے مالک الملک کے حضور مین نامراد جاؤ گے۔ اے خدا قوم کی ہدایت کر اور اپنی رحمت کے دامن مین ڈہانک لے۔

ذکر سے اعراض کرنے والون کی نسبت جو کچھ مینے بیان کیا یہ بہت کافی ہے۔

معالجہ امراض نفسی

مینے بیان کیا ہے کہ کسطرح امراض قلبی کا علاج ذکر سے ہوتا ہے۔ تو امراض نفسی کا علاج بھی مختصراً اوسی اصول پر سمجھ لو۔ شافی حقیقی کے سوا نہ شفا ہی کہین ملتی ہے نہ کارساز حقیقی کے سوا مدد ہی۔ نہ کوئی پناہ دینے والا ہے نہ پناہ دینے کی قوت ہی کسی مین۔ اسلئے امراض قلبی مین جسطرح تم نے خدا کے حضور مین پناہ لی تھی امراض نفسی مین بھی اوسی کے حضور مین پناہ لو۔ الیہ المرجع والمآب

ولی مرشد کو لازم ہے کہ امراض نفسی مین سے کوئی مرض یا اس مرض سے اور عارضے جو مسترشد مین پائے
تو اوسے صفات یا اسماء خداوندی کے آگے پیش کرے۔ اور اون اسمامین سے کوئی اسم مرض مریض
کے علاج کے مناسب چن لے جو مزاج مریض کے بھی مناسب ہو یعنی اوسکی ولی دل جیسی بھی اوسکے شان
پائی جاتی ہو یا پیدا کرنے سے پائی جائے اوس اسم مقدس کی فکر (جو فکر معمولاً موقت ہو جاتا ہے فکر فی الانفس
چاہیے فکر فی الآفاق یعنی فکر و مراقبہ) کی ہدایت کرے کہ وہ صفت خداوندی مسترشد مین مستولی ہو۔ اور
مریض کو اپنے فیوض و برکات مین ڈہانپ لے۔ میری غرض یہہ ہے کہ جسطرح ذکر اسماء حسنیٰ علاج امراض
قلبی ہے۔ اوسی طرح فکر و مراقبہ اسماء حسنیٰ علاج امراض نفسی ہے۔

یہہ علاج تیر بہدف ہے کبھی خطا نہین کرنے کا۔ کیونکہ یہہ طریقہ علاج خدائی قرابادین کا ہے۔ فللہ الاسماء
الحسنیٰ فادعوہ بہا اسماء حسنیٰ خدا ہی کے ہین تو خدا کو اونہین نامون سے پکارو۔ (اعراف ع ۲۲) اسی لئے
خدا نے فادعو فرمایا نہ فاذکروا فرمایا نہ فتفکروا فرمایا کیونکہ اوسکو زبان سے پکارو تو ذکر جہری ہے۔ دل مین
پکارو تو ذکر قلبی ہے۔ اور مفہوم کو بہونچکر دہیان سے پکارو تو ذکر نفسی یعنی فکر ہے۔ اسلئے یہہ فادعوا سب کو شامل
ہے۔ اوسکو دل اور دہیان کی زبان سے پکارو وہ سنے گا۔ دل کی پکار اور سر کی ندا اوسکے سوا اور کون سننے
والا ہے۔

یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ امراض نفسی کا علاج فکر ہے اور مراقبہ ہے جسکا بیان آگے آئے گا۔ مگر اسکے سوا
خدا نے اور طریقہ علاج بھی بتادیا ہے۔

خدا نے فرمایا ورتل القرآن ترتیلا ۵ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ۵ ان ناشئۃ اللیل
ھی اشد وطأ واقوم قیلا ۔ قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑہا کرو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بہاری حکم کا بوجھ
ڈالنے کو ہین (یعنی تبلیغ رسالت) بے شک رات کا اوٹھنا خوب ہی نفس کو زیر کرتا ہے۔ اور اوسوقت
تلاوت بھی ٹھیک ادا ہوتی ہے (مزمل ع ۱) قیلا سے لوگون نے دعا مراد لی ہے۔ تو دعا تو کی

مانگ ہے جس وقت دل مانگنے کو اوٹھے اوسکا وہی وقت ہے۔ اور مینے تلاوت ترجمہ مین لکھا ہے۔
چونکہ دعا کا کہین مذکور نہین۔ اور تلاوت کی نسبت فرمایا گیا۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ دوسرے صرف رات کو
اوٹھنا مطلب نہین۔ رات کو اوٹھنے سے کیا ہوتا ہے مطلب ہے رات کو اوٹھکر عبادت کرنا ہی تہجد کی
نماز مطلب ہے جو آپ پر لازم ہی کردیگئی غرض یہہ ہے کہ رات کو اوٹھکر تہجد پڑھنی اور بعد تہجد قرآن کی تلاوت کرنی نفس
کو سرکشی سے روکتا اور زیر کرتا ہے اسکے بعد خدا نے فرمایا ان لک فی النہار سبحا طویلا۝ واذکر اسم ربک
وتبتل الیہ تبتیلا۝ اور دن کے وقت تو تم کو (وعظ و نصیحت کا) بڑا اشغلہ رہیگا۔ اور خدا کے نام کا ذکر کرتے رہو۔ اور ذکر
مین فنا ہو جاؤ۔ یعنی یکسو ہو جاؤ اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کو تو رسالت کا کام رہیگا تو رات کو خدا کے نام کا ذکر
کیا کرو وہ وقت بھی مناسب ہے کہ اوس وقت مذکور کے ساتھہ یکسو ہوسکو گے یعنی رات کو اوٹھکر تہجد اور بعد تہجد تلاوت
یا ذکر جو مذکور مین فنا ہو کر ہو موجب تزکیہ نفس ہے۔ ذکر کی انتہا فکر ہی ہے اور فکر امراض نفسی کا علاج ہے۔
امراض نفسی کا اور طریقہ علاج بھی خدا نے بتایا ہے جو مشہور و معروف ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نکرو
لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ نفس کی پیروی نکرو یہہ تمہین خدا کی راہ سے بھٹکا دیگا (ص ۲) کیونکہ
ان النفس لامارۃ بالسوء نفس تو برائیون پر اوبھارتا ہی رہتا ہے (یوسف ۷) جب نفس کی نہ سنوگے تو
وہ عاجز اور نامراد ہوکر اصلاح پر آجائیگا اور پھر تمہاری سننے لگیگا۔ اوسکی سنتے رہوگے تو وہ تمہارا
معبود ہو جائیگا افرایت من اتخذ الھہ ھواہ کیا تم نے اوسے دیکھا نہین جس نے اپنی خواہشون کو
معبود بنالیا ہے۔ (جاثیہ ۳) نفس پہلے تو آرزؤن کی کمند ڈالتا ہے وغرتکم الامانی۔ تم کو آرزون نے
دہوکے مین رکھا (حدید ۲) جب آدمی آرزؤن کے پیچھے پڑلیتا ہے تو اوسکے اعمال اوسکی آنکھون
مین بہلے دکھائی دینے لگتے ہین اور اوسکی اصلاح کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ یہہ معنی ہین توبہ کے
دروازے بند ہونے کے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ کمن زین لہ سوء عملہ واتبعوا اھواءھم
کیا جسکی رفتار قرآن پر ہے وہ اوسکے برابر ہے جو اپنی خواہشون کا متبع ہے۔ اور اوسکے برے کام اوسکی

آنکھون مین بھلے دکھائے گئے ہین (محمد ع۲) تو ایسا شخص گمراہ ہے ومن اضل ممن اتبع ھوٰہ بغیر هدی من اللہ اوس سے گمراہ تر کون ہے جو اپنی خواہشون پر چلے بغیر اوس ہدایت کے جو خدا کی طرف سے اوس کو ملی ہو (قصص ع۵) اگر وہ نفس کو خدائی ہدایت پر لگائے تو بامراد ہوگا ورنہ نامراد۔ اور اگر خدائی ہدایت ہی اوسکی خواہش ہوجائے تو اوسکا نفس سلمان ہوگیا۔ مگر نفس سلمان ہوتا ہے۔ مرض سرکشی سے صحت یابی کے بعد المختصر و امامن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ۔ جو خدا کی حضوری مین خائف رہا اور نفس کو نفسانی خواہشون سے روکتا رہا۔ تو بے شک اوسکا ٹھکانا جنت ہی ہے (یعنی وصال گاہ) (النزعت ع۲)۔

اصول اخلاق پر ریاض کرنے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے یہہ صحیح ہے۔ مگر اسی کے ساتھ یہہ بھی صحیح ہے کہ اصول اخلاق مع اپنے ارکان و دوائر کے اوسی وقت صحیح برتا جاسکتا ہے جب تزکیہ نفس ہولے تزکیہ نفس سے میری مراد ہے۔ نعماے الہیہ کا صحیح استعمال ہونا۔ نعماے الہیہ کا بیان تہوڑی تکلیف گوارا کر کے پھر پڑہ جاؤ۔ دوہرانے سے طوالت ہوگی اور مقصود ہے اختصار۔ غرض یہہ ہے کہ قوت، خیال و ادراک قوت شہوت و خواہش۔ قوت جلال و غضب اور قوت انضباط و اتقا کا صراط مستقیم پر قایم ہوجانا جسکی پوری تصریح نعماے الہیہ کے بیان مین ہوئی ہے تزکیہ نفس ہے اور ان قوتون کا افراط و تفریط کی راہ چلنا نفس کی بدراہی ہے اور اصلاح طلب اور اصلاح نہین ہوسکتی جب تک نفس مذموم بدل کر نفس محمود نہ ہوجائے۔ یہی مجاہدہ طلب ہے۔ نفس جب تک اصلاح پذیر نہین ہوا تو وہ رہزن ہے۔ وہ وسوسہ اور شیطان بنکر تمہاری راہ روکے گا۔ تم اوس سے جھگڑو گے وہ تم سے جھگڑے گا۔ تم اپنی قوت صرف کروگے وہ اپنی قوت صرف کرے گا۔ اس جنگ و فساد مین کامیابی بھی ہوگی تو ایک مدت مین اور جان جوکھون جھیلنے کے بعد۔ اس لئے اوس سے جھگڑو کیون وہ کاٹے کھائے دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ۔ اوسکو روکنے کی عادت کرو جسکی خدا نے ایک مہینہ روزہ فرض کر کے

اسکی تربیت کی ہے۔ اگر نفس شیطان نبکر آیا ہے تو تعوذ سے بھی بھاگے گا۔ مگر تعوذ یہہ نہین ہے کہ زبان سے اعوذ باللہ اعوذ باللہ رٹا کرو اس سے وہ اکثر نہین بھاگتا۔ تعوذ سے بھاگنے کے معنی یہہ ہین کہ خدا کے حضور مین پناہ لو اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ شیطان جس ساز و سامان سے آ سے آنے دو۔ اور اوسکو اپنے سامنے بٹھاؤ۔ اور اوس پر فکر کی آنکھ ڈالو۔ سوم آگ پر جسطرح پگھلتا ہے نفس و شیطان اوس سے زیادہ جلد پانی ہو ہو کر بہہ جاوینگے۔ ادہر نظر گردی اودہر ہوا۔ یہہ معنی ہین کہ خدا سے پناہ مانگو تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔

ان صورتون کے سوا علاج امراض نفسی فکر ہے۔ مین اولاً اون آیتون کو بیان کرنا چاہتا ہون جن مین فکر و مراقبہ ایک جگہ بیان ہوئے ہین۔ پھر مزید تفصیل کے خیال سے الگ الگ بیان کرونگا۔

فکر فی الآفاق و فکر فی الانفس

سنریهم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق ط اولم یکف بربك انه علی کل شیء شهید ۵ الا انهم فی مریة من لقاء ربهم الا انه بکل شیء محیط ۵ عنقریب ہم اونکو اپنی نشانیان آفاق مین اور خود اونکے نفس مین دکھاوینگے۔ یہان تک کہ اونکو منکشف ہو جاوے گا کہ خدا ہی حق ہے۔ کیا تمہاری تسلی کو یہہ کافی نہین کہ تمہارا خدا ہر چیز کا شاہد حال ہے۔ سنو جی یہہ لوگ تو لقاء رب ہی سے مشکوک ہین۔ ہوشیار رہو کہ خدا ہر چیز کو محیط ہے (حم السجدہ ع ۶) سبحان اللہ یہہ آیت تدبر کرنے کی ہے اور اوسکے اسرار و لطائف پانے ہی کے ہین۔

خدا کی نشانیان آفاق مین بھی ہین۔ اور خود انسان کے نفس مین بھی انہین نشانیون پر فکر کرنے سے آدمی خدا کو پاوے گا اور اوس پر کھل جاوے گا کہ خدا ہی حق ہے۔ اس انکشاف کے باعث اوسکو لقاء رب کے طرف سے اور دن کی طرح شک نہ رہے گا اور اوسکو منکشف ہو جاوے گا کہ خدا ہر چیز کو محیط ہے۔

فکر فی الآفاق اور فکر فی الانفس کی ہدایت کی گئی۔ فکر فی الآفاق کو اصطلاحاً فکر کہتے ہین۔ اور فکر فی الانفس کو مراقبہ۔ بات واحد ہے اصطلاح کا پھیر ہے۔ اس فکر و مراقبہ سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے۔ کہ لاریب

خدا ہی حق ہے اور لاریب خدا ہی ہر شئے کو محیط ہے۔ زنہار عقل کے ہتیار رکھدینے سے بے صبر اور نا اُمید نہ ہونا۔ طلب کے پاؤں چلنا اور محبت کی آنکھوں دیکھتے رہنا جب تک حتی یتبین لھم انہ الحق منکشف نہو عقل تمہیں مایوس کرے گی کہ تمہاری ہستی کیا مگر تم اوسکو دیکھنا اور اوسکی قدرت و رحمت کے اُمیدوار رہنا وہ کیا تم سے کچھ دور ہے وہ تو ہر شئے کو محیط ہے۔ مراقبہ مین اوسکی احاطت تمہین نظر آئے گی۔ اور اوس پر فکر و استقامت سے تمہین دوام حضور حاصل ہو گا۔ اور دوام حضور کی استقامت سے دوام شہود۔

یہہ خدائی وعدہ ہے جو اوپر کی آیت مین بیان ہوا کہ فکر و مراقبہ کرنے والون کو خدا سوصل اسلے المطالب نشانیان دکھائے گا۔ اس لئے نہین کہ قرآن مجید کی حقانیت کا اونہین یقین ہو جیسا کہ لوگون نے خیال کیا ہے اور انہ الحق کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کے حق ہونے کا انکشاف ہو۔ کیونکہ نشانی تو خدا کی ہے وہ دکھائے گا۔ پھر اوس سے آدمی اوسکو پائے گا جسکی نشانی ہے یا دوسرے کو انہ الحق کے ماقبل اس آیت مین کہین قرآن کا تذکرہ نہین کہ ضمیرا دہر راجع ہو۔ اور مابعد کا طرز کلام بھی صاف صاف یہی بتا رہا ہے کہ ہو کی ضمیر خدا ہی کی طرف ہے۔

سنکر تمہین ایمان و یقین حاصل ہو تو وہ بھی ایمان ہے لیکن اگر تم نشانیان بھی دیکھ پاؤ تو تمہین ایمان و یقین کامل حاصل ہو گا۔ اولئک ھم المومنون حقا لھم درجت عند ربھم۔ یہی سچے مومن ہین خدا کے یہان اونکے بڑے درجے ہین (انفال ع۱) کیونکہ اگر تم شاہی خیمہ و خرگاہ اپنی آنکھون دیکھ لو تو بادشاہ کے ہونیکا تم کو ایسا یقین ہو جو کسی کے متزلزل کئے متزلزل نہین ہونیکا۔

اس اوپر کی آیت مین خدا نے فرمایا۔ الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم۔ سن لو یہہ لوگ لقاء رب ہی سے شکوک ہین۔ لقاء رب سے اور تو اور مسلمان بھی شک شکوک مین پڑے تو فلسفیانہ اگر مگر کے ولدل مین گر پڑے اور لقاء رب کو آخرت پر منحصر کر دیا۔ قرآن کی تعمیم جو دونون جہان کی متی اوسکو آخرت پر

اوٹھاکر تعمیم قرآن کی تخفیص کردی اور ناروا حدبندی۔ کیونکہ وہ اس دہوکے مین پڑے کہ محدود انسان غیر محدود خدا کو نہین دیکھ سکتا۔ محال ہے اور آخرت مین دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہان سب محال ممکن ہے۔ مگر یہہ نہ سمجھے کہ انسان نہین دیکھ سکتا مگر خدا تو دکھا سکتا ہے۔ اوسکے نزدیک تو محال ممکن ہے دوسرے جن آنکھون آخرت مین دیکھ سکتا ہے وہ آنکہین خدا یہان بھی دے سکتا ہے۔ تیسرے لقار کے لئے دیکھنا ضرور بھی نہین۔ ملاقات تو اندہے بھی کرتے ہین ملاقات مین صورت دیکھنے کی ضرورت نہین مجالست کافی ہے اس لئے لقار رب کے معنی حضوری اور قرب کے ہین۔ لغت مین لقار کے معنی دیکھنے کے لکھے ہین۔ مگر دیکھنا اوسکو بھی کہا جاتا ہے جبکو ہم ان آنکھون نہ دیکھین جیسے اندہے کہین کہ ہم برابر یون ہی دیکھتے آئے ہے اسکے سوا دیکھنے والا نہ دیکھنے والا تو قلب ہوتا ہے۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور بحث ومباحثہ میری غرض نہین۔ غرض یہہ ہے کہ لقار رب سے مشکوک نہونا چاہیئے اور نہ لقا کو کسی عالم کے لئے مخصوص کرنا چاہیئے۔ بس جیسے خدا نے فرمایا ویسے ہی ایمان لاؤ۔

خدا نے فرمایا و فی الارض اٰیٰت للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون - ایمان ویقین رکھنے والون کے لئے دنیا مین اور خود تم مین خدا کی نشانیان ہین کیا تم دیکھتے نہین (الذٰریٰت ۲۱) دنیا کی نشانیون کی طرف متوجہ کرنا فکر کی تعلیم ہے۔ اور اپنے نفس کی نشانیون کی طرف متوجہ کرنا مراقبہ کی تعلیم اس تعلیم کے بعد اور آیات اللہ کی طرف متوجہ کرنے کے بعد خدا فرماتا ہے۔ "کیا تم دیکھتے نہین"۔ ہان قوم دیکھنا چاہتی نہین وہ تعصبات فرق کے سبب ان آیات کی تعمیل کو اپنے فرقہ مین نہ پاکر بدعت سمجھتی ہے۔ جسے بصیرت نہو جسے بصارت نہو وہ ایسی آیتون کے ترجمہ ہی کردینے پر قناعت نہ کرے تو کیا کرے اسے خدا تو ہی رحم کر۔

اب مین فکر و مراقبہ کو الگ الگ بیان کرنا چاہتا ہون کہ زیادہ وضاحت آئے اور طالبان حقیقت کی زیادہ واضح ہو کہ اونکو روحانی ہدایات خداوندی پر مجاہدہ وریاضت کرنے کا ڈہنگ آئے۔

فکر

فکر کے معنی غور کرنے کے ہین۔ یہہ فکر مامور بہہ ہے۔ ہر چیز پر ہم کو غور و فکر کی نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ کہ یہہ کیون ہے کس لئے ہے کس طرح ہے۔ اور کیا ہے۔ اگر یہہ نگاہ خدا کے ساتھہ اور خدا کے لئے ہوگی تو اسمین خدا کی عجیب پُر کیف نشانیان ملین گی اور اون نشانیون پر فکر کی رفتار قایم رکھنے سے خدا تک رسائی ہوگی اور اوسکا قرب درقرب نصیب ہوگا۔ فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنة نعیم۔ تو اگر وہ مقربون مین ہوا تو راحت ہے اور رزق ہے اور نعمت کی بہشت ہے۔ (الواقعہ ۳) اور اگر فکر خدا کے لئے نہین بلکہ دریافت ماہیت الاشیاء کے لئے ہوگی تو یہہ علوم و فنون کے ذخیرے پاے گی ایجادات و اختراعات کی کنجیان پاے گی۔ اسی لئے جہان جہان خداوند تعالے و تقدس نے آیات اللہ کو بیان فرمایا ہے۔ اس تفرقہ کو بھی بیان فرمادیا ہے مثلاً اٰیٰت لقوم یومنون۔ اٰیٰت لقوم یتفکرون اٰیٰت لقوم یعقلون۔ اٰیٰت لقوم یعلمون وغیرہ وغیرہ تو جیسی فکر ویسا پہل۔

حرارت اور انجرون کی قوت اسی فکر کی یافت ہے۔ جس سے انجن نکلے جو ریلوے اور طرح طرح کے کارخانون کی جان ہے۔ اسی نے بجلی کی قوت دریافت کی جس سے تار برقی برقی روشنی اور اوسکے بہتر سے کرشمے عالم ظہور مین آے اور ابھی آینگے۔ پھر بھی یہہ فکر کی ابتدائی رفتار ہے کیونکہ خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ خدا نے زمین کی سب چیزون کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے (البقرہ ۳) ابھی زمین کی ساری دولتین کہان ظاہر ہوئین۔ اسی فکر نے فلکیات کی فضا نا پی اور کرون کی ماہیت دریافت کی یہی فکر علم کی ابتدا ہے۔ اور یہی علم کی انتہا۔ اسی فکر کے جانب خدا نے ہدایت کی تھی ومن کل شیٔ خلقنا زوجین ہر چیز کو ہم نے جوڑا پیدا کیا ہے (الذٰریٰت ۳) علم بوٹنی نے آج پتہ لگایا ہے کہ انسان و حیوان ہی مین نہین۔ بہتیرے نباتات مین بھی جوڑے ہین جب اس علم مین فکر کی رفتار اور تیز ہوگی تو معلوم ہوگا کہ بہتیرے

نہین بلکہ کل کائنات مین جوڑے ہین سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون پاک ذات ہے خدا جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے بناتات مین سے اور خود اونکی قسمون مین سے اور اون چیزون سے بھی جنکو وہ جانتے نہین (الیس ع۳) اپنے سوا کسی مین وحدت نہین رکھی اِسی لئے فرمایا سبحٰن الذی کہ ایک خدا ہی کی ذات جوڑے سے پاک ہے فکر کی رفتار اور تیز ہوگی تو ایک دن یہہ بھی دریافت ہوجائے گا کہ جمادات مین بھی جوڑے ہین۔ ومن کل شیٔ خلقنا زوجین ہر چیز کو ہم نے جوڑا پیدا کیا ہے (الذٰریٰت ع۳) بنانے والے سے زیادہ واقف کون ہوسکتا ہے جس نے بنایا اوس نے بتا بھی دیا۔ اور ان دریافتون کی کنجی بھی عنایت کی یعنی قوت فکر

فکر نے ابھی تک تو زمین ہی کے پورے خزانے نہین کھولے ہین اور فلکیات تو بالکل ہی باقی ہین۔ حالانکہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ آسمان و زمین کی کل چیزون کو ہم نے تمہارے کام مین لگادیا ہے (جاثیہ ع۲) تو سب کے تعلقات کو سمجھو۔ اس فکر نے خشکی و تری ہی سے کام نہین لیا۔ حرارت و بجلی ہی سے کام نہین لیا بلکہ وہ ہوا سے بھی کام لینے کا حوصلہ کررہی ہے ہوائی جہاز کے طرف فکر کا حوصلہ بلند ہورہا ہے۔ بہت کچھ ہوا اور بہت کچھ ہورہا ہے۔ اور بہت ہوکر رہیگا ابھی آسمانی ودیعتون کا خزانہ کھولنا بالکل ہی باقی ہے۔

اگر اسی طرح فکر ترقی کرتی رہی تو ایک دن یہہ پتہ لگا چھوڑے گی کہ ساری قوتین کیا آب و ہوا کی قوت کیا برقی اور مقناطیسی قوت۔ کیا ارضی و سماوی قوت۔ ساری قوتین ایک ہی قوت اعلےٰ کی مختلف شانین ہین جیسے بانسری کی ایک پھونک مختلف سوراخون مین پھونک ایک ہے اور آوازین طرح طرح کی۔

یہہ تو فکر کے وہ رموز ہین جو مادیات اور احاطۂ حواس سے باہر نہین اس فکر کی رفتار قانون فطرت مین اور قانون فطرت کے اندر ہوتی ہے۔ تو اسے فکر عقلی کہو۔ اس فکر سے اسرار روحانیات ہنوز اچھوتے ہین وہ اسرار جو عالم قلب و سر اور عالم خفی و اخفےٰ مین پوشیدہ سے پوشیدہ روح کی طرح ہین وہ اوس فکر مین

آشکارا ہوتے ہین جو اس فکر سے بالاتر حواس باطنی سے کی جاے ۔ اسکی رفتار قانون قدرت کے احاطہ مین
جا پڑتی ہے اور اس لئے وہ مخصوص ہو جاتی ہے رب علے کے لئے اسے ذکر قلبی یا فکر روحی کہہ
اس راہ کا رہرو نہ صرف عالم اسرار کے بھیدون اور ذخیرون کو جو اُسے راہ مین ملتے ہین سرسری نگاہون
دیکھتا ہے بلکہ وہ مقصود کے سوا سارے جہان وما یتعلق بہا سے بے نیاز ہو جاتا اور چشم پوشی کرتا
ہے مازاغ البصر وما طغیٰ چونکہ راہ روحانی پر اسرار ہے ۔ اس لئے خدا نے اسکی تعلیم بھی کردی جو
بیان کی جاے گی ۔ اور کچھ بیان ہو بھی چکی ۔

جب ذکر جاری ہو جاتا ٹھیک اوترتا اور رسا ہوتا ہے ۔ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء جیسا کہ ذکر
کلمہ طیبہ مین بیان ہو چکا ہے ۔ تو وہ مذکور کا متلاشی ہوتا ہے ۔ جب طلب و تلاش آئی تو خدا نے اپنی نشانیان
بھی بتا دین کہ وہ آفاق مین بھی ہین اور خود تم مین بھی اونہین نشانیون سے ہمین پا سکتے ہو ۔ اسکے لئے
فکر و مراقبہ کی تعلیم کی کذلک نفصل الآیٰت لقوم یتفکرون فکر کرنے والون کے لئے اپنی نشانیان
ہم کہول کہول کر بتا دیتے ہین ۔ (یونس ع ۳) کیا خدا اپنی نشانیان بیکار بتاتا ہے ۔ کیا اسلئے بتاتا ہے
کہ تم صرف ترجمہ کہہ دو ۔ اور کچھ نشانیون کی فہرست گن دو یا اسلئے کہ تم اون پر فکر کرو اور اون نشانیون
سے خدا کو پاؤ ۔ اگر فکر کے لئے خدا نے نشانیان بتائین تو سواے فرقہ صوفیہ کرام کے جنہین اے
فرقہ اہل حدیث تم بدعتی سمجھتے ہو کس نے فکر کی اور کون فکر کرتا ہے کس نے ان ہدایات ربانی کی
تعمیل کی اور کون تعمیل کرتا ہے ۔ اسی لئے اس فرقہ کے سوا کس نے خدا رسی کا غلغلہ بلند کیا اور کون
مراد کو پہونچا ۔ اولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ وفضل وجنت لھم
دیکھو خداوند تعالےٰ و تقدس کس کس طرح فکر کی تعلیم کرتا ہے اور فکر نہ کرنے والون کی تہدید کرتا ہے
کاش مسلمان ہدایات ربانی سے مستفیض ہونے اور تعمیل کرکے بامراد ہوتے خدا فرماتا ہے ۔
ان فی السموات والارض لآیٰت للمومنین ۔ بے شبہ مومنون کے لئے آسمان و زمین مین

خدا کی نشانیان ہین (جاثیہ ۱) تو مسلمانو! اوسکی نشانیون سے اعراض نکرو۔ ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیواۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن اٰیتنا غفلون اولئک ماوٰھم النار بما کانوا یکسبون جو ہم سے ملنے کے امید وار نہین یعنی طالب خدا نہین۔ اور وہ دنیاوی ہی زندگانی پر راضی اور مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیون سے غافل ہین تو ایسون کا ٹھکانا اونکے کرتوتون کے سبب جہنم ہے (یونس ۱)

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض۔ خلقت آسمان وزمین اور اختلاف لیل ونہار مین ذی عقل کے لئے خدا کی نشانیان ہین۔ ذی عقل وہ ہین جو خدا کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر وقت یاد کرتے رہتے ہین اور آسمان وزمین کی بناوٹ مین فکر کرتے رہتے ہین۔ (آل عمران ۲۰) ذکر علے الدوام یعنی پاس انفاس سے طلب سرگرم تلاش ہوتی ہے تو خدا نے فکر کی راہ سجھائی۔ جب وہ فکر مین پڑ جاتی ہے تو خدا کی نشانیان ملتی ہین۔ یہہ نشانیان جنکی ہین اوسکے حضور تک پہونچا دیتی ہین۔ یہہ نہ سمجھو کہ علے الدوام ذکر وفکر یعنی پاس انفاس اور پاس سحوا سے تمہارے دنیاوی کام بگڑ جائینگے نہین بلکہ دنیاوی کام دینی ہو جائینگے۔ اور مزید جمعیت خاطر کے ساتھہ انجام پائینگے۔ اس حال مین پہونچکر تم اپنے کام مین خدائی جاندارسنین کی طرح چلتے رہو گے اور سارے کام باحسن وجوہ بلا شائبہ دہشت ونامرادی انجام پائینگے۔ کم سے کم وہ خدائی لگاو کا رشتہ جسے خدا نے عروۃ الوثقی لا انفصام لھا فرمایا وہ تو ہاتھہ آجائے گا جیسے تم نے پنہارنون کو دیکھا ہوگا پھر اگھڑا سر پر لیے جاتی ہین باتین بھی کرتی جاتی ہین۔ لڑتی جھگڑتی بھی جاتی ہین۔ مگر وہیان کالگاو اک گھڑے کی طرف کچھ ایسا ہوتا ہے کہ اوسکا بیلنس جو ذری سبے توجہی مین جاتا رہتا وہ نہین جانے پاتا۔

ان فی اختلاف اللیل والنھار وما خلق اللہ فی السموات والارض لاٰیت۔ اختلاف لیل ونہار

اور اشیاء ارضی وسماوی مین خدا کی نشانیان ہین (یونس ع۱) ساری چیزون مین فکر کی ہدایت فرمائی اور اوپر کی آیت مین نظام آسمان وزمین مین فکر کو فرمایا تھا۔

وکائن من ایۃ فی السموٰت والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون - خدا کی کتنی نشانیان آسمان وزمین مین ایسی ہین کہ اون نشانیون پر لوگون کا گذر تو ہوتا ہے مگر وہ اعراض کرتے ہین (یوسف ع۱۲) یہہ انقلاب وحادثات مین فکر کرنے کو فرمایا

اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض - کیا لوگ ملکوت آسمان وزمین یعنی نظام عالم مین فکر نہین کرتے (اعراف ع۲۳) جو ناسوت ہی مین سرگردان رہنا چاہتے تو اوسکے لئے ملکوت کا دروازہ نہین کھلتا۔ ترجمہ ہی کہتے نہ جاؤ ذرا مطلب بھی سمجھا دکہ ملکوت آسمان وزمین مین دیکھنے کے کیا مطلب ہین بادی النظر مین آسمان وزمین تو ہر کوئی دیکھتا ہے یہہ ملکوت آسمان وزمین مین دیکھنا کیا ہے

خدا جانے قرآن مجید مین کتنی جگہ لعلہم یتفکرون اور لعلکم تتفکرون موجود ہے اور کتنی طرح سے خدا نے ہم کو فکر کی تعلیم کی ہے۔ جہان جہان خدا نے اپنی نشانیان بتائی ہین۔ وہ ہماری فکر ہی کے لئے ہین فکر کی ہدایتون سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے جسکی تشریح کے لئے یہہ کتاب کافی نہین اس لئے بنظر اختصار اتنا کہدینا ضرور ہے کہ انسان حیوان نباتات۔ جمادات۔ کیفیات ارضی وسماوی۔ کیفیات بری وبحری۔ حادثات عالم مصائب وآلام خدا نے ساری قوتون اور سارے جذبات مین فکر کی تعلیم فرمائی ہے۔ سورہ روم مین رکوع کا رکوع۔ انعام مین رکوع کا رکوع جاثیہ مین رکوع کا رکوع فصلت مین شوریٰ مین عنکبوت مین یونس مین۔ بلکہ کونسی بڑی سورت ہے جسمین فکر کی ہدایت اور تعلیم نہین کی گئی۔

قصے جو قرآن مجید مین خدا نے بیان فرمائے ہین۔ تو یہہ بھی فرما دیا ہے فاقصص القصص لعلہم یتفکرون لوگون سے قصے بیان کردو تاکہ لوگ اون پر فکر کیا کرین۔ (اعراف ع۲۲) قصون مین فکر کرنے سے طرح طرح کی موثر ہدایتین معلوم ہوتی ہین۔

مثالین بھی خدا نے دی ہین تو یہہ فرما دیا ہے تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون ۔
ہم نے لوگون کو مثالین دے دے کر سمجھایا ہے تاکہ لوگ فکر کرین (حشر ع۳) سارے
قرآن مجید ہی مین تدبر و تفکر کرنا چاہیئے ۔ قصون پر بھی مثالون پر بھی خدا اسکے لئے قرآن مجید کو چھوڑ نہ دو
اوسکو پڑھا کرو ۔ مگر تدبر و تفکر کی آنکھون سے ۔ اندہون کی طرح نہ پڑھو ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون
کیا آنکھ والے اور اندہے برابر ہین کیا تم اس پر فکر نہین کرتے ۔ (انعام ع۵)
خدا نے فرمایا هو الذی انزل علیک الکتاب منه اٰیٰت محکمات هن ام الکتاب واُخر متشٰبهٰت، فاما
الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله
الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۔ ۵
خدا ہی ہے جس نے تم پر قرآن مجید اوتارا جسکی بعض آیتین محکم ہین ۔ یہہ آیتین تو ام الکتاب ہین (یعنی احکام
وہدایات کی آیتین) اور بعض متشابہ ہین ۔ تو جنکے دلون مین کجی ہے وہ اوسکے پیچھے پڑے رہتے
ہین جو اوس مین متشابہات ہین ۔ بہ نیت فساد اور بہ نیت تاویل ۔ حالانکہ اوسکے اصل مطلب کا علم
خدا ہی کو ہے ۔ اور راسخین علم کو بھی جو کہتے ہین کہ ہم کو اوس پر ایمان و یقین ہے اور سب کچھ خدا
کی طرف سے ہے اور اس سے ذی عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہین ۔ (ال عمران ع۱) آیات محکمات
کبھی نازل ہوئین اور آیات متشابہات بھی آیات متشابہا سے حروف مقطعات سمجھنا صریح بے انصافی ہے ۔ حروف
مقطعات تو حروف ہین آیت نہین ۔ دوسرے لفظ خود بتا رہا ہے کہ متشابہ آیتین وہ ہین جن مین
تشابہ پایا جائے جیسے صفات خداوندی جو بیان ہوئے ہین وہ انسانی صفات سے مشابہہ ہین اکثر
آیتون کا اختتام انہین متشابہات پر ہوا ہے ۔ متشابہات اوسکے صفات ہین ۔ مثلاً خدا کا جاننا اوسکا
دیکھنا سننا ۔ اوسکا بیٹھنا اوٹھنا اوسکے منہ اور ہاتھ ہونا ۔ اوسکا راضی ہونا غصہ ہونا خوش ہونا خفا ہونا
اوسکا انتقام کرنا اور بدلا لینا وغیرہ وغیرہ سارے ہی صفات ہم انسان کے صفات سے مشابہہ بیان

ہورے ہین۔ تو جنکے دلون مین کجی ہے وہ سمجھے کہ اوسکے ہاتھہ منہ ہمارے جیسا ہے۔ اوسکے آنکھ کان ہمارے جیسے ہین وہ صورت مین ہماری صورت کا اور سیرت مین ہماری سیرت کا ہے۔ اور ہو بہو ہمارا اشباہہ اک دیوتا تخت پر بیٹھا سلطنت کر رہا ہے مگر اوسکی تنزہ کی آیتین مجبور کرتی ہین تو وہ تاویل کی طرف جھک پڑتے ہین کہ اوسکی ساری صفتین ہین تو ہماری ہی جیسی مگر بے کیف ہین بے کیف کا لفظ اس لئے بولا گیا کہ بھتیرے سوالون کے جواب نہ دینا پڑین۔ کیونکہ کام تو سوال و جواب سے ہی ٹھہرا کہ معترض کا منہ بند ہو۔ یہہ ساری منہ بولی باتین ہین۔ آیات متشابہات خدا نے فکر و مراقبہ کے لئے نازل فرمائی ہین اسی لئے اوس نے فرمایا ـــ فاما الذین فی قلوبھم زیغ یعنی اسکو تعلق ہے قلب سے۔ تو جسکا قلب بیمار اور کج ہو گیا ہے وہ تو اندھا رہے گا۔ اور جس کے قلب کی آنکھین روشن ہین وہ حقیقت حال کو دیکہہ لے گا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھین نہین دیکھتین بلکہ قلب دیکھتا ہے جو سینہ کے اندر ہے (حج ر ۶) یہی راسخین علم ہین جنکو آیات متشابہات پر قلب کی آنکھون دیکھ کر ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی اولالالباب ہین جو آیات متشابہات پر فکر کرنے سے نصیحتین حاصل کرتے ہین۔ اور جو اہل قلب نہین وہ تاویلون اور کج بحثیون مین پڑکر فتنے اوٹھاتے رہتے ہین۔

موجودہ ریاضات صوفیہ مین چند ہی صفات ریاضتاً داخل ہین۔ مثلاً قدرت و احاطت وغیرہ۔ اور قرآنی تصوف خدا کی تعلیم کردہ صراط اللہ ہے اس لئے وسیع تر بھی ہے۔ آیات متشابہات فکر و مراقبہ کی آیتین ہین جیسے اوسکی ہر صفت یعنی اسماء حسنے کا ہر ایک اسم یہہ جسطرح ذکر کے لئے ہے فکر کے لئے بھی اور مراقبہ کے لئے بھی ہے۔ ذکر انفاس سے۔ فکر حواس سے۔ اور مراقبہ اوس اسم مین کھو کر اور فنا ہوکر رہنا ہے جسکو تبتل کہتے ہین۔ مسلمانو! قرآنی تصوف کی وسعت کو ملاحظہ کرو کہ یہہ خلاق فطرت کی تعلیم کردہ ہے۔ ہر ایک کی فطرت اک خاص معجون مرکب ہے اور اک خاص کیفیت رکھتی ہے۔ پہر جس اسم کی صفت کی طرف اوسکی نسبت قایم ہو وہی اوسکے لئے کشود کا باعث رہے۔ ایک ہی ڈہرے پر دنیا نہین چلتی اوسکو چلانے

والاہی خوب جانتا ہے۔

فکر کی ہدایت تو معلوم ہوئی مگر یہہ کیونکر کی جائے یہہ معلوم نہوا کیونکہ فکر د تلاش کی ایک راہ ہے نہین۔ تو ذکر جب تک طلب پیدا نہ کرے فکر نہین آسنے کی اور بعد طلب یہہ خود ہی آجاتی ہے۔ اس لئے فکر کیونکر کی جائے خداوند عالم نے اسکی تعلیم نہین فرمائی۔ تو تم مختار ہو جیسے کرو مگر فکر کرو۔ مجھے بھی چاہئے کہ مین بھی اوسکے متعلق کچھہ نہ بیان کرون۔ مگر قرآن مجید مین جابجا اسکے اشارہ پائے جاتے ہین اس لئے مثالاً اوسکو کسی قدر واضح کر دیا کہ سمجھہ مین بھی کچھہ آجائے روش قرآنی سے باہر نہین ہے۔

مثلاً کسی درخت پر فکر کی نگاہ ڈالو۔

اعضا کی رفتار منطقی ہوگی کہ درخت خود بخود تو پیدا ہوا نہین کیونکہ خود بخود کوئی چیز اس عالم اسباب مین پیدا ہوتے دیکھی گئی نہین۔ اس لئے ضرور ہے کہ اسکا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہو اور وہی خدا ہے۔ اور اگر چند علتون کے اجتماع سے یہہ پیدا ہوا تو اون علتون کا بھی ضرور کوئی پیدا کرنے والا ہوگا۔ غرض پیدایش کی انتہا جہان پر جاکر منتہی ہو وہی علة العلل خدا ہے۔ یہہ اک منطقی فکر تمام علما کی ہے وہ اوس پر قانع ہین۔ اس لئے خدا کی خالقیت پر ایمان لانے کے بعد وہ احکام وہدایات فکر سے نکل گئے۔ اور اب اونکو بے ضرورت فکر کرنا نہین رہا اس لئے اس فکر سے اونکو بجز درس طلبا کے اور کچھہ حاصل نہین ہوتا اس فکر سے اونکا رخ نہ ماہیت الاشیا کی طرف نہ حقیقت الاشیا کی طرف نہ خدا کی طرف ہوتا ہے بلکہ مخالفین کی طرف ہوتا ہے یا اپنی طبع آزمائیون کی طرف۔ اسی لئے اونکی سبلے جذبہ فکر کار گر بھی نہین ہوتی۔

بعض کی رفتار عقلی ہوگی۔ کہ اس درخت کی ماہیت کیا ہے؟ یہہ تو اجزائے ارضی کی ایک صورت ہے مگر اجزائے ارضی ہی نہین بلکہ اس مین اجزائے ارضی بھی ہین۔ رطوبت مائی بھی ہے حرارت ارضی بھی ہے۔ حرارت شمسی بھی ہے اور قوت نمو بھی ہے۔ اور ان سب کی کیفیت ترکیبی بھی ہے۔ علاوہ اوس نطفہ کے

جو رحم زمین مین ڈالا گیا۔ پھر ہر ایک کی لامعلوم ماہیت غیر نمایان اثر اور غیر محسوس قوت کیونکر منضم ہوئی۔
اگر انکی تاثیرین منتزع صورت مین علیحدہ علیحدہ کام مین لائی جائین تو کیا کیا نتایج پیدا کر سکتی ہین۔ اور
ایجادات و اختراعات مین کیا کیا اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہہ ہر شے کی ماہیت کی تلاش اور اونکی کیفیتون کے
اودھیڑبن مین لگا رہتا ہے اور نعمتین حاصل کرتا ہے۔ جیسے کیمیا کے متلاشی کو کیمیا تو ملتی نہین ہان
بہتیرے کشتے اور نادر نسخے امراض مہلکہ کے مل جاتے ہین جس سے وہ ابنائے جنس کی خدمتون کا
ثواب عظیم حاصل کر لیتا ہے۔

اور بعض کی رفتار قلبی ہوگی۔ کہ یہہ درخت حقیقت مین ہے کیا۔ اسکے پتے شاخ پھول پھل اوسی وقت تک
ہرے بھرے ہین جب تک اس درخت کا وجود یون قایم ہے۔ پھر اسکا وجود کیا ہے؟ وجود کا یہہ
رنگ اصلی ہے یا عارضی۔ کچھ ہی ہو۔ مگر یہہ نہ تہا اور اب ہے تو کیون ہے اور کہان سے یہہ وجود لایا۔ ترو
تازگی اسکی جان ہے تو یہہ آئی کہان سے۔ کرشمے در کرشمے دکھا دیتے ہین۔ مگر جسکے یہہ سارے کرشمے
ہین وہ دکھائی نہین دیتا تو اسکے وجود مین ڈوبو۔ شاید موجد نظر آئے۔ اسکی جان مین ڈوبو شاید جان جان
دکھائی دے جسطرح وہ ماہیت کی تلاش مین تہا۔ یہہ حقیقت کی تلاش مین ہے۔ وہ فلسفہ کی راہ چلا۔ اور یہہ
مذہب کی۔ وہ جسمیات سے نکل کر ملکوت مین پھر رہا تہا۔ اور یہہ ملکوت سے نکل کر عالم ارواح یعنی
جبروت مین پرواز کنان ہوتا ہے اور آخر اوس کیمیا کو پا کر دنیا کے سارے خزانون سے بے نیاز ہوجاتا
ہے۔ گرچہ لاکھ خزانے جمع بھی کرے یون رفتار قایم رکھنے سے وہ ظہور کے عروج و نزول کے آسمانون
کو طے کرتا ہوا صاحب وجود کو پا لیتا ہے جسکی جیسی طلب اوس کی ویسی رفتار اور اوسکی ویسی یافت ہوتی ہے۔
فکر مین کیا کیا کیفیات ہوتے ہین اسکو مین بیان کرتا۔ مگر چونکہ رہرو راہ کے کیفیات دیکھے گا ہی
اس لئے قرآن مجید کی یہہ روش ہی نہین کہ کسی کیفیت کو بیان کرے اور جذبات الہی کے کسی جذبہ کو
بتا کر انسان سے کمزور مخلوق اور خواہشون کے پتلے کو طلب خداوندی سے پھرا کر کیفیات و جذبات۔

انوار و تجلیات۔ مکالمات و مکاشفات کا طالب بناکر اوسکی راہ کہوٹی کرے تو مین کیون اوس کے خلاف کرون۔ تاہم جو کچھ کیفیات کے متعلق لیطمئن قلبی کے اصول پر لنثبت به فوادک کے اصول پر قرآن مجید مین بیان کیا گیا ہے مین فکر فی الانفس مین بیان کرون گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

جب انسان فکر فی الآفاق مین مشغول ہوتا ہے۔ تو جو اثرات ہونے لازمی ہین۔ وہ ہوتے ہی ہین۔ اک ذرا فکر کرکے دیکھو کہ کسطرح ما یتفکر فیہ کے اجزا بجزی ہو ہو کر غائب ہونے لگتے ہین۔ اور وہ اک بھرے پایان مین ڈوب جاتا ہے جسکی انعکاسی روشنی سے آنکھین خیرہ ہوتی ہین۔ مگر واہ رے خدا جو اوس غشی نما حال مین بھی چھوڑ نہین دیتا بلکہ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء زیادہ کچھ لکھنا فضول ہے چکھنے کی چیز کو چکھو دیکھنے کی چیز کو دیکھو۔ ڈھونڈھو گے پاؤ گے چلو گے پہونچو گے۔

مگر افسوس صد افسوس ان کثیرا من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون اکثر لوگ ہماری نشانیون سے غافل ہین (یونس ۹) یریکم اٰیٰتہ فای اٰیٰت اللہ تنکرون خدا تمہین اپنی نشانیان دکھاتا ہے تو اوسکی کن کن نشانیونکا تم انکار کروگے (مومن ۹) لیکن لوگون نے انکار بھی کیا اور جھٹلایا بھی۔ کفروا باٰیٰتنا۔ کذبوا باٰیٰت ربھم (بنی اسرائیل + انفال) بلکہ وہ خدا کی نشانیون مین الحاد بھی کرنے لگے ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا مگر وہ خدا سے چھپے ہوئے نہین ہین (حم السجدہ ۵)

لوگو ان احکام و ہدایت کو سوچو سمجھو اور اپنے معاملات خداوند عالم کے ساتھہ بصدق و اخلاص درست کرو کہ بے صدق و اخلاص کے کوئی عبادت بھی عبادت نہین الا للہ الدین الخالص۔

علاوہ ان سب کے جو مین بیان کر چکا قرآن مجید کی بہتیری آیتین بھی فکر کے لئے عنایت ہوئی ہین جن سے فکر کی قسمین معلوم ہوتی ہین۔ مثلاً ۱ فکر تسبیحی۔ سبحٰن اللہ ۲ فکر تحمیدی۔ الحمد للہ ۳ فکر تکبیری۔ اللہ اکبر ۴ فکر تہلیلی لا الہ الا اللہ ۵ فکر تنزیہی لیس کمثلہ شیٔ ۶ فکر تقدیسی سبحان الملک القدوس ۷ فکر نوری اللہ نور السموات والارض ۸ فکر افعالی یفعل اللہ ما یشاء ۹ فکر ولایتی

وھوالولی الحمید ۱۰ فکر فنا وبقا ۔ ما عندکم ینفد وما عنداللّٰہ باق ۱۱ فکر ملکوتی ۔ اللھم مالک الملک ۱۲ فکر جبروتی ۔ قل الروح من امر ربی ۱۳ فکر ربوبیت ۔ الحمد للّٰہ رب العلمین ۱۴ فکر کبریائی ۔ ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض ۱۵ فکر فعالی ۔ فعال لما یرید ۱۶ فکر قدرت واللّٰہ علیٰ کل شیء قدیر ۱۷ فکر معیت وھو معکم اینما کنتم ۱۸ فکر احاطت ۔ واللّٰہ بکل شیء محیط ۱۹ فکر اقربیت ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۲۰ فکر لاھوتی ۔ وھو اللّٰہ فی السمٰوات وفی الارض ۲۱ فکر قرآنی ذٰلک تلاوتہ حق تلاوتہ یعنی باللّٰہ من اللّٰہ الی اللّٰہ ۵ ۔ شاید تراجز بتو یافتن ؛ عنان باید ازہر در تافتن

جسطرح ذکر قلب سے کیا جاتا ہے فکر حواس سے کی جاتی ہے ۔ سلطان الذکر یہہ ہے کہ ہر ایک مو بلکہ اپنا وجود تک ذاکر ہو جائے اوسی طرح سلطان الفکر یہہ ہے کہ دوام حضور اور دوام شہود حاصل ہو جائے ۔ مینے پاس انفاس کو بیان کیا ہے تو کسی قدر پاس حواس کو بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں ۔

پاس حواس

پاس انفاس کو خدا نے بیان فرمایا کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت خدا کا ذکر کیا کرو یہان تک کہ سوتے جاگتے جنکی آیتین بیان ہوئین ۔ جسکے معنی ہی یہہ ہین کہ کوئی سانس ذکر خدا سے خالی نہ جائے ۔ تو یہہ ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس لئے خدا نے ہدایتین دین ۔ اور پاس حواس استیلائے فکر ہے جو فکر کی آیتون کی تعمیل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور آپ حاصل ہوتا ہے ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء یہہ خدا کا فضل ہے جسے وہ عنایت کرے وہ عنایت کرتا ہے اوسی کو جسے فکر کا شعور آجائے اور جس کے طلب کی رفتار لنگڑی نہو ئی ہو ۔ اس لئے اسکے فرمان کی ضرورت نہ تھی ۔

جسطرح پاس انفاس ہے کہ کوئی سانس ذکر خدا سے غافل نہو ۔ اوسی طرح پاس حواس ہے کہ کوئی حواس فکر خدا سے غافل نہو ۔ دنیا مین جو سب کرتے ہین وہ تم کرو مگر خدا کے ہو کر ۔ سارا کچھ دیکھو مگر فکر کی آنکھ سے سب کچھ سنو مگر فکر کے کان سے ۔ سب کچھ چکھو مگر اوسی کی محبت کا ذائقہ لیکر ۔ جو کچھ سونگھو تو اوسی کے

گوجو گلزار کی بو۔ جو کچھ محسوس کرو تو اوسکے ہر کیف مین بے کیفی ہی کا رنگ۔ ہوش مین رہو تو اوسکے ہوکر بیہوش رہو تو اوس مین گم ہوکر غرض زندگی اوسکی ہو۔ موت اوسکی ہو یہی پاس حواس ہے جو اشارۂ لفظ سے ثابت ہے یعنی۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ۔

یہہ نہ سمجھو کہ یہہ رہبانیت کی راہ ہے۔ رہبانیت سے پاس حواس نہین حاصل ہوتا کسی حواس کو معطل کرنا پاس حواس نہین۔ اولٹی راہ ہے بلکہ حواس سے آداب خداوندی اور فکر کے ساتہہ کام لینا جن کامون کے لئیے وہ ملے ہین پاس حواس ہے۔ جنگل مین کیا رکھا ہے جنگل سے زیادہ گھنا اور آزمایش کے لایق تو آبادی کا جنگل ہے۔ حواس کے آلات استعمال کرنے اور عاقبت کی کھیتی کے لئے زمین تو یہی آبادی کی ہے۔

تم کہو نہ کہو مگر تمھارا یہہ خیال ضرور ہوگا کہ یہہ باتین ایسی صعب ہین کہ ہونے کی نہین۔ یہہ محض فلسفیانہ تخیل ہے اور ناممکن العمل تخیلات لطف آمیز الفاظ ہین۔ اور ناشدنی توہمات۔ اے عزیز ایسا نہین ہے پاس حواس مشکل بھی ہے ناممکن بھی ہے اور ساتہہ اوسکے آسان بھی ہے اور آسان تر بھی ہے۔ دوریانشنین ہین مگر خدا کی عنایتون سے اگر کامیاب ہوجائین تو پاس حواس کا قلعہ بے لڑے جھگڑے تمہارے ہاتہہ مین ہوگا۔ ایک تو پاس انفاس کا صحیح اوترنا دوسرے محبت الٰہی کا اس درجہ پیدا ہونا کہ تم پر غالب ہو تو تم سے مغلوب بھی نہو۔ پاس انفاس کو بھی مینے بیان کیا ہے اور طلب کے بیان مین کسی قدر محبت کو بھی۔ بس انہین دونون نعمتون کے حصول سے پاس حواس حاصل ہوتا ہے جسکی ابتدا فنا اور جسکی انتہا بقا ہے۔ جب بقا کا رنگ عروج کی تمیز کے ساتہہ ممیز ہوتا ہے تو تنزلات وجود کے مراتب منکشف ہوتے ہین اور عبودیت کا نور چمک اوٹھتا ہے فرق مراتب تب اپنی حقیقی حالت مین جلوہ آرا ہوتا ہے۔ اوس وقت قرآن مجید عین طریقت اور عین حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والقرآن کلام اللہ ۔

مراقبہ

خدا نے فرمایا سنریھم اٰیٰتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتیٰ یتبین لہم انہ الحق - عنقریب ہم اپنی نشانیاں اونہیں دکھائینگے آفاق میں بھی اور خود اون کے نفس میں بھی۔ یہاں تک کہ اونکو منکشف ہوگا کہ خدا ہی حق ہے۔ (حٰم السجدہ ع۹) آیات فی الآفاق کے مطالعہ کو میں بتا چکا کہ یہہ فکر ہے۔ اور آیات فی الانفس کا مطالعہ مراقبہ ہے اسکا نتیجہ بھی خدا نے فرمادیا کہ انکشاف حق ہے۔ مراقبہ کی ہدایت کے لئے کیا یہی ایک آیت جو صریح بلا تاویل ہے کافی نہیں۔

خدا نے فرمایا۔ اولم یتفکروا فی انفسہم کیا لوگوں نے اپنے نفس میں تفکر نہیں کی (روم ع۱) لوگ فکر فی الانفس کیونکر کر سکتے ہیں جب اسے بدعت سمجھتے ہیں کیونکہ اسکا نام مراقبہ رکھدیا گیا ہے اسکے سوا اختلافات و تعصبات مزاحم۔ اسکے سوا رجعیت کی آرزوئیں الٹ تباہ کن۔ خدا نے تو خود فرمایا وغرتکم الامانی تم کو ناجائز آرزوؤں نے دہوکے میں رکھا (حدید ع۲) دنیا اسی دہوکہ میں پڑی۔

یہہ تو معلوم ہوا کہ اپنے نفس میں مراقبہ کرنا چاہیئے مگر یہہ معلوم تھا کہ کیونکر؟ تو ہم نے بیان کیا ہے کہ ذکر ہی کامل ہوکر فکر ہو جاتا ہے تو ذکر تو ہوتا ہے قلب سے اس لئے فکر بھی ہوگی تو قلب میں ہی تو مراقبہ ہے یعنی فکر الانفس ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید اس میں نصیحت ہے اوسکے لئے جسکو دل ہے اور جو کان لگا کر سنے (ق ع۳) مراقبہ میں اوسکو دیکھو تو اوسکی سنو بھی۔ آنکھ اور کان دونوں طلب و انتظار میں لگے رہیں۔

ذکر اسماء حسنٰے اور ذکر کلمہ طیبہ جیسا کہ بیان ہوا قلب سے کرنا ہے تو اون کا مراقبہ بھی ظاہر ہے کہ قلب ہی میں کرنا ہوگا۔ ان کے سوا آیات متشابہات کا بھی جیسا کہ فکر کے بیان میں بیان ہوا۔

لطائف کا بیان آگے آتا ہے۔

ذکر و فکر کی طرح مراقبہ بھی مختلف طرح اور مختلف کیفیات کا ہوتا ہے۔ مثلاً۔

۱۔ مراقبہ قدرت۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر اور ید اللہ فوق ایدیھم ۲۔ مراقبہ سمعیہ و بصریہ۔ ان اللہ سمیع بصیر ۳۔ مراقبہ علم یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ۴۔ مراقبہ معیت۔ وھو معکم اینما کنتم ۵۔ مراقبہ قرب۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ ۶۔ مراقبہ قدوسی سبحان الملک القدوس ۷۔ مراقبہ تحمید سے للہ الحمد ۸۔ مراقبہ تہلیلی۔ لا الہ الا ھو ۹۔ مراقبہ تکبیری۔ اللہ اکبر ۱۰۔ مراقبہ کبریائی۔ ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض ۱۱۔ مراقبہ نور سے۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض ۱۲۔ مراقبہ فنا و بقا۔ کل شیٔ ھالک الا وجہہ ۱۳۔ مراقبہ استویٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ ۱۴۔ مراقبہ روحی۔ ونفخت فیہ من روحی ۱۵۔ مراقبہ قیومیت۔ اٰیۃ الکرسی ۱۶۔ مراقبہ احدیت سورۃ اخلاص ۱۷۔ مراقبہ وجودی۔ وھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض ۱۸۔ مراقبہ شہود سے۔ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو ۱۹۔ مراقبہ نفی کیفی۔ لیس کمثلہ شیٔ ۲۰۔ مراقبہ احاطت۔ واللہ بکل شیٔ محیط ۲۱۔ مراقبہ تکلم۔ قرآن مجید سے جس میں جو لطیفہ قرآن میں آپ سے منکشف ہوتا ہے۔

اگر مراقبہ اسم ذات ہی کرو جب بھی یہی صفات منکشف ہوتے ہیں۔

ان آیتوں کے معنی کہہ جاؤ اور سمجھ لو کہ یہہ سمجھ میں آگئیں تو یہہ صحیح نہیں۔ یہہ ساری آیتیں مراقبہ کے لئے تعلیم ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہہ مراقبہ ہی میں منکشف ہوتی ہیں۔ اور جب تک انکشاف نہو سمجھ میں نہیں آنے کی مثلاً خدا ہر شے کو محیط ہے اوسکی احاطت بغیر انکشاف سمجھ میں کس طرح آسکتی ہے یوں بے سمجھے کو بھی سمجھ کہو تو اور بات ہے اسی ضرورت سے خدا نے فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت فرمائی جو باتیں حواس باطنی سے دریافت ہوں وہ حواس ظاہری سے دریافت نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ تم کان سے دیکھ نہیں سکتے نہ آنکھ سے سن سکتے ہو۔ جو جسکا کام ہے وہ کرے۔

لطائف

صوفیوں کے ریاضات میں جو لطائف ہیں پہلے میں اونکو بیان کرلوں تو آگے بڑھوں تاکہ یہہ واضح

ہو سکے کہ آیا یہ لطائف قرآن مجید سے لئے گئے ہین یا یہہ امام ربانی کا تفقہ یا اونکی یافت یا اونکا انکشاف ہے۔ ان لطائف کی نسبت کہان تک قرآن مجید سے معلوم ہوتی ہے۔

لطیفے چھ ہین۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی۔ نفس نقشبندیون کے یہان ان کے علاوہ دو دائرے بھی ہین۔ دائرہ خلال۔ دائرہ اولی۔ دائرہ ثانی۔ یہہ تین پیشانی کے دائرہ قرآن۔ دائرہ کعبہ۔ یہہ دو سر کے دائرے ہین۔ ان کے سوا اور دوائر بھی ہین۔ جو آپ سے آپ کھلتے جاتے ہین۔ یہان تک کہ ہر ذرہ لطیفہ ہو جائے اور اتنے لطائف و دوائر سے مقصود بھی یہی ہے کہ ہر شے لطیفہ ہو جائے چونکہ ہر شے مین آیات اللہ ہے اِس لئے ہر شے لطیفہ ہے۔ ان لطائف و دوائر کے انوار مختلف کیفیات مختلف اسرار مختلف اور فیضان مختلف ہین۔

اب مین ان لطائف کو قرآن مجید کے آگے پیش کرتا ہون۔

خدا نے فرمایا وفی الارض آیٰت للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون مومنون کیلئے زمین مین اور خود تمہارے نفس مین آیات اللہ ہین۔ کیا تم دیکھتے نہین (الذٰریٰت ع۳) خدا کی ہدایت معلوم ہوئی کہ ہم نفس مین آیات اللہ کو دیکھین۔ مگر نفس مین دیکھنے کے معنی کیا ہین؟ اس نے متوجہ کیا کہ ہم قرآن مجید مین جستجو اور تفکر کرین کہ خدا نے نفس کو کس کس طرح بتایا ہے۔ بس اوسی طرح ہمکو تعمیل کرنی چاہیے۔ کسی ایک معنی کو کیون مخصوص کرلین کہ قرآن کی تعمیم کی تخصیص ہو جائے۔

ع۱ نفس کے ایک معنی قلب کے ہین۔ یعلم ما فی نفسی تو جانتا ہے جو میرے دل مین ہے (مائدہ ع۱۶) اس لئے قلب مین فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت ہوئی۔ یہہ لطیفہ قلب ہے۔

ع۲ نفس کے دوسرے معنی روح کے ہین۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اللہ قبض کرلیتا ہے روح کو اوسکے مرتے وقت (زمر ع۵) اس لئے روح مین فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت ہوئی۔

ع۳۔ خدا نے فرمایا فاسرّہا یوسف فی نفسہ تو چھپایا اوسکو یوسف نے اپنے دل مین (یوسف ع۹)

یا فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم نٰدمین - تو اوسوقت وہ پشیمان ہون گے اوس بدگمانی پر جو اپنے
دلون مین چھپاتے تھے ۔ (مائدہ ع۸) نفس مین انسان چھپاتا ہے اور نفس مین مراقبہ کی ہدایت ہے
یعنی اپنے نفس کی چھپی باتون یعنی اسرار مین فکر کرو ۔ نفس کے اسرار مین فکر کرنے کو اصطلاحاً لطیفہ سر کہا گیا ۔
یہہ مراقبہ آیات اللہ مین نہین ۔ بلکہ اسرار مین کیا جاتا ہے ۔ مگر اسرار بھی تو آیات اللہ ہی ہین ۔ اس کو چاہے
اشارۃ النص کہو یا امام ربانی کا تفقہ یا انکشافات ۔ یا تدبر فی القرآن ۔

ع۴ وہ نفس کے معنی علم خداوندی کے بھی ہین لا اعلم ما فی نفسک مین نہین جانتا جو تیرے علم مین ہے ۔
(مائدہ ع۱۶) خفی اخفیٰ مین داخل ہے خفی کے معنی پوشیدہ اور اخفیٰ کے معنی پوشیدہ در پوشیدہ فلا تعلم نفس
ما اخفی لھم من قرۃ اعین تو کوئی نفس نہین جانتا جو آنکھون کی ٹھنڈک اونکے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے
(السجدہ ع۲) مگر خدا جانتا ہے اس لئے نفس مین جو بمعنی علم خداوندی ہے ۔ فکر کیا کرو تاکہ پوشیدہ
انعام و اکرام کا جو تمہارے ہی لئے پوشیدہ ہے تمکو علم و انکشاف ہو ۔ یہہ مراقبہ خفی و اخفیٰ ہے ۔

ع۶ نفس بمعنی نفس بھی ہے و نفس وما سوٰھا فالھمھا فجورھا و تقوٰھا قد افلح من زکٰھا ۔
قسم ہے نفس کی اور اوسکی جس نے اوسکو ٹھیک بنایا پھر اوسکو فجور و تقوے کا الہام کیا ۔ بے شک
اوس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس) یہہ مراقبہ لطیفہ نفس ہے ۔

چھون لطیفے ہوئے ۔ رہے دوائر تو یہہ مکاشفات امام ربانی ہین یا فقہاے ربانی کا تفقہ ۔ لطائف
مین زیادہ ڈوبنے سے جو کیفیات ظاہر ہوتے ہین اون کے لئے الگ دائرہ قایم کر دیا ۔ تاکہ
لطائف کے انوار و تجلیات کے سبب اون کیفیات تک پہونچنے مین جو دقت ہوتی ہے
وہ نہ رہے اور طالب کے لئے سہولت کا موجب ہو ۔ یہہ دوائر قطعی نہین جنکا منکر کافر سمجھا جائے
مگر تجربۃً ان کے نتیجہ خیز ہونے مین کلام نہین رہا ۔ ان کے مقامات کا قایم کرنا تو وہ مبنی بر
مکاشفات ہے ۔

اسی لئے سوائے لطیفہ قلب کے اور سارے لطائف ودوائر کے مقامات مین اختلافات ہین اختلافات چونکہ مجاز صورتون مین ہین اس لئے مین کسی کا منکر نہین سب کو راہ حق اور راہ صواب جانتا ہون۔ کیونکہ اسلام ازلی ہے اس لئے یہہ لطائف ستہ بھی ازلی ہین جو یہودیون اور ہندؤون مین بھی پائے جاتے ہین گرچہ یہہ بھی کفر وشرک کی آمیزش سے نہ بچے۔ ہندو لطیفہ کو کنول بولتے ہین۔ لطائف ستہ مین اختلاف نہین۔ مگر ان کے مقامات مین اختلاف ہین۔ مقامات لطائف ودوائر حسب قطعی نہین تو ان کے مقامات کے بیان سے مین احتراز کرتا ہون۔ اور مرشدون کے حوالہ کرتا ہون۔

مگر لطیفہ قلب کا مقام قطعی ہے اس مین نہ مسلمانون مین اختلاف ہے نہ ہندؤون مین نہ یہودیون مین۔ قلب روحانی کو قرآن مجید کی آیتون سے مینے بیان کیا ہے اور اوسکے مقام کو بھی یعنی قلب اک نور روحانی ہے۔ جسکا مقام یہی قلب جسمانی ہے۔ ظرف مظروف کی جگہ بولا گیا یہی قلب نورانی بیمار ہوتا صحت یاب ہوتا۔ دیکھتا۔ سنتا۔ نصیحت حاصل کرتا اور ذاکر ہوتا ہے۔ اسی مین فکر کرنا لطیفہ قلب کا مراقبہ ہے فکر فی الانفس۔

یہہ لطیفہ قلب اور اسکا مقام اور اوس مین طریقہ فکر قطعی ہے جس مین کہین اختلاف نہین۔ بعض طریقہ مین صرف یہی اک لطیفہ ہے اور یہی معدن سارے لطائف کا۔ اور یہی مخزن سارے مراتب کا ہے اسی ایک لطیفہ کا ریاض یکبارہ موصل الی المطلوب ہوسکتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک لطیفہ چونکہ مستند بہ سند قرآن اور اشارۃ النص سے ثابت کیا گیا ہے اس لئے ہر ایک لطیفہ موصل الی المطلوب ہے اپنی مناسبت کے سبب جو جس لطیفے سے فائز المرام ہو۔ ہر ایک لطیفہ کا رنگ جدا کیفیات جدا اور ہر کے جذبات جدا ہین۔ مقام مین اختلافات ہین۔ مگر نام ومقام مقصود اصلی نہین۔ مراقبہ ہونا چاہئے۔ قلب مین روح مین۔ اسرار نفس مین یعنی خفی واخفی مین۔ اور نفس مین جاہے ان سب کا

مقام قلب ہی مین سمجھو یا الگ الگ مختلف مقامات مین نفس قلب روح اور اون کے اسرار سب گویا ایک ہی ہین۔ اس مین شک نہین کہ مختلف مقامات قرار دینے سے سہولت مزید ہوتی ہے اور مختلف کیفیات ذرا جلد اور بآسانی ممیز ہو جاتے ہین۔ صراط مستقیم ایک ہی ہے مگر منزل قرار دیدینے سے مسافرون کو سہولت ہو جاتی ہے۔ دوسرے مختلف مقام بدلنے سے غرض صرف اس قدر ہے کہ ہر جگہ اور ہر ذرہ لطیفہ ہو جائے اور اوسکا شعور پیدا ہو۔ کیونکہ ہر ذرہ ایۃ من ایات اللہ ہے اس لئے ہر ذرہ اک لطیفہ ہے جس پر نظر کرد اوسی عالم بےکیفی اور تنزیہی مین پہونچو گے کرکے دیکھ لو یہہ داخل بدیہیات ہے۔

جب انشراح صدر ہوتا ہے (انشراح صدر کو مین علحدہ سرخی مین اسکے بعد بیان کرون گا) تو مقامات لطائف۔ اور دوائر اور مقامات و دوائر منکشف ہوتے ہین یہہ الہام اولیاء اللہ ہین۔ جو قرآن مجید کے نہ مخالف ہین نہ حدود اللہ کو کم و بیش کرنے والے۔ طالب تقریباً اسلئے اللہ ان پر ریاضات کرتا اور رفتار فکر کو حکم خدا سمجھ کر تیز کرتا ہوا چلتا ہے اور چلا ہی جاتا ہے۔

اے دوستو ہر دوری قرب ہے اور ہر قرب دوری ہے اور نہ دوری ہے نہ قرب ہی۔ پھر بتاؤ طالب کیا کرے۔ اس راہ غیر محدود مین جانباز چلے ہی جاتے ہین۔ چھ منزلین طے ہوئین پھر بھی روز اول۔ وہ طلب و تلاش کے دائرہ مین چکر نہ کھائے تو کیا کرے۔ جب وہ یہہ دیکھتا ہے۔ کہ ساری کائنات اسی طلب و تلاش مین چکر کھا رہی ہے۔ اور ایک طرف کو روان ہے۔ زمین مع اپنی سب چیزون کے چکر کھاتی ہوئی اور آفتاب بھی اپنے محور مین چکر کھاتا ہوا ایک طرف روان دوان ہے۔ یہہ کس مرجع کی طرف۔ پھر دوائر کو مین کیا بیان کرون۔ میدان طلب مین قدم ڈالو تو تمھین ناگزیر ریگ ڈنڈون پر بھی چلنا ہوگا۔ پہاڑ بھی چڑہنا ہوگا۔ سمندر بھی طے کرنا ہوگا۔ پھر گرداب دبھنور سے بھی مقابلے پیش آئینگے۔ اور جو ہونے ہین وہ ہو کر رہینگے تو کیا ضرور کہ مین دوائر اور اون کے

کیفیا کو بیان کرون۔ مرشدون نے جو دوائر کی ہدایت کی یہہ من کان یرید حرث الاٰخرۃ نزدلہ فی حرثہ مین داخل ہے اور من یشفع شفاعۃ حسنۃ مین اٰفل ہے اس لئے احاطہ قرآنی سے باہر نہین۔

انشراح صدر

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہٖ ط فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ا ولٰئک فی ضلٰل مبین ۵

کیا خدا نے اسلام کے لئے جسکا انشراح صدر کیا ہو وہ اوسکے برابر ہے جو ایسا نہین ہے۔ وہ تو خدا کی روشنی پر چلتا ہے جو اوسے خدا کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ تو افسوس ہے اون پر جن کے دل ذکر خدا کی طرف سے سخت ہین۔ یہی لوگ تو صریح گمراہی مین ہین۔ (زمر ع۳) اس آیت سے اتنی باتین معلوم ہوئین۔

ع۱ انشراح صدر بھی اک چیز ہے اور سمجھنے کی چیز ہے۔ کس کیفیت کو خدا نے انشراح صدر فرمایا۔

ع۲ فھو علیٰ نور من ربہٖ وہ خدا کی روشنی پر چلتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشراح صدر مین خدا کی طرف سے انوار و تجلیات عنایت ہوتے ہین۔ تو اوس کو دیکھو تو پاؤ۔ نہ یہہ کہ مرادی معنی سے لیکر آیت کی قطعیت ہی کو کھودو۔ یا سارا کچھ استعارہ و تشبیہات کے حوالہ کردو۔

ع۳ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ۔ تو افسوس ہے اون پر جن کے دل ذکر خدا کی طرف سے سخت ہین اس سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر نہ کرنے والون پر افسوس ہے۔ دوسرے ذکر نہ کرنے والا قساوت قلبی کا مریض ہے۔ تیسرے ذکر قلبی ہی سے انشراح صدر ہوتا ہے۔

ع۴ جن کے دل ذکر خدا سے غافل ہین وہ گمراہ ہین۔

واقعی انشراح صدر ایسی مہتم بالشان چیز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم پیغمبر نے بھی خداوند عالم سے اس کی آرزو کی رب اشرح لی صدری۔ اے خدا میرا انشراح صدر فرما (طٰہٰ ع۲) تو یہہ سمجھنے کی چیز ہے کہ انشراح صدر کے معنی کیا ہین۔ اگر انشراح صدر کے معنی انبساط طبیعت

کے ہین۔ تو دنیا مین ہر کوئی کبھی خوش دل اور کبھی غمگین ہوتا ہے۔ پہلے سے پہلے حال والا اور برے
سے برے حال والا رنج و خوشی کا بحیثیات مختلف مساوی حصہ دار ہے گرچہ ان الانسان لکفور مبین
یہہ فطرتی ناشکر دوسرون کی خوشی کو ادسی درجہ زیادہ سمجھتا ہے جتنا اپنے رنج کو سمجھ کا پھیر ہے
ورنہ عجیب مساویانہ تقسیم ہے۔ غرض جب ہر کوئی جھونپڑے کا رہنے والا ہو۔ یا جیل کا قیدی خوش
ہو ہی لیتا ہے تو انشراح صدر کی خصوصیت کیا ہی۔ اگر انشراح صدر کے کوئی معنی لو مگر وہ جو بالعموم
لوگون کو ہوتے ہین۔ تو یہہ نہ تو دعا مانگنے کی کوئی چیز ہوئی اور نہ اس سے فہو علی نور
من ربه حاصل ہوگا

ہمنے بیان کیا ہے کہ دیکھتا ہے قلب مگر کب انشراح صدر کے بعد۔ خدا نے فرمایا وکذالک نری
ابراهیم ملکوت السموات والارض ابراہیم کو ہم ملکوت آسمان و زمین دکھا دینگے (انعام ع ۹) تو ملکوت ان
آنکھون سے دیکھنے کی چیز نہین۔ اور خدا نے آنکھ سے دکھایا۔ اور کذلک نری ابراهیم فرمایا تو ضرور
قلب کی آنکھ سے دیکھنے کو فرمایا۔ اور ضرور یہہ آیت مراقبہ کے متعلق ہے کہ مراقبہ مین آدمی دل کی
آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس طرح کہ گویا ان آنکھون سے دیکھ رہا ہے اس دیکھنے مین حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے تجلی ربانی بصورت ستارہ دیکھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر تجلی
روشنی کی صورت مین دیکھی تھی۔ پھر وہ اور پیاسے ہوسے تو تجلی ربانی بصورت ماہتاب دیکھی۔ پیاس
نہ بجھی پھر بصورت آفتاب دیکھی اور ہر تجلی کو دیکھ کر تعجبانہ فرمایا ھذا ربی کیا یہہ میرا خدا ہے۔ یعنی خدا کی تجلی خدا
کی تجلی ہے۔ خدا نہین ہے۔ پھر نشانی سے مشار الیہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا انی وجهت وجهی للذی
فطر السموات والارض حنیفا ہم نے اپنے مواجہہ کو خدا کی طرف پھیرا یکسو ہوکر جس نے آسمان و زمین
بنائی (انعام ع ۹) یہی فطرتی رفتار ہے۔ رہرو کے ساتھ یہی معاملے پیش آتے ہین اس راہ کا سجادہ
اس کی یقینی شہادت دے گا۔ دوسرے اس قصہ مین یہہ تعلیم بھی مقصود ہے کہ انشراح صدر

کے بعد تمھین نت نئی تجلیان نظر آئین گی۔ مگر تم بڑھتے جانا۔ راہ کھوٹی نہ کرنا اور تجلی کو اک پردہ ہی سمجھنا

انشراح صدر مین جس طرح لطیفہ قلب کہلتا ہے اور لطائف بھی کھلتے ہین۔ خدا نے فرمایا ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر آئے اور اون سے اون کے خدا نے کلام کیا تو اونہون نے عرض کیا اے خدا تو ہمین اپنے کو دکھا کہ ہم دیکھین خدا نے فرمایا کہ تم نہین دیکھ سکتے (اعراف ع۱۷) یہہ واقعہ بھی مراقبہ کا ہے جو ہر رہرو کو پیش آتا ہے۔ لطیفہ سر مین جب آدمی پہونچتا ہے تو دل خدا سے باتین کرتا ہے اور اسی طرح کے سوسوال کیا کرتا اور سو جواب سنا کرتا ہے۔ کچھ قصداً نہین بلکہ ایسا ہوتا ہی ہے یہہ پوری مطابقت کیون دل کو یہہ یقین نہ دلائے کہ میقات لطیفہ سر کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلہ و اعتکاف مین مراقب تھے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنا ھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلہ یہہ چالیس دن کا ریاض سند ہے چلہ کی تو اس چلہ مین آپ مراقب تھے کہ یہہ مکالمہ ہوتا رہا اور اون کو انشراح صدر جو مانگی مراد تھی وہ ملی تجلی بھی بقدر ظرف ہوا کرتی ہے۔ آخر تھے پیغمبر خدا نے ایسی تجلی کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شایان تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاسکے بیہوش ہو گئے۔ کوہ طور وہ پہاڑ نہ تھا خدا کی تجلی سے پہاڑ کا پاش پاش ہونا کیا ایسا ہوتا تو کوہ صفا نے کیا قصور کیا تھا یہی قلب اگر اوس پر خدائی تجلی ہو تو کوہ طور ہے۔ ورنہ نرا پتھر ہے۔ بلکہ اوس سے بھی سخت تر تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ ہم مثال دے دے کر لوگون کو سمجھاتے ہین تاکہ لوگ فکر کرین (حشر ع۳)۔

اسی انشراح صدر کی تجلی کو خدا نے فرمایا فھو علی نور من ربہ (زمر ع۳) اسی کو دوسرے لفظون مین فرمایا یھدی اللہ لنورہ من یشاء (النور ع۵) انشراح صدر کے بعد یہہ آیتین صریح منکشف ہوتی ہین ورنہ لفظ نور کا بے سمجھا ہوا ترجمہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہہ سمجھ مین نہین آتا یہہ

مجبور کرتا ہے تا دیل اور مرادی سعنون کی طرف کیونکہ نور آفتاب تو دیکھ کر سمجھ مین آتا ہے یہہ نور الہیٰ سمجھ مین کیونکر آسئے۔

ہان تو انشراح صدر یہہ ہے کہ ذکر و فکر و مراقبہ اور فیضان سے جب خدا کی رضا ہوتی ہے۔ قلب نورانی ایسا منبسط ہوتا ہے کہ انوار و تجلیات سے سارا سینہ لبریز ہو جاتا ہے اسی کو اصطلاح صوفیہ مین لطیفہ کا کھلنا کہا جاتا ہے۔ یہہ کشود کا اول زینہ ہے جب نور فیضان سے سارا جسم ڈھپ جاتا اور سارا جسم منور ہو جاتا ہے تو اوسے ایک وجود نورانی عطا ہوتا ہے جسکو وہ خود بھی دیکھتا ہے۔ اس مقام مین استقامت ہونے سے وہ مستحق خلافت سمجھا جاتا اور رشد الی اللہ کی طرف مامور کیا جاتا ہے۔ آجکل کی تقسیم خلافت نہین کہ اولاد خاندان کا نام روشن کریگی اور خانقاہ کی عزت برقرار رکھیگی۔

جب انشراح صدر ہوتا ہے تو قلب نورانی ایسا منبسط ہوتا ہے جس مین دنیا و مافیہا کی ہستی ایک نقطہ کی بھی نہین رہتی اور جسکی تجلی کے سامنے ستارے ماہتاب اور آفتاب سب کی تجلیان ماند پڑجاتی ہین۔ ہر چند طرح طرح کی تجلیان چکا چوند مین ڈالکر مار رکھنے کو کافی ہوتی ہین مگر سچا طالب لا احب الافلین کا نعرہ مارتا ہوا اور ماسوے اللہ کی بت شکنی کرتا ہوا قدم بڑہائے جاتا ہے تاکہ بامراد ہو۔

اسی انشراح صدر کو خداوند تعالےٰ و تبارک نے اپنے کلام پاک کی مفصلۂ ذیل آیتون مین فرمادیا ہے تاکہ سچا طالب وہم و حقیقت مین فرق کر سکے اور اپنی یافت کی تصدیق پاکر اپنی قوت طلب مین تیز رفتار ہو۔

اَوَ من کان میتًا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منہا

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا ہم نے اوسکو زندہ کیا اور اوس کو ایک نور عطا کیا جس کے ساتھہ وہ لوگون مین چلتا ہے۔ کیا اوس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکی مین پڑا ہو جس سے نکل نہین سکتا (انعام ع۲) خدا جب روحانی زندگی عطا کرتا ہے تو اوسکو اک نور عطا کرتا ہے جس کے ساتھہ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہے

کیا ضرور ہے کہ نور سے کوئی اسلام مراد لے کوئی ایمان مراد لے۔ یہہ اپنی سی کہے وہ اپنی سی کہے۔ مراد ہی کیون لے۔ نور کو نور ہی کیون نہ سمجھے کہ یہہ قطعی ہے اور مراد لیا ہوا غیر قطعی۔ اس مین نہ سمجھنے کی بات کیا ہے۔ ذکر و فکر کی مداومت پر جب استقامت ہوتی ہے تو وہ نور جو انشراح صدر مین منکشف ہوتا ہے وہ مستقیم ہوجاتا ہے۔ چلتے پھرتے جیسے ذکر دم کے ساتھہ لگا ہوا ہے۔ اور فکر دہیان کے ساتھہ جٹی ہوتی ہے ویسا ہی وہ نور کسی حال مین کہیں نہین جاتا۔ بلکہ معین و رہنما ہوتا ہے۔ اوس کے لئے ظلمت نہین رہتی۔

اسی انشراح صدر کو خداوند عالم نے سورہ نور مین کتنا صاف فرما دیا ہے۔ اللہ نور السموٰات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبٰرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ و لا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٓئ و لو لم تمسسہ نار ط نور علیٰ نور ط یہدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس ط و اللہ بکل شیٔ علیم ۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یومًا تتقلب فیہا القلوب والابصار لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلہ ط واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۝

اس رکوع کا سلسلہ کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ اگر مین اسکا ترجمہ آخر سے کہون تو زیادہ واضح ہوجاتا اوس کے بعد پھر جب اول سے پڑہو تو سمجھہ مین صاف آجائیگا تاویل و قیاسات کی ضرورت ہوگی۔

ترجمہ جن لوگون کو کاروبار بیع و تجارت خدا کی یاد اور ادائے نماز و زکواۃ سے غافل نہین کرتے جو اوس دن سے ڈرتے رہتے ہین جیدن کہ دل اور آنکھین اولٹ جائینگی۔ تاکہ خدا اونکو اون کے اعمال کا بہترین اجر دے اور اپنے فضل سے اوس سے بھی زیادہ دے کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے بے حساب دیدیتا ہے۔ ایسے لوگ اوس گھر مین خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہین جس گھر مین خدا نے

حکم دیا ہے کہ خدا کے نام کا ذکر کیا جائے اور اوس کا نام بلند کیا جائے (وہ گھر دل کے سوا اور کون ہے جس مین خدا کے نام کا ذکر کرنا ماموربہ ہے) اوس گھر مین ایک شمع شیشہ کی قندیل مین دہری ہوئی طاق پر رکہی ہے ۔ وہ شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے ۔ زیتون کے شجر مبارک کے روغن سے وہ روشن کیا جاتا ہے (روغن زیتون ہی ہے جس مین روغنیت اور غذائیت دونون ہے) وہان نہ مشرق ہے نہ مغرب قریب ۔ ہے کہ اوس کا تیل جل اوٹھے (ایسی تیز روشنی ہوتی ہے گویا شیشہ اور تیل سبہی روشن دکھائی دیتا ہے ۔ جیسے لیمپ کے بھبھکا اوٹھنے کی حالت مین) گرچہ اوسے آگ نے چہوا نہین مگر نور علیٰ نور ہے ۔ ہر کوئی اوسے نہین دیکھتا ۔ مگر اللہ جسے دکھا دے اور جسے اوس نور کی طرف ہدایت کرے ۔ خدا تو لوگون کو مثال دے دے کر بتاتا ہے کیونکہ اللہ ہی ہر شئے کا کماحقہ دانائے حال ہے ۔ یہہ مثال ہے خدا کے نور کی اور اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۔ (النور ع۵) صاف کشود و انشراح کی پہلی کیفیت کا یہہ آیتین آئینہ ہین ۔ کشود و انشراح مین بعینہ یہی حال منکشف ہوتا ہے ۔ تفسیرون مین اختلاف علما کوئی قطعی اور تسکین بخش مطلب اُن آیتون کا نہ کہول سکا مرادی اور تاویلی معنون سے سارا رکوع چیستان بنا دیا گیا ہے ۔ حالانکہ اتنے قصون کی ضرورت نہ تھی خدا کا مطلب صاف اور واضح ہے جسکو انشراح صدر ہوا ہے وہ فوراً بلا تاویل اسکی تصدیق کرے گا اور اپنے حال کی صحت کہ یہہ تو بعینہ اوسی حال کا نقشہ ہے جو انشراح اول کے وقت ظہور مین آتا ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور جسکو خدا ہی نے نور نہین دیا اوس کو کہین نور نہین (النور ع۵) جسے انشراح صدر ہوا وہ ولی ہے اللہ اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمٰت الی النور اون ایمان والون کا اللہ دوست ہے جن کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے (بقرہ ع۳۴) یہدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے (نور ع۵) یہہ عطیہ رب ہے وہ جسکو عنایت کرے ۔

غرض مجاہدات ومعاملات خداوند عالم نے قرآن مجید مین بیان فرما دیے ہین مینے بھی اوسی کو بیان کیا ہے۔ مکاشفات ہمارے خدا نے بیان نہ فرمایا۔ مینے بھی بیان نہین کیا۔ اس مین جو فوائد عقد اوس نے ملحوظ رکھے تھے اونہین مینے بھی ملحوظ رکھا۔ ہان انکشاف جو انشراح اول سے وقت عطا ہوتا ہے۔ اوسے صحت رفتار اور شکر خداوندی کی غرض سے ان آیتون مین کسی قدر خدا نے بیان کر دیا ہے اوسے مینے بھی بیان کر دیا۔

علم معاملات۔ مجاہدہ اور عمل کرنے کی چیز ہے۔ اور مکاشفات خدا کے دینے کی۔ فکشفنا عنک غطاءک ہم نے تمھارا پردہ تم سے اوٹھا دیا (ق ع ۱) تم اپنا کام کرو۔ خدا کے کامون کا جائزہ نہ لو۔ ان اللہ یفعل ما یشاء بے شک خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (حج ع ۲)۔

محاسبہ

امراض قلبی ہون یا امراض نفسی ایسے پوشیدہ اور پوشیدہ تر امراض ہین۔ کہ معالج کے لئے تو اون کی تشخیص دشوار بلکہ دشوار تر ہے اور خود مریض کے لئے تعجب خیز یہ ہے کہ وہ دکھ درد مین مبتلا ہوتا او اون امراض سے سیکڑون اندرونی وبیرونی آفات مین پہنسا ہوتا ہے مگر نہ وہ اپنے کو بیمار ہی سمجھتا نہ صحت ہی کا خواہان ہوتا ہے۔ مصیبتون کو جھیلتا بھی ہے مگر مصیبت کو نہ مصیبت سمجھتا نہ مصیبتون سے نکلنا ہی چاہتا ہے۔ ہان جن کو خدا نے توفیق دی عقل سلیم دی اونہون نے تمیز کیا بیماری وصحت مین تفرقہ کیا۔ دکھ درد کو محسوس کیا۔ اپنے کو مریض سمجھا اور معالجہ کی طرف جھکے معالج کی ہدایتون کے مطابق دوا استعمال کرتے رہے۔ اور معالجہ کے مفید وغیر مفید ہونے سے بھی باخبر رہے اور مرض کے گھٹنے بڑہنے سے بھی یہی محاسبہ ہے جسکی تعلیم خدا نے فرمائی ہے انسان کو لازم ہے کہ شام کو یا سوتے وقت گذشتہ کے لئے محاسبہ کرے کہ ہمارے معاملات کی راہ کس طرح طے ہوئی اور ہمارے اعمال کیسے رہے ہم نے کیا کیا نافرمانیان کین اور اطاعت جو کی وہ کیسی کی۔ کیا کچھ کھویا

اور کیا کچھ حاصل کیا۔ توبہ کی جگہ توبہ۔ اور شکر کی جگہ شکر کرے اور آیندہ کی اصلاح کی ہمت اسی طرح
صبح کو اپنی نیتون اور ارادون کا محاسبہ کیا کرے کہ کیا کیا کام کرنے ہین اور کس طرح کرنے ہین۔
انسان کے ساتھہ کے معاملات ہون یا خدا کے ساتھہ کے اس طرح نیتون کی اصلاح کرتا رہے
اور اس اصلاح پر صبر ہمت محبت ایثار کی صفات کو اپنے ہاتھہ سے جانے نہ دے۔

اے بہائیو خدا کو حساب دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جو حساب کل دوگے وہ خدا کے حضور مین آج ہی
دے ڈالو۔ کیونکہ کل تم کچھہ نہ کرسکوگے۔ اور آج سب کچھ کر سکتے ہو۔ خدا فرماتا ہے ان تبدوا ما
فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تم اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا اوس کا محاسبہ لیگا (بقرہ ع ۴۰)
وہ بخشیگا بھی جو اوس کا مستحق ہے۔ اور سزا بھی دیگا جو اوس کا مستحق ہے۔ تو اپنے حساب کو جو تمہین
دینا ہے۔ روز کا روز آج ہی کیون نہ جانچ لو۔ آج تو توبہ کا دروازہ بھی کہلا ہے۔ اور کل تو کہلا نہوگا۔
خدا فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ
خبیر بما تعملون ۵ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولئک ہم الفسقون ۔
مومنو! خدا سے ڈرو۔ اور ہر نفس کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کو دیکھا کرے کہ کل کے لئے کیا بہیجا۔ اور
اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اون لوگون کی طرح نہو جانا جو خدا کو بہول بیٹھے
تو وہ خدا کو کیا بہولے اپنے آپ کو بہولے ہین یہی لوگ فاسق ہین (حشر ع ۳) یہی ایک آیت
اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ ہر انسان کو محاسبہ کرتے رہنا ضرور ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد
محاسبہ کی بہت صریح اور صاف ہدایت ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اور محاسبہ کیا کرو جیسا کہ مینے
بتایا۔ روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لے کیا کرو کہ کہان تک تم رضائے مولے پر چلے۔ اور کہان کہان
پر بہکے۔ ایسا تو نہین کہ تم خدا کو بہو سلے۔ ایسا تو نہین کہ تمہاری طلب مین کہوٹ آئی۔ بل الانسان
علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ۵ انسان اپنا بہت بین دانائے حال ہے گرچہ وہ بہانے اور

عذرات کھڑے کرے (القیمہ ع۱) یہی محاسبہ ہے جو خدائی فوجدار ہے۔ سچا مصلح ہے بہترین تشخیص کرنے والا معالج اور ایک طرح کا پیر و مرشد ہے۔

من اظلم ممن ذکر بآیت ربه فاعرض عنها ونسی ما قدمت یداه - اوس سے ظالم تر کون جس کو خدا کی آیتون سے نصیحت کی گئی اور اسنے اوس سے اعراض کیا اور جو اعمال اوس نے کیے تھے وہ بہول گیا (کہف ع۸) تو اپنا کیا دھرا بہولو نہین بلکہ یاد کر کے اوس کا محاسبہ کیا کرو۔ کہ ابھی مکافات کا وقت باقی ہے۔

وکل انسان الزمنه طئره فی عنقه ونخرج له یوم القیمة کتابا یلقه منشورا ه اقراء کتابك کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا ه من اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها ہر آدمی کے اعمال ہم نے اوس کے گلے مین لٹکا دیئے ہین اور قیامت کے دن کتاب کی صورت مین کہلا ہوا اوسے ہم نکال دکھائینگے اپنے اعمال نامہ کو پڑھو آج تمہین کافی ہو۔ کہ اپنا حساب آپ سے لو۔ جو راہ پر چلا تو اوس کا نفع اوسکے لیئے اور جو بھٹکا تو اوس کا گھاٹا اوس کے لیئے (بنی اسرائیل ع۲) اقراء کتابك کے قبل یقول الله یوم القیمة محذوف ماننے کی ضرورت نہین اس بے ضرورت محذوف ماننے سے آیت کا مطلب بدل جائے گا۔ بلکہ اولٹا ہو جائیگا۔ اس لیئے کہ آج میرا حساب لینا کافی ہوگا۔ اور کل قیامت کے دن خدا کا حساب لینا کافی ہوگا۔ قیامت کے نسبت خدا نے فرمایا وکفی بنا حاسبین اور آج کے دن کی نسبت خدا نے فرمایا کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا۔ اگر یقول الله یوم القیمة محذوف مانوگے تو کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا پہلی آیت سے متعارض ہو کر دو لخت ہو جائیگا۔ قیامت کے دن اپنا حساب کافی نہین۔ اوس دن لکھا جائے گا کہ اپنا نامہ اعمال پڑھو فیقول هاؤم اقرءوا کتابیه اوس دن کوئی بھی اپنا حساب نہ لیگا۔ ہان فرد قرار داد جرم اوس کے ہاتھون مین ہوگی اوس دن ہر کوئی جواب طلب ہوگا۔ گواہ گذرینگے۔ اور حساب

...ہیگا و کفی بنا حاسبین آج میرا حساب لینا کافی ہے۔ کل خدا کا حساب لینا کافی ہوگا۔

...کا صاف مطلب یہہ ہے کہ یہان نامۂ اعمال کا طوق گلے مین ہے ہر کوئی اپنے اعمال کے اثر سے متاثر ہے۔ کل امرئ بما کسب رهین اپنے اعمال کے ساتھہ رہن ہے۔ قیامت کے دن وہ نامۂ اعمال کتاب کی صورت مین دکھائی دے گا حقیقت مین وہ کتاب ہے تو اپنے اوس کتاب کو تم آج پڑھو۔ کہ آج تو تمہارا ہی پڑھنا اپنے اعمال کا آج محاسبہ کرو کہ آج تو تمہارا ہی محاسبہ کرنا۔ اقرء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا کل ایسا نہوگا کل کے لئے تو ہے کفی بنا حاسبین (انبیاء ۴) اوسکے بعد ہے من اهتدی الخ یعنی اگر اس محاسبہ سے تم نے تنبہہ اور ہدایت حاصل کی تو اوسکا نفع تم کو ہوگا۔ اگر بے پروائی کی اور بھٹکے تو اوسکا ستیزہ بھی تم ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ تو اسے لوگو محاسبہ کیا کرو۔ یہہ عجب چیز ہے اور یہہ سمجھہ لو کہ بغیر محاسبہ کے خدائی راہ بند ہے۔

سے مینے ثابت کیا کہ اگر اقرء کتابک آج کے لئے نہ مانا جائے تو کفی بنا حاسبین کے خلاف ہوگا۔ دوسرے اس آیت سے خدا نے یہہ حجت سطے کی ہے کہ قیامت کے دن یہہ عذر نہ اوٹھ رہے ولم ادر ما حسابیه مجھے خبر بھی نہین کہ میرا حساب کیا ہے۔ (الحاقہ ع۱) اس لئے خدا نے اقرء کتابک نازل تاکہ وہ جواب دے کہ ہم نے تو نامۂ اعمال پڑھنے کا حکم دیا تھا اور متنبہہ کر دیا تھا کہ اپنا محاسبہ کر لیا کرو تم بے خبر رہے اور نہ چیتے تو آج بھگتو جو بھگتنا ہو۔

اے بھائیو اپنے نامۂ اعمال کا روزانہ جائزہ لے لینا لازم سمجھو کہ آج تم نے کیا کیا۔ کیا اور کیسا کیا عبادات کی یا نافرمانی کی عبادت کی تو کیسی کی۔ اوس مین صدق و اخلاص کا حصہ کس درجہ پر تھا۔ نافرمانی کی تو کیا کی اور کیون کی۔ کسی کا دل دکھایا۔ کسی کا مال ضایع و برباد کیا۔ کسی کے حقوق کی فروگذاشت کی۔ اپنا کھویا دوسرون کا کھویا۔ کون کون سے نعماے الہیہ کو کہان کہان بے جگہ صرف کیا۔ اخلاق کے ارکان کی کون کون سی کر دی توڑ دی۔ پھر جو کچھہ تم نے کیا اوس کے مکافات مین لگو۔ اور جو کچھہ تم نے توڑا اوسکے

جوڑنے مین لگو۔ اور اپنے نیک اعمال سے اپنے برے اعمال کو دہو ڈالو ان الحسنٰت یذھبن السیات بہلائیان برائیون کو دور کر دیتی ہین (ھود ع ۱۰) محاسبہ عجب چیز ہے کاش اسکی توفیق عنایت ہو۔

اعتکاف و اربعین

محاسبہ تو روز روز کی عبادت ہے مگر اعتکاف بھی اک ضروری چیز ہے۔ سال بسال ہو یا جب جی چاہے مگر کم سے کم کبھی کبھی تو ضرور ہونا چاہیئے اس مین بھی عجیب عجیب فوائد مضمر ہین اور عجیب عجیب الطاف خداوندی کم سے کم جیتے جی مرجانے کا مزہ تو ہے۔

اعتکاف کے معنی کسی چیز پر جمے ہوئے بیٹھے رہنے یعنی یکسو ہونے کے ہین یہہ اک دستور ازلی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ خدا کی یاد اور دہیان مین سارے دنیاوی تعلقات سے الگ تہلگ ہو کر یکسو ہو جاتے تھے تاکہ یافت مین استقرار ہو اور روح اپنے کوائف سلب کیفی مین پرواز کرے اور اپنا مقام پیدا کرے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سرتاج سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کوہ حرا مین پہلا چلہ دو چلہ کے لئے اعتکاف فرماتے تھے۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد لیا تہا۔ وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے خدا نے معاہدہ لیا تہا کہ بیت اللہ کو طواف کرنے والون اعتکاف کرنے والون اور نماز پڑہنے والون کے لئے پاک اور ستہرا رکھو (بقرہ ع ۱۵) اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد مطہر ہونا چاہیئے۔

اعتکاف کے متعلق خدا حکم دیتا ہے ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تم مباشرت نکرو ایسی حالت مین کہ تم مسجد مین معتکف ہو (بقرہ ع ۲۳)۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین اعتکاف کا وجود پایا جاتا ہے تو اس سے واضح ہوتا

ہے کہ اعتکاف ازلی عبادت ہے یہہ اعتکاف کافرون اور مشرکون مین بھی کفر وشرک کا جامہ پہنکر قایم رہا اور آج تک بھی پایا جاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے مشرکون مین بھی اعتکاف پایا جاتا ہے قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین کفار بولے ہم تو بُت پوجتے ہین۔ اور ہم تو انہین کے لئے اعتکاف کرنے والے ہین (شعراء ۵) اعتکاف بت پرستون مین بھی تھا۔ ہندو یتا اون کے دہیان مین اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعتکاف کوئی نئی اصطلاح نہین۔ لوگ اس اصطلاح سے واقف تھے اور اعتکاف کرتے تھے آج بھی لوگ اس اصطلاح کو سمجھتے اور اعتکاف کرتے ہین اس مین روزہ کی قید نہین۔ جتنے دنون کی نیت سے چاہو اعتکاف کرو۔ اعتکاف کے سوا اربعین ہے یہہ چالیس دن کا اعتکاف ہے جسکا ترجمہ چلہ ہے خدا نے فرمایا وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلہ۔ ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ ٹھہرایا اور ہم نے اوسکو تمام کر دیا دس اور بڑہا کر تو اوسکے خدا کا وعدہ پورا ہوگیا چالیس رات کا (اعراف ۱۷)۔

علما اعتکاف کرتے ہین تو رمضان ہی مین وہ بھی شب قدر کے لئے اور فقرا چلہ کشی کرتے ہین تو اکثر مزارون ہی پر طالب کو اعتکاف بھی کرنا چاہیے اور چلہ کشی بھی۔ مگر خالصاً لوجہ اللہ بلا آمیزش کسی نسبت ماسوائے کے کیونکہ ماسوا کی نسبت ماسوے سے ملتا ہے اور یہہ سیلے راہ روی ہے اسے بہائیو ساری صورتین ماسوا اور بت ہین اسلام کی تعلیم بت شکنی کی ہے ساری صورتون کو توڑو کہ اوس بے صورت تک پہونچو مگر یہہ بے کشش اور تائید غیبی کے نہین ہو سکتا۔

کشش یا تائید غیبی

صراط اللہ پر چلنے والون کو تائید غیبی ہوتی ہے جب تو یہہ پر اسرار راہ طے ہوتی ہے اور کیفیات

وجذبات کے مدوجزر سے رہبر دیار ہو جاتا ہے خدا نے فرمایا اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ یہی لوگ ہین جن کے دلون مین خدا نے ایمان لکھدیا ہے اور اپنی روح سے اونکی تائید کی ہے۔ (مجادلہ ع۳) مکتوب قلبی کو دیکھو تو وہ یا تو اسم ذات ہوتا ہے یا کلمہ طیبہ قلب مین نقش ایمان کو پڑہو۔ تم نے کبھی پڑہا ہے؟ اگر نہین پڑہا ہے تو اس آیت کو کیا سمجھے۔ تاویل کیون کرو اپنی مراد لیکر قرآن مجید کی قطعیت کیون کہودو۔ یا تو خود پڑہو۔ یا نقشبندیون سے پوچھو۔ اگر تمہارے قلب کی آنکھین ہین اور تم نے پڑہ لیا تو اوسکی حفاظت کرو۔ اور اپنی رفتار قایم رکھو کہ وہ نصب العین ہو جائے۔ پھر اسم سے مسمی تک پہونچو اس سے تمہاری طلب اشد حباً للہ کے درجہ کو پہونچیگی جوش وولولہ تمہارا سوید ہوگا۔ تو پھر منزل تک پہونچنے مین رکاوٹ نہین ہو سکتی لا شیٔ ابلغ من العشق بہت صحیح تجربہ ہے۔

خدا کا نور خدا کی طرف سے عنایت ہوتا ہے جبکہ تم مراقبہ اور انشراح صدر مین بڑہ آئے ہو۔ اوسی نور مین اولیا کو اسم ذات یا کلمہ طیبہ نورانی حرفون مین لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے یہہ وہ نور ہوتا ہے جس سے خلق اللہ مین ہدایت کی جاتی ہے۔ اور جو خدا کی طرف منجذب کرتا ہے یہہ بھی اک تائید غیبی ہے محبت کی طرح۔ اسی طرح وہ کلمہ ایمان یا اسم ذات جو ہادی حقیقی کا اسم ذوالجلال والاکرام ہے وہ کشان کشان مسمی کی طرف لیجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہر جگہ پتے پتے پر اوس کا نام مبارک نورانی حرفون مین لکہا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہہ تائید غیبی کی ایسی کشش ہوتی ہے جس مین نہ لغزش ہے نہ خطا یہی نقش کاغذ پر اوتارو تو تعویذ ہے یا پہونک سے نقش اوترے تو وہ جھاڑ ہے بسم اللّٰذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥۔ مگر یہہ نقش ہوتا ہے قلب مین اس لئے اس نور اور اس نقش کو قلب ہی کی آنکھون دیکھ سکتے ہو لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (حج ع۵)

مرشد اور ہادی کے لئے اس نور کا ملنا ضرور ہے اور اس درجہ پر کہ وہ نورانی الوجود ہو جائے جب

تو وہ مجاز خلافت ہوگا۔ اور رشد و ارشاد کا اہل۔ اسے ولی مرشد کی صفت مین مجھے بیان کرنا تھا۔ مگر مین بھول گیا۔

غرض تائید غیبی ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وایدھم بروح منہ افسوس اور مصیبت کی بات ہوتی اگر ایسے پر اسرار اور بال سے باریک تر پل صراط کی راہ مین خود خدا تائید کو کھڑا نہوتا اور اپنے کمزور و ناتوان بندون کو سبلے تائید و مدد چھوڑ دیتا۔ اوس نے نہ چھوڑا تائید بھی کی اور مدد بھی کی وکان حقا علینا نصر المومنین اوس کا شکر کرو کہ وہ تائید و مدد کرنے کے لئے ہر وقت تمہارے ساتھ ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ خدا اتقا اور احسان کی راہ چلنے والون کے ساتھ ہے۔ (نحل ۱۶) مگر یہہ کچھ کم ماتم کی جگہ نہین ہے کہ تائید کرے خدا مدد کرے۔ خدا سب کچھ عنایت کرے خدا ہر حال مین ساتھ دے۔ خدا جو مطلوب حقیقی ہے مگر اوس کے بندے وسیلہ ہی کو مقصود بنالین اور یقین کرین کہ سب کچھ پیر فقیر نے دیا مزار سے ملا یا اہل مزار نے دیا۔ حالانکہ اللہ والے کیا بلکہ وہ تو ہم سے بھی زیادہ ظاہر الین دین مین بھی مجبور ہین۔ کیونکہ اون کا تو خاص اپنا خدا کا۔ یہ اختیار در ارادہ بھی خدا کے اختیار و ارادہ اور اوس کی رضا مین محو ہے۔ وہ تو خدا کی زندہ ہستین ہے جو خدا کے چلائے چل رہی ہے۔ بہر کیف لوگ خدا کو چھوڑ کر ادہر اودہر دیکھنے لگے۔ راہ بھٹک گئے۔ خدا رحم کرے ذکر و فکر تائید غیبی سے جو انقلاب طالب مین پیدا ہوتا ہے وہ گردش ہے۔

گردش

اصطلاحاً گردش صفات مذمومہ کا صفات محمودہ سے بدلنے کا نام ہے۔ یہہ اصطلاح تو ہے صوفیون کی مگر من گھڑت نہین ہے بلکہ حاملہ قرآن مجید کے اندر ہے۔ خدا فرماتا ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم وندخلکم مدخلا کریما۔ اگر گناہ کبائر سے بچتے رہو اور گناہ کبائر کیا ہے جو ہمارا منہی عنہ ہے تو ہم تمہاری برائیان دور کر دینگے (یعنی گناہ صغائر بھی تم سے سرزد نہونگے

اور ہم تمکو داخل بزرگ مین داخل کرینگے (النساء ع۵).

بھلا انقلاب جو ریاضات و مجاہدات سے طالب مین پیدا ہوتا ہے وہ گناہ کبائر سے اجتناب ہے جس سے رفتہ رفتہ صغائر سے بھی اجتناب ہونے لگتا ہے طالب سے برائیان دور ہونے لگتی ہین نہین بلکہ صفات محمودہ سے بدلنے لگتی ہین یعنی ساری قوتون کا رخ مذموم سے محمود کی طرف پھر جاتا ہے فاولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات یہی لوگ ہین جن کی برائیون کو خدا بھلائیون سے بدلدیتا ہے (فرقان ع۶) گناہ کبائر سے بچنا یا بہتہ گناہ صغائر سے بچنے کا موجب ہوتا ہے ان الحسنات یذہبن السیئات نیکیان برائیون کو دور کردیتی ہین (ھود ع۱۰) یہی گردش ہے جو راہ خدا مین پیدا ہوتی ہے ریاضت جو خالصاً لوجہہ ہو وہ یقیناً برائیون کو دور کرتی اور تصفیہ و تزکیہ کی موجب ہوتی ہے. صفا کا حاصل ہونا تزکیہ کا حاصل ہونا یہی گردش ہے قد افلح من زکیھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس) تزکیہ نفس کا حاصل ہونا یہی گردش ہے

جب صفات بدلنے شروع ہوئے۔ صفات مذمومہ بدل کر صفات محمودہ ہونے لگے۔ اور ساری قوتون کا مرجع پھرنے لگا تو صراط اللہ پر رفتار قایم ہونے لگتی ہے اسی رفتار کو روش کہتے ہین۔ صرف سمجھنے سمجھانے کے لئے یہہ نام رکھے گئے ہین۔ کوئی اپنا معاملہ خدا کے ساتھہ درست کرلے۔ صحیح رفتار ہوجائے تو وہ ان نامون کو جانے نہ جانے اس سے کچھ راہ کھوٹی نہوگی

روش

گردش و روش گویا ایک چیز ہین۔ وہ ظاہری ہے اور یہہ باطنی۔ جیسے شریعت و طریقت ایک چیز ہین وہ ظاہری ہے اور یہہ باطنی اور دونون ملکر اسلام ہے

یا یون کہو کہ صفات کا بدلنا گردش ہے اور صراط اللہ پر رفتار قایم ہوجانی روش ہے۔ صراط اللہ پر رفتار صحیح قایم

ہوجانا یہہ ہے کہ طلب بے راہ روی سے محفوظ رہے اور تیز رفتار ہو جذبات آلودگیون سے پاک رہین۔ اور اپنی گردش مین مستقیم ہون۔ ذکر و فکر۔ ماسوا کی آمیزش سے بچکر صحیح اترین اور فیضان خداوندی سے فیضیاب ہوکر سرگرم کار ہون۔ اصول اخلاق مع اپنے ارکان و دوائر کے صحیح اور روحانیت کے ساتھہ برتا جائے اور اس برتنے مین ہمت طلب۔ صبر اور سارے صفات کی کڑیان منسلک رہین ٹوٹنے نہ پائین محبت جو پیدا ہو وہ بھی راہ غلط نہ کرے اور ستی محبت عبادات و مجاہدات مین لگی رہے اور مغلوب کر کے راہ کھوٹی نہ کرے۔ المختصر قرآن مجید کا اتباع و اطاعت کامل جو ظاہر و باطن جسمانیت و روحانیت دونون کے ساتھہ ہو روش کا صحیح اترنا ہے

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ آج کل کے مسلمان جو قرآن مجید پر ایمان کے بھی مدعی ہین وہ قرآن مجید کے مطابق اپنی روش درست کیا کرتے کہ اور الٹے یہ کہنے کھڑے ہوتے ہین کہ قرآن مجید مین یعلمون تعملون کے سوا ہے کیا تو اے بہائیو دنیا ہی مین علم و عمل کے سوا ہے کیا پہر قرآن نے اگر علم و عمل بتایا تو رہا کیا جو نہ بتایا سا قرآن تو سمجھیے پہر قرآن مین کیا چاہیے کونی بیان نہ ہو۔ احکام و ہدایات ہون۔ امثال و قصص ہون۔ قریب قریب ہر آیت کے آخر کا ٹکڑا موصل الی المطلوب ہے مثلاً ان اللہ بصیر بما تعملون۝ ان اللہ خبیر بما تعملون۝ ان اللہ سمیعٌ بصیرٌ۝ اور علی ہذا ان کا ترجمہ ہی کرتے چلے نہ جاؤ۔ کاش سمجھو اور انہین ٹکڑون پر اپنی روش درست کرو کہ ان پر تمہارا ایمان کامل ہو جائے اور یہہ آیتین تمہاری نصب العین ہو جائین۔ اور ایمان و یقین کی چشم بصیرت کہل جائے۔ کہ خداوند علیم تمہارے اعمال کا نیتون کا ظاہر و باطن کا نگران ہے۔ وہ تمہارے ارادون کو سنتا اور تمہارے دلون کو دیکھہ رہا ہے تو جہوٹ۔ فریب۔ دغابازی۔ غیبت غرور ایذا رسانی قتل غارت گری دل آزاری وغیرہ وغیرہ کل برائیان شہنشاہ قادر و توانا کے حضور مین کس طرح سرزد ہو سکتی ہین۔ تمہاری گردش بھی درست ہو سکتی۔ روش بھی درست ہو سکتی اور تمہین دوام حضور بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہہ تو قرآن مجید کے ٹکڑون کا حال ہے جن پر تم استہزا کی نظر ڈالتے ہو۔ اور خدا کی نعمتون سے

محروم رہتے ہو۔

غرض اعتصام باللہ یہی روش کا صحیح اوترنا ہے ومن یعتصم باللہ فقد ھدیٰ الی صراط مستقیم۔ جس نے خدا کو مضبوط دہر لیا وہ صراط استقیم کی طرف ہدایت کیا گیا یعنی اوس کی روش صحیح اوتر گئی۔ اور اوس کو حنیفا مسلما کا خطاب اور ولایت کا خلعت بارگاہ خداوندی سے ملگیا۔

اتقا یا قطع ماسوئے اللہ

اتقا کے معنی پرہیزگاری کے ہین۔ شریعت مروجہ کی اصطلاح مین گناہ کبائر و صغائر سے بظاہر اجتناب کا نام پرہیزگاری ہے۔ اور صوفیون کی اصطلاح مین حلال و مباح سے بھی احتراز کا نام پرہیزگاری ہے میرے نزدیک چونکہ شریعت عین طریقت و حقیقت ہے اس لئے ممنوعات خداوندی سے جس طرح وہ ممنوع ہو اوسی طرح احتراز کرنا اور ماسوے اللہ سے رشتہ نیات و اعمال جوڑنے سے اجتناب کرنا اسلامی اتقا ہے۔

مشکوک مشتبہ مکروہ یہہ کوئی چیز نہین۔ ممنوعات خداوندی اصل ہین چاہے ممنوع بلفظ حرام ہو یا بلفظ احتراز و اجتناب ہو صریح ہو یا بہ اشارۃ النص ہو۔ اسی طرح ممنوعات خداوندی کے سوا باقی سب حلال ہین۔ مباح سے احتراز جائز نہین۔ جیسے حلال کو حرام کرنا جائز نہین۔ جو حلال و حرام کرنے کا خود مختار ہے۔ اوس نے حرام و حلال قرآن مجید مین واضح کر دیا ہے۔ بندہ کو بندگی لازم ہے کہ وہ حکم کا بندہ ہو نہ یہہ کہ دس اصطلاح مکروہ و مشتبہ وغیرہ کی گرہ کر حلال کو حرام کر دے۔

اتقا صرف کہانے ہی پینے مین نہین ہے جیسا کہ بالعموم سمجھا گیا ہے۔ یہہ قرآن کی تعمیم کو تخصیص کرنا ہے جسکا کوئی مجاز نہین بلکہ باطنی اتقا مقدم تر ہے۔ یعنی ماسوا کو پکارنا۔ ماسوا سے استمداد کرنا۔ ماسوے مین سے کسی کو صفات خداوندی کا شریک کرنا یا صفات خداوندی کے برابر سمجھنا۔ یا خدا کے سوا کسی کو قادر و قیوم حی لا یموت۔ عالم الغیب رزق دینے والا۔ عطا و بخشش کرنے والا۔ یا مرادون کا بر لانے والا ماننا

شرک اور لبدت داخل ممنوعات اور خلاف اتقا ہے۔
اتقا سے ظاہر حرام و محرمات سے پرہیز ہے۔ اور اتقا سے باطن ماسوے اللہ سے پرہیز اتقا کے یہہ معنی نہین کہ ظاہر مین اتقا ہو اور باطن آلودہ ممنوعات۔ یہہ معنی بھی نہین کہ سارے حقوق تج دو۔ اور حق داردن سے احتراز کرو۔ اور یون آبادی سے نکل کر اظہار اتقا سے اپنی پرستش کراؤ۔ بلکہ ماسوے اللہ سے پرہیز کے معنی یہہ ہین کہ نیات و اعمال کا مشارٌ الیہ ماسوے اللہ نہ رہے۔ ظاہر و باطن اللہ کے لئے ہون۔ اور دونون کام لوجہ اللہ ہو جائین۔ یہان تک کہ اس آیت کی تجلی آشکارا ہو جائے جو حقیقی اتقا ہے ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز اور عبادتین اور حیات و موت تک خدا کے لئے ہے (انعام ع۲۰) یہہ اتقا نہین کہ کچھ نہ کرو۔ نہ کرنا خدا نہین چاہتا سب کچھ کرو اور ضرور کرو مگر اوس کے ہو کر۔ خدا تو اعمال چاہتا ہے۔ ع

؎ کار کن کار۔ کار دارد کار ؎

خدا نے فرمایا لکن البر من اتقی لیکن نیکی یہہ ہے جس نے پرہیزگاری کی (بقرہ ع۲۳) یعنے قطع ماسوا کیا کہ اس سے بڑھ کر اور کون نیکی۔ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔ (آل عمران ع۱۸) ایمان کے ساتھ اتقا کو فرمایا۔ یعنے ایمان اس درجہ پر کہ ماسوا منقطع ہو جائے یہ معمولی بات نہین وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور اگر صبر کرتے رہو۔ اور پرہیزگار بنے رہو تو بے شک یہہ کام بڑی ہمت کے ہین (آل عمران ع۱۹) یہہ اتقا علاوہ کو نہ کما تے سے اپنے کو متقی اور منز کے جتانے سے

پاسے کسب ترک کر ستوکل بننے سے حاصل نہین ہوتا بلکہ جیسا کہ خدا نے فرمایا عبادت سے حاصل ہوتا
ہے یاایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥ - لوگو اسکی
کی جس نے تم کو اور تمہارے اگلون کو پیدا کیا عبادت کرتے رہو تا کہ تم متقی بنو (بقرہ ع ۳) عبادت
مین جسمانی وروحانی سارے عبادات داخل ہین - مگر عبادت تو وہی جو خالصاً لوجہ ہو - ورنہ قومی
اور رسمی عبادت تو حقیقت مین عبادت ہی نہین -
خالص عبادت سے تقوے حاصل ہوتا ہے - مثال دے کر مین ایک عبادت کو بیان کر کے واضح
کر دون - مثلاً صوم کو لو خدا نے فرمایا یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی
الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً معدودات یومنو! جیسا اگلون پر روزہ فرض تھا تم پر بھی روزہ
فرض کیا گیا تاکہ تم ایک مہینہ رمضان مین متقی بنے رہو (بقرہ ع ۲۳) روزہ صرف فاقہ مرنا نہین
بلکہ سارے قوے اور سارے حواس کو اتقا و پرہیزگاری مین لگانا ہے اِس کو صوم کے بیان مین
دیکھو غرض سال مین ایک مہینہ اتقا کا ریاض کرنا اتقا کی تعلیم و تربیت ہے - اگر بروحانیت روزے
رکھا کرو گے تو متقی ہو جاؤ گے اور ماسوا تم سے منقطع ہو جاوینگے - روزہ بھی عجیب چیز ہے نفس
کی سمیت کا تو تریاک ہے اور ظلم و ہوا و ہوس کا قاطع - مادہ عدل پیدا کرنے والا ہے - اور مادہ عفو یہ
دونون صفات جو صوم سے پیدا ہوتے ہین اِن سے صفت اتقا حاصل ہوتی ہے اعدلوا ھو
اقرب للتقوی (مائدہ ع ۲) ان تعفوا اقرب للتقوی (بقرہ ع ۳۱) عدل و انصاف کرو معاف
و رحم کرو کہ یہہ دونون صفتین تقوے سے قریب تر ہین - یہہ سارے کچھ ہدایات تو باطنی تقوے
یعنی قطع ماسوا کے ہین جو اتم پرہیزگاری ہے - مگر خدا نے ظاہری تقوے کو بھی فرو گذاشت نہین کیا
ولباس التقوی ذلک خیر - تقوے کا لباس بہت بہتر ہے (اعراف ع ۳) یعنی جطرح ذروا
ظاہر الاثم وباطنہ ہے ظاہر و باطن دونون گناہون سے احتراز کرو - اسی طرح ظاہر و باطن دونون تقوے

سے آراستہ ہونا لازم ہے کذلک یبین اللہ آیتہ للناس لعلھم یتقون۔ اسی طرح لوگون کے لئے خدا اپنی آیتون کو بیان فرماتا ہے کہ لوگ پرہیزگار بنین دل ماسوا سے توڑین اور محبوب حقیقی سے جوڑین افسوس ہے اگر لوگ ایسا کرین ام لھم الہ غیر اللہ۔ کیا لوگون کا خدا کے سوا اور کوئی معبود ہے (طور ع۵) افغیر اللہ ابغیکم الھًا۔ کیا خدا کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود تلاش کرین (اعراف ع۱۶) اغیر اللہ ابغی ربًا کیا خدا کے سوا اور کوئی پروردگار ڈھونڈھین (انعام ع۲۰) افغیر اللہ ابتغی حکمًا۔ کیا خدا کے سوا اور کوئی حاکم تلاش کرین (انعام ع۱۲) افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون۔ اے جاہلو کیا تم یہہ چاہتے ہو کہ مین ماسوے اللہ کی عبادت کرون (زمر ع۶) اغیر اللہ اتخذ ولیًا کیا مین ماسوے اللہ کو دوست بناؤن (انعام ع۲) افغیر اللہ تتقون کیا تم ماسوے اللہ سے ڈرتے ہو (نحل ع۶) اغیر اللہ تدعون۔ کیا تم ماسوے اللہ کو پکارتے ہو (انعام ع۴) یعنی جب خدا کے سوا کوئی معبود نہین تو ماسوے اللہ کو نہ تو پالنے والا مانو نہ حاکم نہ ماسوے اللہ کی عبادت کرو نہ دوست بناؤ نہ ماسوے اللہ سے ڈرو۔ نہ مصیبتون مین ماسوے کو پکارو۔ یہہ تو کافرون کی شان ہے یعبدون من دون اللہ۔ وہ ماسوے اللہ کی عبادت کرتے ہین۔ اور اون کی نسبت کہتے ہین ھؤلاء شفعاءنا عند اللہ۔ یہہ خدا کے یہان ہمارے سفارشی ہین (یونس ع۲) حالانکہ لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع۔ خدا کے سوا کسی کا کوئی نہ حامی ہوگا نہ سفارشی (انعام ع۸) کیونکہ دین ہو یا دنیا کہین بھی مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ ماسوے اللہ کوئی بھی نہ تمہارا دوست ہے نہ معین (بقرہ ع۱۱) تو یاد رکھو کہ کسی دوسرے کے کہنے پر چلکر کہ اوسکی عبادت کرنی ہے یا کسی کو دوست حامی سفارشی معین و مددگار سمجھ کر خدا کا شریک نکرو لا تجعلوا للہ اندادًا (بقرہ ۸) کتنے پیغمبر آئے سب نے یہی کہا۔ خدا ایک معبود ایک۔ خلاق ایک۔ فعال ایک ولی ایک۔ نصیر ایک قدیر ایک۔ سب نے یہی ہدایت کی کونوا ربانین بما کنتم تعلمون الکتاب

وبما کنتم تدرسون - یہہ کس نے نہین کہا کونوا عبادالی من دون اللہ - مگر ہر است نے خدا کو چھوڑا
اور لگے ماسواے اللہ کی ڈیوڑھی پر نقارے بجانے اور ماسوے اللہ ہی کا گیت گانے - اس کا نتیجہ کیا ہوا
کہ خدا کی رحمت سے محروم ہوگئی - کیونکہ خدا نے فرمایا تھا ورحمتی وسعت کل شئی فساکتبہا للذین یتقون
میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو تو وہ ہم متقیون کے لئے لکھدینگے (ال عمران) متقی وہین جو کامل پرہیزگار
ہین یعنی ماسوئے سے منقطع -

اس قطع ماسوا یعنی اتقا کو مختصر لفظون مین خدا نے خود فرمادیا ہے وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا
تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ٥ یہی میری صراط مستقیم ہے تو اس پر
چلو اور دوسرے رستون پر نہ چلو کہ یہہ تم کو خدا کی راہ سے متفرق کردینگے - خدا نے تم کو اسکا حکم دیا ہے
تاکہ تم پرہیزگار بنو (انعام ع۱۹) اتقا صراط مستقیم یعنی صراط پر چلنا ہے یعنی قرآن مجید کی کامل اطاعت یہی تو
قطع ماسوا ہے -

اللہ اللہ یہی قرآن مجید - کلام ربانی - ہدایت مولا - رسالت رسول خاتم الانبیا یہی شریعت یہی طریقت اور یہی
حقیقت ہے - یہی راہ احسان اور یہی راہ اتقا ہے - اور اسکی اصلی تعلیم نفی دون اللہ یعنی قطع ماسوا ہے
من یطیع اللہ و رسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون -- جو کوئی خدا اور رسول
کی اطاعت کرے خدا سے ڈرے اور خدا کی پرہیزگاری کرے (خدا کی پرہیزگاری وہ جو محمد نے تعلیم کی
اپنی منقطع و ضد پرہیزگاری نہین -) تو یہی لوگ فائز المرام ہین - اسے لوگو فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا
جہانتک تمہاری قدرت اور وسعت مین ہو - اللہ کی پرہیزگاری کرو (جس پرہیزگاری کی اوس نے تعلیم
کی ہے یعنی انقطاع من دون اللہ اور سنو (جو اوس نے فرمایا) اور اطاعت کرو (جو اوس نے حکم دیا)
(تغابن ع۲) -

اتقا یا انقطاع من دون اللہ آسان نہین - اس لئے خدا نے فرمایا - تعاونوا علی البر والتقوی -

بہلائی اور تقوے پر ایک دوسرے کی مدد کرو (مائدہ ع ۱) تقوے کی راہ سخت کٹھن ہے اس لئے ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہان ابتدائے منزل مین دشواریان تو ہین مگر والعاقبۃ للتقوی (طہ - آخر) والعاقبۃ للمتقین ٥ (اعراف ع ۱۵) عاقبت تو متقیون کی ہے ان للمتقین لحسن ماٰب پرہیزگارون کے لئے اچھا ٹھکانا ہے (ص ع ۴) جو سب سے ٹوٹ کر خدا سے جا ملا ہو تو اس سے بہتر اور کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔

کتنا کچھ لکھا جائے۔ خدا کی بات نا آجتک تمام ہوئی نہ ہو گی۔ اتفاکی ہدایت سے قرآن مجید بہرا ہوا ہے تلاوت کیا کرو معلوم ہوتا رہے گا۔ آخر مین اتنا کہدینا ضرور ہے کہ متقین ہی اولیاء اللہ ہین۔ ان اولیاءہ الا المتقون - اولیاء اللہ تو متقی ہی ہین۔ (انفال ع ۴) واللہ ولی المتقین - اور خدا بھی متقیون ہی کا دوست ہے (جاثیہ) یعنی یحبہم ویحبونہ - یہہ خدا کو دوست رکھتے ہین۔ اور خدا اونکو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ احسان کی راہ چلنا ہے یعنی قرآن مجید پر سعہ اوسکی شریعت وطریقت کے معمل ہونا یہی متقین محسنین ہین۔ ان المتقین فی جنت وعیون ٥ اخذین ما اٰتٰہم ربہم انہم کانوا قبل ذلک محسنین ٥ کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون وبالاسحار ہم یستغفرون وفی اموالہم حق للسائل والمحروم ٥ — (متقین بے شک عیش وآرام مین ہونگے جو کچھ نعمتین خدا اونہین دے رہا ہو گا وہ لے رہے ہونگے بے شک پہلے ہی محسنین تھے احسان کی راہ چلنے والے) رات کا تہوڑا حصہ ہوتا تھا جس مین یہہ سوتے تھے۔ اور صبح کو خدا سے طلب مغفرت کرتے رہتے تھے۔ اور اون کے مال مین سے سائلون اور تنگ دستون کا حق تھا (الذریت ع ۱) رات کو کم سوتے تھے اس کے یہہ معنی نہین کہ وہ تھکیر یا ہار کر مان مین جاگتے تھے بلکہ وہ طالبین حق تھے اون کی شان تہی کہ ہروقت یظنون انہم ملٰقوا ربہم وہ اس خیال مین ہوتے تھے کہ اب خدا سے ملے اب ملے اس سے شوق دید تڑپ اوٹھتا تھا۔ اسی تڑپ کا نام خشوع ہے اور اسی کی ترقی کا نام عشق ہے ع عاشق کو بھی آتا ہے کہین نیند کا جہونکا۔

سورہ ال عمران کے چودہوین رکوع مین متقین کی تعریف خدا فرماتا ہے الذین ینفقون الآیہ۔ متقین وہ ہین جو راحت و تکلیف دونون حالتون مین خرچ کرتے ہین۔ اور غصہ کو دبا لیتے ہین۔ اور لوگون کو معاف کرتے رہتے ہین (یہہ احسان کی راہ چلنا ہے۔) اور اللہ احسان کی راہ چلنے والون کو دوست رکھتا ہے اور متقی وہ ہین جن سے کوئی بے حیائی سرزد ہو جاتی ہے یا اپنے حق مین کچھ برا کر بیٹھتے ہین تو خدا کو یاد کرتے ہین۔ اور اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ کو معاف کرے۔ اور وہ جو گناہ دانستہ کر بیٹھتے ہین تو اوس پر اصرار نہین کرتے۔ مثالاً ایک آیت مینے پیش کی ورنہ متقیون کی تعریف سے تو قرآن مجید بھرا ہوا ہے اور کیون نہ ہو اصل ریاض تو قطع ماسواہی ہے

المختصر اللہ ہی اللہ ہے اور سب فانی نہین کے شمار مین۔ تو اوسی سے دل لگاؤ۔ اوسی سے لو لگاؤ۔ اور اوسی سے باطنی سروکار رکھو۔ اور ماسوے اللہ سے احتراز کرو کہ یہی اتقا اور احسان کی راہ ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون لھم ما یشاؤن عند ربھم ذلک جزاء المحسنین لیکفر اللہ عنھم اسوء الذی عملوا ویجزیھم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون ہ الیس اللہ بکاف عبدہ ط ویخوفونک بالذین من دونہ ط ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد ہ رسول جو کلام حق لیکر آئے اور جس ایمان والے نے اوس کی تصدیق کی (زبانی نہین بلکہ حق تصدیق ادا کیا) یہی لوگ متقی ہین۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے قرب مین انکی مانگی طرح ہے۔ جو یہہ چاہین۔ یہہ جزا ہے محسنین کی یعنی احسان کی راہ چلنے والون کی۔ تاکہ اللہ ان کے اعمال بد ان سے دور کرے اور ان کے اعمال سے بہترین اجر ان کو عطا فرمائے (یعنی ان کی گردش دوروش صحیح اوترے) کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہین۔ اور یہہ لوگ تم کو ماسوا سے ڈراتے ہین تو جس کو اللہ گمراہ کرے اوس کا کوئی ہادی نہین (زمر ۲۴)۔

ماسوے اللہ سے انقطاع کے معنی یہہ ہوے کہ ازروے عقیدت خدا ہی کو خالق اوسی کو مالک اوسی کو

شفیع و مددگار جانو. اوسی کو حقیقی دوست اور اپنا کارساز سمجھو. عقیدت مندانہ دل کا لگاؤ اوس سے محبت اوس سے۔ خوف اوس سے۔ اور از روئے نیت یون کہ ہر کام مین رضا جوئی اوس کی اور دھیان کی وابستگی اوس سے۔ عملاً یہہ کہ ہر حال مین دنیاوی کام مین لگے ہو۔ یا دینی کام مین عبادت اوسی کی ذکر اوسی کا۔ فکر اوسی کی۔ مراقبہ اوسی کا۔ مواجہہ اوسی کی طرف اور تسلیم سواجہہ اوسی کو ہونا چاہیئے۔ یہی ٹوٹنا اور یہی جڑنا ہے۔ کہ ماسوا سے ٹوٹ کر خدا کی طرف جھٹ جاؤ۔ جو جٹنے کا حق ہے۔ و تبتل الیہ تبتیلا (مزمل ع۱) ذٰلک خیرٌ للذین یریدون وجہ اللّٰہ۔ یہہ اون کے لئے جن کا مطلوب خدا ہے بہت بہتر ہے (روم ع۴)۔

ایسا نہ سمجھو کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوے اپنے کو مسلمان کہتے رہے۔ مردم شماری کے دفتر مین تو سیت مسلمان لکھی گئی تو اس سے نجات کی کشتی کا کھیوا بھی پار لگا۔ حاشا نہین۔ اعمال خالص مطلوب ہین جن مین ماسوا کے ناپاک چھینٹے نہون انیبوا الی ربکم و اسلموا لہ۔ خدا کی طرف رجوع کرو۔ بلکہ اپنے ہی کو اوس کے حوالہ کردو۔

مقامات

رہرو صراط اللہ جب طالب لقاء اللہ ہوا تو ہمت کہتی ہے کہ بلند ہو۔ اوس کی عظمت اور جلالت کہتی ہے کہ کہان تو اور کہان وہ۔ دیوانگی محبت ہمت کو گرماے جاتی ہے اور امکان و محال کی طرف دیکھنے نہین دیتی۔ اوس کی کبریائی کہتی ہے۔ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ (فرشتے اور روح خدا کی طرف عروج کرتے ہین۔ ایک دن مین جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ معارج ع۱) لیکن اوس کی رحمت امید بڑہاے جاتی ہے فاصبر صبرًا جمیلا (صبر کرو صبر جمیل درکار ہے۔ معارج ع۱) محبت بول اوٹھتی ہے میری آنکھون دیکھو! انہم یرونہ بعیدًا و نرٰہ قریبًا (لوگ اوس کو دور دیکھتے ہین۔ ہم نزدیک دیکھتے ہین۔ (معارج ع۱) لوگون کے نزدیک دور ہے۔ خدا کے

نزدیک دور نہین ۔بلحاظ عظمت دور ہے ۔اور بلحاظ شئیت قریب ۔بلحاظ جلالت دور ہے ۔اور بلحاظ قدرت قریب فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ۔ جو چاہے اپنے خدا کی طرف راہ اختیار کرے (مزمل) جب راہ مین قدم ڈالا تو راہ مین منزلین ہین ۔مقامات ہین جیسی راہ ویسا مقام ۔ان مقامون کے سقیمونکا نام غوث قطب ابدال وغیرہ وغیرہ مین نہ لون گا ۔کیونکہ یہہ نام اور یہہ مقام خدا کے بتائے ہوے اور علیٰ بینۃ رب نہین ہین ۔ہان مقامات کے وہ نام جو خدا نے بتائے ہین مین بھی بیان کر دون گا ۔ چاہے عجائب پرستون کو ان نامون مین مزہ آئے نہ آئے ۔

یہہ مقامات گدی پر بیٹھنے سے حاصل نہین ہوتے ۔ولایت حرارت ارضی نہین ہے کہ تبخیر کی طرح اوٹھے اور ولی اللہ بنا دے ۔ مجھے گدی سے مطلب نہین میرا مطلب مقام سے ہے جو حاصل ہوتا ہے عمل وریاضت اور طلب ومجاہدہ سے ۔

نبوت کے مقامات کو نبیون کے لئے چھوڑ دو ۔ وہان نبی کے سوا کوئی دوسرا بار نہین پاتا نبی کی راہ ردعا نیت سے شروع ہوتی ہے ۔اور اون کے ماسوا کی راہ عالم برزخ سے نبی کے مقامات کو نبی ہی جان سکتا ہے اور وہان تو روحانی پرندہ بھی پر نہین مارتا ۔فرشتون کے بھی پر جلتے ہین ۔

ہان رہرو صراط اللہ اولیا اللہ کا مقام اعلیٰ تر ۔فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہے ۔مقام صدق مین جو خدا کے قرب مین ہے ۔(قمر ع۳) خدا نے بھی نبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فرمایا یعنی نبوت کے نیچے مقام صدق ہے اور یہہ عمل وریاضت اور طلب ومجاہدہ سے خدا عنایت فرماتا ہے ۔

قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ (بنی اسرائیل ع۹) شاکلہ در منتہی الارب بمعنی صورت ونیت است ۔ہر کوئی اپنے کینڈے اور اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے ۔اس آیت سے نہ صرف علم قیافہ کا پتہ چلتا ہے ۔ بلکہ جب شاکلت بداہتہً مختلف ہے اور اس سے اعمال بھی مختلف ہین ۔

تو یقینی حال ومقام مین بھی اختلاف ہونا لازمی ہے جیسے اعمال ویسے مقامات۔

ومامنا الا لہ مقام معلوم نہین ہے کوئی ہم مین مگر اوسکا مقام معلوم ہے۔ (والصفت۔ آخر) اس آیت کو لوگون نے حسب عادت محذوف مان کر فرشتون کا قول بنایا ہے کہ فرشتے کہین گے ومامنا الا لہ مقام معلوم مگر فرشتون کے مقام کا تو وہان جائزہ لیا نہ جائے گا۔ دوسرے محذوف ماننے سے کلام دولخت ہوجاتا ہے۔ محذوف ماننے کے لئے بھی کوئی مجبوری اور کوئی قرینہ ہونا چاہئیے کیونکہ محذوف مانا ہوا جملہ غیر قطعی ہوتا ہے اور یون قطعی غیر قطعی کا پابند ہوجائے گا۔ کوئی ایک جملہ محذوف مانے گا۔ کوئی دوسرا۔ یہان فرشتون کا کہین مذکور نہین حقیقت مین یہہ قول ہے عباد مخلصین کا جنکو اوپر ہی کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے الا عباد اللہ المخلصین۔ یہی عباد مخلصین کہتے ہین۔ ومامنا الا لہ مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون۔ یہہ سب عباد مخلصین ہی کے مقامات ہین۔

مزید توضیح کے لئے سورہ والصفت کا آخر رکوع پڑھ جاؤ۔ وان یونس لمن المرسلین سے رکوع بڑا ہے۔ بنظر اختصار مینے نقل نہین کیا۔ اس مین خدا نے حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الیٰ یوم یبعثون۔ (اگر وہ تسبیح کرنے والون مین نہ ہوتے تو ہرگز مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے) اوسکے بعد اقوال واعتراض کفار کو بیان کیا ہے جو وہ پاکی وسبوحیت خداوندی کے خلاف بولتے تھے۔ پھر اس قول سے عباد مخلصین کو مستثنیٰ کیا ہے پھر اون کا قول بیان کیا ہے۔ ومامنا الا لہ مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون یعنی ہم مین ہر کا ایک مقام معلوم ہے ہم مین بعض نماز گذار ہین بعض تسبیح کرنے والے۔ پھر کفار کی وہ آرزو بیان کی ہے جو وہ قیامت کے دن کرینگے۔ کہ اگر اگلون کی نصیحت ہمارے پاس ہوتی تو ہم بھی عباد مخلصین مین ہوتے۔ میرے نزدیک صاف سلسلہ کلام یون ہی ہے فرشتون کو

بیچ مین لاکر اور فرشتون کو محذوف مانکر اور وما منا الا له مقام معلوم فرشتون کا قول قرار دیکر سلسلۂ کلام توڑنے کی کیا ضرورت۔ معاملات اخلاص مین فرشتون کے ٹپک پڑنے کی گنجایش نہین۔ خدا کا طریقہ کلام بھی اسکا مساعد نہین کہ معاملات اخلاص مین فرشتے دخل در معقولات کرین اس سے واضح ہوا کہ مخلصین بندون کے مقامات ہین۔ کوئی نماز گذار ہین۔ کوئی تسبیح کرنے والے ہین جسمین جو صفت غالب ہو ولکل درجت مما عملوا ہر شخص کے اعمال کے مطابق اوسکے مدارج ہین۔ (انعام ۱۶) اس سے واضح ہو گیا کہ خدا کے بندون کے علویات اور سفلیات مین حسب اعمال اون کے مدارج ہین مجھے سفلیات مین کفار کے مدارج قایم کرنے سے بحث نہین بہیر اتخاطب اخلاص مندون کی طرف ہے تو جس طرح انبیا کے مدارج ہین اولیا اور مخلصون کے بھی مدارج ہین۔ انبیا سے تو قوم نے قطع تعلق ہی کر لیا ہے۔ ہان اولیا کے مدارج زبان زد خلائق ہین۔ مگر وہ نہین جو خدا سے بتائے ہین۔ بلکہ انسانی دئے ہوئے خلعت و خطابات ہین جو معتقدون کی بارگاہ سے عنایت ہوتے ہین

حضرت رسول معصوم نبی آخر الزمان ہمارے مولا ہمارے پیشوا ہمارے ہادی اور سارے عالم کے رسول بالجانت وامی یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مقام کی نسبت خدا فرماتا ہے۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (بنی اسرائیل ۹) اوسکا وعدہ خلاف نہین ہوتا آپ مقام محمود مین ہونگے آپ کا نام محمود آپ کا مقام محمود۔ جتنے مخلصین بندے خدا کے ہین سب ایک ایک صفت اور ایک ایک مقام کے ساتھ مخصوص ہین۔ انه کان من المخلصین ۰ انه کان من الصادقین ۰ انه کان من الصلحین علی ہذا سب کے صفات اور مقامات جداگانہ ہین۔ مگر مقام محمود چونکہ مجموعہ صفات ہے اسلئے اوس مقام کا نام ہی محمود پڑ گیا یعنی بہمہ صفت موصوف او بہمہ صفات محمودہ۔

اکثر پیغمبرون نے فرمایا ان کان کبر علیکم مقامی اگر میرا مقام تم کو بار گران ہو اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وما منا الا له مقام معلوم ہر عابد مخلص کا ایک مقام ہے۔

اگر مین مقامون کو اور اہل مقام کے تفرقہ مراتب کو بیان کرون تو کچھ فائدہ نہوگا۔ اور کتاب طویل ہوجائیگی
دران حالیکہ مقصود ہے اختصار اور اگر مین اولیائے کے مقام کی تفصیل کرون تو خیال ہوتا ہے
کہ رہرو جہان تہکا وہان منزل کرے گا ہی۔ پہر ادس مقام کے لطائف کو بیان کرنا طالبون کی
توجہ کو بانٹنا ہوگا۔ اور طالب طالبِ خدا نہین بلکہ طالب مقامات ہوجائے گا۔ اور خدا کو مقامات
تو مطلوب نہین اس لئے بالاجمال کسی قدر بیان کردیتا ہون۔ کسی کی خواہش تفصیل کی ہو تو قرآن مجید
مین تدبر و تفکر اوسے کفایت کرے گا۔

اسماء حسنیٰ مین سے جو صفت جس طالب پر مستولی ہو۔ خدا کی جس صفت مین وہ ڈوبا ہو۔ خدا کی جس صفت
نے اوسے ڈہانپا ہو۔ اور خدا کی جس صفت نے اوسے پناہ دی ہو وہ اوسکا مقام ہے۔

قرآن مجید مین سے مجھے اسوقت اتنے نام یاد آئے۔ مسلمین۔ مومنین۔ مخلصین۔ صالحین۔ مسبحین
صافون۔ اولوالالباب۔ متقین۔ صدقین۔ صابرین۔ شکرین۔ متصدقین۔ قایمین۔ صائمین۔ حافظین
ذاکرین۔ خاشعین۔ سابقون۔ مقربین۔ صدیقین۔ شہدا۔ مقام اجتبا۔ مقام اصطفا۔ مقام تکلمی۔ مقام روح اللہی
مقام تبشیر و تنذیر۔ مقام صحبت۔ مقام ولایت۔ اور علیٰ ہذا اہل مقام سے مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور مقام سے کیفیت مقام
کا۔ مگر صرف ترجمہ کردینے سے نہین بلکہ قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنے اور اہل مقام ہونے سے
واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

مناجات

اے خدا دعا کرنے آیا ہون یعنی تجھ سے دو باتین۔ آہ تو سب کی سنتا ہے میری بھی سن لے۔ مگر نگاہ شوق تیز تر ہوتی جاتی ہے اور زبان التجا گنگ۔ آرزوئین آہون کے بخارات بنکر اوڑا جاہتی ہین۔ اور مرادین نالون کی خاکستر ہوا چاہتی ہین۔ کیونکہ یہہ وہ آہ و نالے نہین جو آسمان کو چھید دین۔ بلکہ ان کی چنگاریون سے تو دل چراغان ہو رہا ہے۔ ایسے حال مین تو ہی بتا تجھ سے تیرے سوا مانگون بھی تو کیا مانگون تیرے حضور کونسی چیز مانگنے کی آس لئے مانگنے سے تو مین رہا۔ ہان قوم کا کچھ دکھڑا ہے اور قوم کے لئے کچھ التجا۔

اے خدا یہہ مینے نہین کہا تو ہی نے فرمایا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ تمہارے پاس رسول تم مین سے ہی آئے۔ تمہاری تکلیف اون پر شاق گذرتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہین۔ ایمان والون پر غایت درجہ شفیق و مہربان ہین (توبہ ع ۱۶) ایسے حال مین مسلمانون کی روحانیت کی بدحالی تیرے رسول محبوب پر کسدرجہ بارگران اور موجب تکلیف ہوگی۔ اے خدا اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کا خیال کر مسلمانون کا حال بدل دے۔ کوئی تجھ سے درد دل کا علاج مانگتا ہے اور مین مسلمانون کے لئے درد دل۔ مگر تیرا درد اور تیری محبت کا درد کہ اپنی محبت خالص کا اک ذرہ درد اونکو عنایت کر۔ کہ یہہ تیری گرمی محبت مین حرارت حیات روحانی سے بہرہ یاب ہون اور نئی زندگی پیدا کرین یعنی اسلام حقیقی سے بہرہ یاب ہون اسلامی شریعت و طریقت سے فیضیاب ہون جو عین حقیقت ہے۔ گردش مین گردان ہون۔ اور روش مین طیران۔ قرآنی انوار و تجلیات سے منور ہون کہ تیری وید کے سزاوار ہوجائین تیرے ہوکر تیرے رسول کے لائے ہوئے اسلام پر چل کر ماسوا سے منقطع ہوکر ماسوائے پر حکمران ہون اور اسلام کا نام روشن کرین۔ قلوب پر تیرے نام کا سکہ رائج ہو۔ اور دنیا مین تیرے فرمان کی حکومت فرمان روائی کرے کہ تیرے پیارے رسول کی آنکھین ٹھنڈی ہون اور دل تسکین پائے۔

اسلام اور ہائے اسلام۔ دور اول ہی مین پھولا پھلا۔ دور دوم مین بت جھڑ ہوا اور دورہ سوم مین اپنپا

نام ناحی چھوڑ کر سدھار گیا۔ دور دوم کی پت جھڑ اور مرض آلود شاخین مختلف فرقون کی صورتون مین ابتک اپنا عوارض آلود وجود دکھارہی ہین۔ مسلمانون نے غفلت کی راہ سے تنہ کو ڈہانک دیا اور نافرمانیون کی آرہ کشی سے شاخین کاٹ کر گرادین اور ماسوے اللہ کے تیز آلاؤ مین اونہین خاکسیاہ کر ڈالا اور اب اوس خاکستر کے دفینون پر مجاور ہو بیٹھے۔

یہہ دس اسلام کا حال ہے جسکی تید سے پیارے رسول نے اپنے مقدس سینہ کے خدائی صحن باغ مین تیئیس ۲۳ برسون تک باغبانی کی۔ اسکے سایہ مین بیٹھے اسیکا پہول سونگہا گلے کا ہار کیا اور بستر پر ڈالا اسیکا پہل کہایا اور اسیکا پہل کہلایا کیون نہ انسوس اور ماتم کا مقام ہو کہ مسلمان اوسی پیارے رسول کی امت ہو کر اوسی اسلام کی شاخون کے خاکستر کو تربت مین رکھہ کر دفن کرنے چلے ہین۔ اے خدا تیری رضا کیا ہے؟ کیا تیری یہہ رضا ہے کہ اسلام کا بے برگ و بار تنہ مشرکون کے حوالہ ہو کہ وہ اس سے اپنی کرسیان بنائین یعنی بیت المقدس مین اپنا ناپاک بٹھک بنا کر تیرے کلام پاک کے پرخچے اڑائین یا تیری یہہ رضا ہے کہ اپنے مقدس اور برگزیدہ اسلام کو نئی زندگی عطا کرے جس غرض کے لئے تو نے اپنی آخری کتاب کی حفاظت کی ہے۔

اے خدا! اگر تیری یہہ رضا ہے تو وہ دن جلد لا کہ عروج اسلام کی صبح صادق کی بہار میری حسرت زدہ اور ارمان آلود آنکہین بہی تو دیکہین ع بس از سر من کن فیکون شد شدہ باشد۔ اے خدا تیری ہی تو مرضی۔ تیری ہی مرضی تو ہو کر رہی ہے۔ اور ہو کر رہے گی۔ اذا اراد اللہ شیئاً یقول لہ کن فیکون۔ اے خدا ہم تو تیری رضا کے بندے ہین۔ اللھم لبیک لبیک والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و الہ و اصحابہ اجمعین۔

تمّت

رائے مولوی محمد عبدالحق صاحب بی اے مہتمم تعلیمات اورنگ آباد دکن و ناظم دارالترجمہ سرکار عالی

مین نے آپ کی کتاب کو قریبًا بالاستیعاب پڑھا۔ آپ نے ایسے مشکل مضامین کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور اس قسم کی کتاب میں جو زور و حانیت ہونی چاہیئے وہ اس میں بخوبی پائی جاتی ہے۔ تصوف اور قرآن کے درمیان جو آپ نے تطبیق دی ہے وہ تکلف سے بری معلوم ہوتی ہے میرے خیال میں اس کتاب میں ایک خاص جدت پائی جاتی ہے۔ چونکہ میں اس فن میں نوآموز کا درجہ بھی نہیں رکھتا اس لئے اس کے زیادہ دقائق میرے دسترس سے باہر ہیں۔ تاہم میں قیاسًا کہہ سکتا ہوں کہ جب مجھے اس کے پڑھنے میں مزہ آیا تو واقفان فن کو بہت زیادہ لطف آئے گا۔

میں نے آپ کی دوسری کتابیں بھی پڑھی ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پیرایۂ بیان بہت دلچسپ اور شگفتہ ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والے پر گراں نہیں گزرتا۔

رائے ماہر السنۂ مشرقیہ و علوم مغربیہ مولوی حمیدالدین صاحب بی اے صدر دارالعلوم کالج بلدہ حیدرآباد دکن

میں نے یہ کتاب قریبًا من اولہ الی آخرہ نہایت غور سے مطالعہ کی۔ جس طرح سے مذہب میں رسم و رواج کے مخلوط ہونے سے اس کی صورت بدل گئی ہے ایسے ہی تصوّف میں بدعات اس طرح پر شامل ہو گئے ہیں کہ اس کی اصلی صورت اہل عقل و مذہب کی نگاہ میں نہایت بدنما معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ایک طرف تو تصوّف کو اس کے قدیم مقدّس صورت میں دکھلایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف عین کتاب و سنّت کی تعلیم ہے دوسری طرف موجودہ اوہام و بدعات سے اُسے پاک کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی اور مصنف نے اس ضرورت کا صحیح احساس کیا ہے اور لاجواب کتاب لکھی ہے۔

رائے مولوی وحید الدین صاحب سلیم سابق اڈیٹر انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ و رسالہ المعارف وغیرہ

کتاب منہاج الحق تصوف کی حقیقی تصویر ہے۔ قدما کا تصوف عین شریعت اور بالکل قرآن و حدیث سے ماخوذ تھا مصنف نے کتاب کے شروع میں اساطین تصوف کے اقوال سے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ اور وہ اشغال و مقامات جو تصوف کی جان ہیں قرآن سے مطابق کرکے دکھائے ہیں گویا شیخ سعدی کے اس شعر کی تشریح ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　　که ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

طرز بیان اور انشا پردازی کے لحاظ سے بھی اس فن میں یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے۔ امید ہے کہ وہ گروہ جسے تصوف کا ذوق ہے اس کتاب سے مستفید ہوگا۔

نظم مولوی سید احمد حسین صاحب امجد

واہ وا کیا خوب لکھی ہے کتاب　　　آج تک دیکھا نہیں اس کا جواب
ہو گیا دل جل کے بے دیں کا کباب　　　کہہ اٹھا یا لیتنی کنت تراب
اس کا مضموں موضح القرآن ہے　　　ینطق بالحق اس کی شان ہے
ہے یہ نور عین ایمان و یقین　　　ہے یہ تفسیر ھدًی للمتقین
ہے یہ عیناً عینک چشم فقیہ　　　اس میں کوئی شک نہیں لاریب فیہ
چارہ بیمار روح ہے یہ بالیقیں　　　ہے یہ نسخہ نسخۂ بیمار دیں
رہنمائے حق ہے اس کا ہر ورق　　　ہے محب الحق کی یہ منہاج حق
حق پر اب ایمان لاؤ مومنو!　　　اس کو آنکھوں سے لگاؤ مومنو!
کہہ کے بسم اللہ اٹھاؤ اب قدم　　　ہے یہی منہاج حق۔ حق کی قسم
یہ شراب معرفت کا جام ہے　　　ہاں یہی سر رشتۂ اسلام ہے
"ہم نے کچھ سمجھا نہیں" کہنا نہ پھر　　　انا یسرناہ ھل من مدکر